

تالیف: علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی

ترجمہ: حضرت مولانا عبداللہ صاحب بستوی مہاجر مدنی

شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند



تذکرۃ النعمان

تالیف: علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی ؒ

ترجمہ: حضرت مولانا عبداللہ صاحب بستوی مہاجر مدنی



ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

طا۱۹۹۶ء

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دار العلوم دیوبند

زیر انتظام

حضرت مولانا بدر الدین اجمل القاسمی رکن شوریٰ دار العلوم دیوبند

سلسلہ مطبوعات شیخ الہند اکیڈمی (۱۷)

نام کتاب : تذکرۃ النعمان

تالیف : علامہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی شافعیؒ

ترجمہ : حضرت مولانا عبداللہ صاحب بستوی مہاجر مدنی

صفحات : تین سو چوراسی (۳۸۴)

سن اشاعت : ۱۴۳۴ 2013

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے زیرِ نظر کتاب "تذکرۃ النعمان" امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت کوفی رحمہ اللہ کی حیات وخدمات، واقعات وحالات، محامد ومحاسن، شانِ اجتہاد، تفقہ اور ان کے ذریعہ انجام پذیر اسلام ومسلمانوں کی بے نظیر خدمات کے تعلق سے ایک بیش بہا دستاویز ہے۔ امام صاحبؒ کی شخصیت اور عظمتِ شان کے حوالے سے صرف اتنی بات کافی ہے کہ اُس وقت کی وسیع وعریض دنیائے اسلام کے تمام بلاد وامصار سے تعلق رکھنے والے نامور اور عباقرۂ روزگار علماء کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ نیز بقول حافظ حدیث علامہ ابو محمد حارثیؒ تنہا امام صاحبؒ کی ذات سے علماء اور عامۃ المسلمین کو جس قدر فوائد ہوئے، اتنے فوائد دیگر ائمۂ مجتہدین اور علماء ومحدثین مثلاً: قاضی ابن ابی لیلیٰ، سفیان ثوری، ابن شبرمہ، یحییٰ بن سعید، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ جیسے کبار ائمہ ومحدثین سے نہیں پہنچے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے اس پورے عرصہ میں امام صاحبؒ کے حالات وواقعات کو قید تحریر میں لانے اور آپ کی سوانح نگاری سے جتنا اعتناء کیا گیا، اتنا کسی بھی دوسرے عالم، فقیہ، محدث اور مجتہد کی زندگی سے نہیں کیا گیا۔ اور ایسے ایسے علماء ومؤرخین نے یہ سوانح عمریاں لکھیں جو خود اس کے بدرجۂ اتم مستحق تھے کہ ان کے

واقعاتِ زندگی اور علمی و دینی کارناموں پر تفصیل سے لکھا جاتا۔

لیکن، کہتے ہیں کہ جو شخص جس درجہ عظیم المرتبت، قد آور، باصلاحیت اور کار آمد ہوتا ہے، اسی درجہ اس کی مدح سرائی بھی ہوتی ہے اور نکتہ چینی و عداوت بھی۔ یہی کچھ امام صاحبؒ کے ساتھ بھی ہوا۔ جہاں اَعلام امت کی ایک بڑی جماعت نے امام صاحبؒ کی قدر دانی و مدح سرائی کی اور ان کی بلند قامت شخصیت کو ہر پہلو سے خراجِ عقیدت پیش کیا، وہیں کچھ حساد اور کینہ پرور قسم کے لوگوں نے امام صاحبؒ کو طرح طرح کی نکتہ چینیوں کا نشانہ بنایا، بے ہودہ الزام تراشیاں کیں اور آپ کی شخصیت کو مجروح اور داغ دار بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھا۔ مگر یہ بھی قدرت کی عجیب و غریب کرشمہ سازی ہے کہ مخالفین نے جتنا آپ کو بدنام کرنا چاہا، اتنا ہی آپ نیک نام ہوتے رہے اور جتنا کوتاہ قامت دکھانے کی کوشش کی، اتنا ہی بلند قامت ہوتے گئے۔ مخالفین کی ان بہتان طرازیوں کا مدلل اور مکمل دفاع نہ صرف یہ کہ امام صاحبؒ کے مسلکی پیروکار علمائے احناف نے کیا، بلکہ مذاہبِ اربعہ سے وابستگی رکھنے والے مایہ ناز علماء اور محدثین نے بھی بھرپور دفاع کیا اور امام صاحبؒ کی بے مثال شخصیت اور قابلِ رشک عظمت کے نقوش کو خوب سے خوب اجاگر کیا۔

ان میں عظیم مورخ، بے نظیر محدث علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی متوفی ۹۴۲ھ کی کتاب "عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان" بڑی معرکۃ الآراء اور استنادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ دورِ اخیر میں امام صاحبؒ کی حیات پر جتنی بھی کتابیں عربی، فارسی، یا اردو میں لکھی گئیں، ان کی ترتیب میں اس کتاب کو کلیدی اہمیت حاصل رہی ہے۔ کتابِ ہذا کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر

گرامی قدر حضرت مولانا عبد اللہ بن عبد الوہاب صاحب بستوی مہاجر مدنی مد ظلہ نے اپنے ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا، جو قبل ازیں جامعہ محمودیہ میرٹھ سے شائع ہو کر مقبول ہوا۔

مترجم موصوف مد ظلہ کی خواہش اور اصرار، نیز موضوع کی قیمت اور کتاب کی افادیت واہمیت کے باعث مجلسِ شوری دار العلوم دیوبند کے معزز اراکین نے شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند سے اس کی دوبارہ اشاعت کیے جانے کا فیصلہ کیا۔ البتہ اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ ترجمہ پر نظر ثانی کی جائے، اس میں موجود تعقید کو دور کیا جائے، اس کو زیادہ سلیس اور رواں بنایا جائے، کتاب میں درج اشعار اور دوسری عربی عبارتوں کا اصل عربی کتاب سے مقابلہ کیا جائے، عربی امثال و محاورات کا بامحاورہ ترجمہ کیا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امام صاحبؒ کے شیوخ اور تلامذہ پر مشتمل تقریباً ایک سو صفحات کو اردو میں منتقل کیا جائے، جو نقشِ اول میں عربی ہی میں باقی رکھے گئے تھے، جس کی وجہ سے اردو داں طبقہ کے لئے استفادہ بہت مشکل ہو گیا تھا۔ نیز یہ کہ جگہ جگہ نئے عنوانات کا اضافہ کیا جائے اور حتی الامکان اردو قواعدِ املاء کی رعایت برتی جائے۔

مقامِ خوشی ہے کہ حضرات اراکین اکیڈمی کے حکم پر یہ طول طویل کام برادرِ عزیز مولوی عبد الرشید بستوی / رفیق تالیف و ترجمہ مرکز المعارف برانچ دیوبند نے بحسن و خوبی انجام دیا۔ موصوف چوں کہ اردو کے ساتھ عربی کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہیں، اس لئے وہ اپنی یہ ذمے داری نبھانے میں بہت کامیاب رہے ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ رب العزت برادر عزیز کی صلاحیت میں مزید جلا بخشے آمین۔

اس ترجمہ کی اشاعت کے تعلق سے احقر، تمام اراکینِ مجلس شوریٰ

دارالعلوم دیوبند بالخصوص گرامی مرتبت حضرت اقدس مہتمم صاحب دامت برکاتہم، گرامی قدر حضرت مولانا غلام رسول صاحب خاموش گجراتی اور گرامی عزت حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی بنارسی کا بے حد مشکور ہے، جن کی نیک دعائیں اور مخلصانہ مشورے ہر گام پر شامل حال رہے۔ نیز برادر مکرم جناب مولانا مزمل علی صاحب آسامی استاذ دارالعلوم دیوبند بھی میری جانب سے شکریے کے حق دار ہیں کہ ان کی مسلسل فکر مندی اور دلچسپی کے سبب کتاب منظر عام پر آسکی۔ اسی طرح مولوی ذو الفقار احمد بہرائچی اور مولوی محمد یوسف رامپوری ریسرچ اسکالرس شیخ الہند اکیڈمی قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے پروف ریڈنگ میں اپنا تعاون دیا۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے، کتابِ ہذا کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اکیڈمی کے حوالے سے احقر کو بیش از بیش خدمات کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین

بدرالدین اجمل علی القاسمی

رکن شوریٰ و خادم شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

۱۵/۱۱/۱۴۱۷ھ

۲۵/۳/۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

(فخر اقران و مفتی بلد حبیب الرحمٰن حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مہاجر مدنی حفظہ اللہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ والصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ علیٰ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعلیٰ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلیٰ يَوْمِ الدِّيْنِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَالْعُلَمَاءِ الْمُخْلِصِيْنَ اَمَّا بعدُ!

امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ شانہ کا یہ بڑا کرم ہے کہ اس نے اپنی کتاب کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ ہمیشہ قرآن کے حفاظ اور محافظین موجود رہے ہیں، جنہوں نے اس کے الفاظ کو بھی یاد رکھا اور معانی کو بھی سمجھا اور اس سے احکام مستنبط کئے۔ پھر کتاب اللہ سے متعلقہ علوم کو خلفاً عن سلف آگے بڑھایا۔ چونکہ قرآن مجید کے سمجھنے اور آیات میں جو اجمالی احکام ہیں، ان کی تفصیلات جاننے کے لئے آقائے نامدار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور تقریرات کو بھی محفوظ رکھنا ضروری تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے رجال بھی پیدا فرمائے، جنہوں نے احادیث کو محفوظ کیا اور اپنے تلامذہ کو احادیث پڑھائی۔ روایت اور درایت کے اعتبار سے ایسے علماء تیار کئے، جنہوں نے کتاب اللہ کے ساتھ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اشاعت کی۔ اُن کی

محنتوں اور کوششوں سے سارا عالم کتاب و سنت کی ضیاء پاشیوں سے جگمگا اُٹھا۔

ان اصحابِ روایت ودرایت میں وہ حضرات بھی ہیں، جنہوں نے کتاب وسنت سے غیر منصوص مسائل کا استنباط کیا، ناسخ ومنسوخ کو سمجھا، روایت میں جہاں کہیں اختلاف نظر آیا، اس میں تطبیق دی، روایات کو پرکھا، روایاتِ شاذّہ کو علاحدہ کیا اور اپنی محنت اور مجاہدے سے احکام کو مدوّن فرمایا۔ تاکہ عوام وخواص سبھی کتاب وسنت پر عمل کر سکیں۔

جن حضرات نے یہ کام انجام دیا، انہیں ائمہ مجتہدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ائمہ مجتہدین تو اچھی خاصی تعداد میں گذرے ہیں، لیکن ان میں چار حضرات زیادہ مشہور ہوئے۔ ان چار میں سر فہرست امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تابعی متوفی سن ۱۵۰ ہجری کا نام آتا ہے۔ ان کے معاصر حضرات میں امام دار الہجرت مالک بن انس مدنی اصبحیؒ متوفی ۱۷۹ھ بھی تھے۔ دونوں حضرات کی آپس میں ملاقاتیں رہیں، مسائلِ شرعیہ کے بارے میں ایک دوسرے سے مستفید بھی ہوئے۔ ان کے بعد حضرت امام محمد بن ادریس شافعی قرشی مطلبیؒ متوفی ۲۰۴ھ تشریف لائے، جو فقہ مالکی اور فقہ حنفی کے مجمع البحرین تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ سے حدیث پڑھی، عرصۂ دراز تک ان کی خدمت میں رہے، ان کے پاس رہنے سے شانِ تفقہ بھی پیدا ہوئی۔ پھر عراق پہنچے تو وہاں امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمد بن حسنؒ ۱۸۹ھ سے علم حاصل کرنے کے مواقع فراہم ہو گئے، ان کے وفادار شاگرد بنے اور دس سال ان کی خدمت میں رہے۔(۱)

جب لوگ مشہور ہو جاتے ہیں اور اُن کی حیثیت عوام وخواص میں

۱۔ الجواہر المضیئة فی تراجم الحنفیة ص: ۵۲۸۔

اجاگر ہو جاتی ہے، تو ان میں سے بہت سے افراد اساتذہ کو بھول جاتے ہیں۔ بعض حضرات تو استاذ ہونے ہی کا انکار کر دیتے ہیں، مگر حضرت امام شافعیؒ نے ایسا نہیں کیا۔ وہ برملا امام محمد بن حسنؒ کی شاگردی کا اقرار کرتے تھے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ :

"مَارَأَيْتُ أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللهِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ"(۱)

(میں نے محمد بن حسن سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم نہیں دیکھا۔)

یہ بھی فرمایا :"حَمَلْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وِقْرَ بختي"(۲)

(میں نے محمد بن حسن سے اتنی کتابیں حاصل کی ہیں، جو ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر ہیں)

فرمایا"اَمَنُّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي الْفِقْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ"(۳)

(فقہ کے بارے میں میرے سب سے بڑے محسن امام محمد بن حسن ہیں)

فرمایا کہ "اَعَانَنِي اللهُ فِي الْعِلْمِ بِرَجُلَيْنِ: فِي الْحَدِيْثِ بِابْنِ عُيَيْنَةَ وَفِي الْفِقْهِ بِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ"(۴)

(اللہ تعالیٰ نے علم میں دو شخصوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی حدیث میں سفیان بن عیینہ اور فقہ میں محمد بن حسن سے)

یہ بھی فرمایا "لَوْ يُكَلِّمُنَا عَلٰى قَدْرِ عَقْلِهِ مَافَهِمْنَا كَلَامَه وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يُكَلِّمُنَا عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِنَا"(۵)

(محمد بن حسن اگر اپنی عقل کے مطابق ہم سے بات کرتے تو ہم نہ سمجھ پاتے، مگر وہ ہماری عقول کے مطابق بات کرتے تھے۔)

۱۔ تاریخ بغداد، ۲/ ۱۷۰۔
۲۔ تاریخ بغداد، ۲/ ۱۷۶۔
۳۔ ایضاً، ۲/ ۱۷۲۔
۴۔ الجواہر المضیہ، ص ۵۲۷۔
۵۔ ایضاً، ص: ۲۳۸۔

حضرت امام شافعیؒ کے معاصر حضرت امام احمد بن حنبلؒ متوفی ۲۴۱ھ بھی تھے۔ ان کو امام شافعی کے شاگردوں میں شمار کیا گیا ہے(۱)

انہوں نے امام شافعی کے علاوہ جن حضرات سے علم حاصل کیا، ان میں امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسفؒ متوفی ۱۸۲ھ بھی تھے۔ فرماتے ہیں:

"اَوَّلُ مَاطَلَبْتُ الحَدِیْث ذَهَبْتُ اِلیٰ اَبِی یُوسُفَ اَلْقَاضِی ثُمَّ طَلَبْنَا بَعْدَهٗ فَکَتَبْنَا عَنِ النَّاسِ" (۲)

(سب سے پہلے جب میں نے حدیث پڑھنے کا ارادہ کیا تو قاضی ابو یوسف کے پاس گیا۔ ان کے بعد ہم نے دوسرے لوگوں سے حدیثیں لکھیں۔)

حسن التقاضی فی سیرۃ الإمام أبي یوسف القاضی میں لکھا ہے کہ "کتب أحمد بن حنبل عن أبی یوسف ثلاثة قماطر من العلوم" (۳)

(امام ابو یوسف سے اتنا علم حاصل کیا اور دفاتر میں لکھا جن سے تین صندوق بھر جائیں۔)

امام احمدؒ نے فقہ حنفی کا خوب مطالعہ کیا اور اُس سے خوب بہرہ ور ہوئے۔ ابراہیم حربی کا بیان ہے کہ "میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ یہ باریک مسائل آپ کو کہاں سے ملے؟ تو انھوں نے فرمایا من کتب محمد بن الحسن" (۴)

چونکہ خوب ضبط واتقان کے ساتھ ائمہ ثلاثہ حنفیہ کی فقہ کا مطالعہ

۱۔ اکمال فی اسماء الرجال، الباب الثانی فی ذکر ائمہ الاصول، ص ۶۲۶۔

۲۔ تاریخ بغداد، ۲۵۵/۱۴۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج:۲، ص:۱۷۷۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۷۷

فرمایا تھا، اسی لئے ببانگِ دُہل ارشاد فرمایا "اذا کان فی المسئلة قول ثلاثةٍ لم یسع مخالفته" جب کسی مسئلہ میں تین حضرات کا قول ہو، تو اس کی مخالفت جائز نہیں۔ عرض کیا گیا وہ تین کون ہیں؟ فرمایا ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن حسن۔ پھر ان کی مخالفت جائز نہ ہونے کا سبب بتایا اور فرمایا "فأبو حنیفة أبصر الناس بالقیاس، وأبو یوسف أبصر الناس بالآثار، ومحمد بن الحسن أبصر الناس بالعربیة" (۱)

(ابو حنیفہ قیاس میں سب سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں، ابو یوسف احادیث سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں اور امام محمد عربیت میں زیادہ ماہر ہیں)

امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے اور امام احمد بن حنبل نے امام ابو یوسف سے علم حاصل کیا، اس سے دونوں میں شانِ تفقہ پیدا ہو گئی اور دونوں اس قابل ہو گئے کہ انہیں مجتہد مطلق کا مقام مل گیا۔

ان دونوں حضرات کے دیگر اساتذہ بھی تھے، جن سے حدیث وفقہ حاصل کی، لیکن اس میں شک نہیں کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کی محنتوں کو بھی جو شاگردوں کے ساتھ ہر استاذ کی ہوتی ہیں۔ ان دونوں حضرات کے امام بنانے میں بہت بڑا دخل ہے جن لوگوں کو حنفیہ سے بغض ہے وہ تو سیر وتاریخ کی تصریحات کے باوجود اس کے منکر ہوں گے، لیکن معاند کے انکار سے حقیقت دَب نہیں جاتی۔

وفی تعبٍ مَن یحسد الشمسَ نورَها
ویجتهـد أن یـأتـی لهـا بضـریب

(جو شخص سورج کی روشنی پر حسد کرتا ہے اور اس کا مثل لانے کی کوشش کرتا ہے، وہ بڑی مشقت میں ہے۔)

۱۔ الانساب للسمعانی، ج: ۸ ص: ۲۰۳۔

امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے شاگرد اصحاب حدیث تھے، لیکن امام ابو حنیفہؒ کی فقہ سے بے نیاز نہ ہوئے اور انھوں نے فقہ حنفی کو ہمیشہ سامنے رکھا، اجتہادی امور میں اختلاف ہو جانا اور بات ہے، لیکن شوافع اور حنابلہ ہمیشہ فقہ حنفی سے مستفید ہوتے رہے اور برابر اس کے قدر دان رہے۔ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے۔

"ثم كان من بعد مَالك بن أنس مُحمد بن إدريس المطلبى الشافعى رحمهما الله تعالىٰ رحل إلى العراق من بعد مالك ولقى أصحاب الإمام أبى حنيفة وأخذ عنهم ومزج طريقة أهل الحجاز بطريقة أهل العراق واختص بمذهبه، وخالف مالكاً فى كثيرٍ من مذهبه وجاء من بعدهما أحمد بن حنبلؒ وكان من علية المحدثين وقرأ أصحابه على أصحاب الإمام أبى حنيفةؒ مع وفور بضاعتهم من الحديث فاختصوا بمذهب اخر"(۱)

(پھر امام مالکؒ کے بعد امام محمد بن ادریس شافعی کا دور آیا وہ امام مالکؒ کے بعد عراق تشریف لے گئے اور امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ اہلِ حجاز کے طریقہ کو اہلِ عراق کے طریقہ کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور ان کا ایک مستقل مذہب بن گیا جس میں بہت سے مسائل میں امام مالک سے اختلاف کیا ان کے بعد امام احمد بن حنبلؒ تشریف لائے وہ اونچے درجے کے محدثین میں سے تھے ان کے بعد ان کے اصحاب نے امام ابو حنیفہ کے پاس پڑھا حالانکہ علم حدیث انہیں بھرپور طریقہ سے حاصل تھا، یہ حضرات بھی ایک مستقل مذہب والے بن گئے۔)

۱۔ مقدمہ ابن خلدون، ص: ۴۳۱۔

امام بخاریؒ جیسے امیر المؤمنین فی الحدیث نے بھی فقہ حنفی پڑھی، جس سے ان میں شانِ تفقہ پیدا ہوئی۔ مقدمہ فتح الباری میں امام بخاریؒ کے حالات میں ان کا اپنا بیان نقل کیا گیا ہے۔

"فلما طعنت فی ستة عشر سنة حفظت کتب ابن المبارك ووكيع وعرفت كلام هولاء يعني أصحاب الرأى"(۱)

(جب میری عمر سولہ سال کی ہوئی تو میں نے ابن المبارک اور وکیع کی کتابوں کو یاد کیا اور اصحاب رائے کی باتوں کو پہچانا۔)

جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں(۲)

وکیع بن جراح نے امام زفرؒ سے بھی علم حاصل کیا(۳)

چند سطروں کے بعد حافظ ابن حجرؒ امام بخاریؒ کا بیان نقل کرتے ہیں "لا أحصى ما دخلت الىٰ الكوفة وبغداد مع المحدثين"(۴)

(میں شمار نہیں کر سکتا کہ محدثین کے ساتھ کتنی بار کوفہ اور بغداد میں داخل ہوا ہوں)

ان محدثین کرام کو کوفہ و بغداد میں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ وہاں تو حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی فقہ پڑھی اور پڑھائی جاتی تھی۔ حقیقۃً جو حضرات محدثینِ کرام درایت کی قیمت جانتے تھے، وہ روایات جمع کرنے کے ساتھ درایت کے لئے بھی کوشاں رہتے تھے۔ جن حضرات کو اللہ تعالی نے فقہ سے نوازا اور حسب تصریح

۱۔ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۸

۲۔ تاریخ بغداد، ج: ۱۳، ص: ۳۲۴

۳۔ الجواہر المضیۃ، ص: ۵۳۴

۴۔ مقدمہ فتح الباری، ص: ۴۷۸

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "من یرد اللّٰہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین "(۱) ان حضرات کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا۔ محدثین کرام بار باران کی خدمتوں میں حاضر ہونے کے لئے کوفہ جاتے اور اصحاب رائے کی رائے معلوم کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین نے تو اپنے امام کی تعریف و توصیف میں کتابیں لکھی ہی ہیں، جن کی فہرست بہت طویل ہے، لیکن دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے اکابر علماء نے بھی امام اعظمؒ کی سیرت پر کتابیں تالیف فرمائی ہیں اور ان کی جلالت شان کو واضح کیا ہے۔ مستقل تصانیف کے علاوہ جو اکابر امت پر کتابیں لکھی گئیں، ان میں بھی امام صاحبؒ کے مناقب بڑی تفصیل سے لکھے ہوئے ہیں۔

حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" اور "سیر اعلام النبلاء" میں دل کھول کر امام صاحب کے مناقب لکھے ہیں اور ان کے مناقب میں ایک مستقل تالیف بھی فرمائی ہے۔ ابن خلدون، ابن خلکان، ابن العماد، ابن کثیر اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں امام صاحب کا عقیدت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے اور ان کی جلالتِ شان کا اعتراف کیا ہے۔

حافظ ابن عبد البرؒ مالکی نے "الانتقاء" میں امام صاحبؒ کے مناقب بہت جامعیت کے ساتھ لکھے ہیں اور جن لوگوں نے ان کے بارے میں غلط باتیں کہی ہیں اور بہتان طرازی سے کام لیا ہے، ان کی باتوں کو نقل کر کے ان کا جواب بھی دیتے چلے گئے ہیں۔

چونکہ امام ابو حنیفہؒ امام الائمہ اور حضرات شوافع کے جد امجد تھے، اس لئے منصف مزاج، غیر متعصب حضراتِ شوافع نے ہمیشہ امام اعظمؒ کا ادب سے نام لیا اور ان کے اقوال و دلائل کو ذکر کیا۔ امام اعظمؒ کے

۱۔ بخاری، ۱؍۱۶، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، کتاب العلم۔

تذکرہ میں حضرات شوافع نے مستقل کتابیں لکھیں اور ان پر جس کسی نے جرح کی، حقیقت پسندی کے ساتھ اس کا جواب دیا ہے۔ اِن حضرات میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ مؤلف "تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہؒ"، حافظ محمد بن یوسف صالحی دمشقی متوفی ۹۴۲ھ اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی متوفی ۹۷۳ھ بھی ہیں۔

حافظ محمد بن یوسف دمشقی کی کتاب کا نام "عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" ہے شیخ ابن حجر مکی نے ان ہی کی کتاب کی تلخیص کی ہے اور اپنی کتاب کا نام "الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" رکھا ہے۔ حافظ دمشقی کی کتاب ایک مقدمے، ۲۶/ ابواب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ انھوں نے بہت ہی عقیدت کے ساتھ یہ کتاب لکھی ہے۔

صحابہ میں جن حضرات سے امام صاحب نے روایت کی، ایک باب میں ان کا مستقل تذکرہ فرمایا ہے۔ پھر ایک باب میں ان کے مشائخ کا تذکرہ کیا ہے، جو ۲۴/ صفحات میں آیا ہے۔ پھر ان کے تلامذہ کا تذکرہ کیا، جو ۶۰/ صفحات میں آیا ہے۔ پھر ایک باب میں امام صاحب کی خصوصیات اور امتیازی شان بتلائی ہے اور ایک باب میں ان کی فقہی جلالت شان کو ظاہر کیا ہے۔ ایک باب میں ان کی کثرتِ عبادت کا حال نقل کیا۔ پھر مختلف ابواب میں ان کے جود وسخا، زہد وورع، وفورِ عقل، فہم وفراست، مکارمِ اخلاق، اپنی کسب سے کھانا اور امراء و خلفاء کے عطایا کورد کردینا، تفصیل سے لکھا ہے۔ بتیسویں باب میں لکھا ہے کہ:

وہ کثیر الحدیث تھے اور اعیانِ حفاظِ حدیث میں تھے۔ پھر ایک چہل حدیث نقل کی ہے، جو امام صاحبؒ کے توسط سے منقول ہے۔ چوبیسویں باب میں ان کے مرض ووفات کا تذکرہ کیا اور بتلایا ہے کہ ان

کو شہادت نصیب ہوئی، کیونکہ ان کو زبردستی زہر پلادیا گیا تھا نیز بتایا ہے کہ انھوں نے سجدے کی حالت میں وفات پائی۔

خاتمے میں ایک ضابطہ بتلایا کہ جرح میں کس کا قول قابلِ قبول ہوتا ہے۔ پھر حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے امام صاحب کے بارے میں جو یہ لکھا ہے کہ انھوں نے فلاں فلاں حدیث کے خلاف موقف اختیار کیا ہے، اجمالاً اس کا جواب دیا ہے۔ اس کے بعد خطیب بغدادی کی طرف توجہ فرمائی ہے اور ان حضرات کا تذکرہ کرنے کے بعد جنھوں نے اس بارے میں خطیب پر رد کیا ہے، تحریر فرمایا ہے کہ "ماروا ہ الخطیب فی القدح فی الإمام أبی حنیفة غالب أسانیده لا یخلو من متکلم فیه، أومجهول ولا یجوز لمن یؤمن باللّٰه تعالی والیوم الآخرأن یثلم عِرضَ أحدٍ من المسلمین بمثل ذلك. فکیف بإمام من أئمة المسلمین"

(امام ابو حنیفہؒ پر جرح کرنے میں جو چیزیں خطیب بغدادی نے نقل کی ہیں، ان کی بیشتر سندیں ایسی ہیں، جن میں کوئی نہ کوئی راوی متکلم فیہ، یا مجھول ضرور ہے اور اس طرح کی سندوں کی بنیاد پر ایک عام مسلمان کی بھی آبرو پر حملہ کرنا کسی صاحب ایمان کے لیے جائز نہیں ہے، چہ جائے کہ امام ابو حنیفہؒ جیسے سرخیل ائمۂ مجتہدین کی۔" پھر لکھا ہے)

"وقدجهَدَ کثیر منهم علیٰ أن یحطّ من مرتبةالإمام أبی حنیفة ویصرف قلوب أهل العصر عن محبته فما قدر علی ذلك ولا نفد کلامه فیه حتی قال بعضهم فعلمنا أنه أمر سماوي لاحیلة لأحد فیه ومن یرفعه اللّٰه تعالیٰ لا یقدر الخلق علی خفضه"

(بہت سے لوگوں نے یہ کوشش کی کہ امام ابو حنیفہؒ کے مرتبے کو کم کردیں اور ان کے زمانہ کے لوگوں کے دلوں سے ان کی محبت ہٹادیں، لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ ان کا کلام ان کے بارے میں اثر انداز ہوا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اس سے ہمیں یہ پتہ چلا کہ ابو حنیفہ کا بلند مرتبہ ہونا امر سماوی ہے، اس کے مقابلے میں کسی کا حیلہ نہیں چل سکتا۔ اور اللہ جسے بلند کرے، مخلوق اسے نیچا نہیں کر سکتی۔)

عقود الجمان تقریباً ۲۰ رسال پہلے باہتمام مولانا ابو الوفا افغانیؒ مدیر احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد (دکن) شائع ہوئی تھی۔ اس کے نسخے معدوم ہوگئے تھے۔ پھر چھ، سات سال قبل مولانا محمد یحییٰ صاحب مدنی نے مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی، بمساعدۃ مکتبہ الایمان مدینہ منورہ سے کتابِ مذکور کے حیدر آبادی نسخہ کا فوٹو لے کر شائع کیا۔

ہمارے محترم حضرت مولانا عبد اللہ بن عبد الوہاب صاحب بستوی مہاجر مدنی دامت برکاتہم کو کتاب مذکور کا نسخہ پہنچا، تو اس کا ترجمہ کیے بغیر ان سے صبر ہی نہ ہو سکا۔ پیرانہ سالی اور ضعف و علالت کے باوجود گرتے پڑتے، اٹھتے بیٹھتے لگ لپٹ کر کتابِ مذکور کا ترجمہ لکھ دیا۔

اصل کتاب چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ امراضِ قلب وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہوئے اتنا بڑا کام کر دینا محض اللہ جل شانہ کا فضل ہے۔ دونوں دردِ دل ایک ساتھ ہی چلتے رہے۔ مرض والا درد بھی اور عشق و محبت والا درد بھی۔ دونوں کا مقابلہ اور مصارعہ رہا، لیکن دردِ دل (بالمعنی المشہور) ہی غالب ہو کر رہا اور الحمد للہ ترجمہ پورا ہو گیا۔

ترجمہ عام فہم ہے۔ میں مولانا کو اور اس کے ناشرین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس ترجمہ کو قبول فرمائے اور اپنے بندوں کو منتفع فرمائے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

معاندین اور حاسدین و مبغضین کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے. واللہ ولی التوفیق وبیدہ أزمّة التحقیق

املاہ العبد الفقیر محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ وجعل آخرتہ خیراً مِن الاولیٰ

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم

مقدمہ

از : مترجم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ مَالِکِ یَومِ الدِّینِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ مُحَمَّدٍ رَسُولِ رَبِّ العَالَمِینَ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ اِلیٰ یَومِ الدِّینِ. اَمَّا بَعدُ !

اس مالکِ حقیقی کا بے حساب شکر اور اس کے لئے بے پایاں حمد، جس نے عدم سے وجود بخشا، ظلماتِ کفر سے نکال کر نورِ ایمان سے منور کیا۔

اے خدا! قرباں شوم احسان بر احسان کردۂ
آدمیت دادئی بازم مسلمان کردۂ

پھر ذکیٔ فاضل، متورع و متقی عالم استاذی مولانا محمد رفیق صاحب بستوی قاسمی، عالم بے نظیر استاذی حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب بستوی قاسمی بانیانِ مدرسہ دیحیہ مونڈا ڈیہا بیگ، ضلع بستی یوپی اور فائق الاقران استاذی حضرت مولانا مرتضٰی حسن صاحبؒ جیسے ماہرین اور اصحابِ ایثار و مروت اساتذہ کی تربیت سے بہرہ ور فرمایا۔

ان بزرگوں کی خدمت میں رہ کر میرا دل اسلام اور اس کے عظیم دعاتِ : ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ کی محبت سے خوب لبریز ہو گیا۔ متوسطات

کی تعلیم پوری ہو گئی۔ تفصیلی مسائل صرف ساداتنا الاحناف ؒ ہی کے ارشاد فرمودہ میرے سامنے آئے۔

ان کانوں نے ائمہ اربعہ میں سے کسی کی شان میں بے ادبی کے الفاظ اساتذہ کرام سے نہیں سنے۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں تکمیلِ دینیات کے لئے داخلہ لیا۔ وہاں ائمہ اربعہ، قاضی شوکانی، داؤد ظاہری اور دوسرے ائمہ کے اسمائے گرامی اور مسائل دیکھے میں ان کی آراء ادب واحترام کے ساتھ زینت قلب وذہن بنیں۔ تقریباً ۳۳؍ سالہ تدریسی خدمات بھی یونہی گذر گئیں کہ اختلافِ ائمہ کو خطا و صواب کی حد تک سمجھتا رہا، حق و باطل کا اختلاف تصور میں نہیں آیا۔ اسی طرح سلفِ صالحین میں سے کسی کی تنقیص نہ سنی، نہ وہم و گمان ہوا۔ ایک زمانے کے بعد جب حرمین شریفین کا قیام نصیب ہوا تو بہت سے مدعیان علم ایسے دیکھے گئے جن کا سطحی علم بظاہر صرف ائمہ حضرات، خاص کر امام الائمہ امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی تنقیص اور ان کے استنباط کردہ فقہی مسائل کی تغلیط ہی کے لئے مخصوص ہے۔ مسائل کو مکروہ صورت میں بیان کرتے اور پھر استہزاء کرتے ہوئے دیکھا۔ میں جن کو اب تک فرقہ ناجیہ اور "مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي" تصور کئے بیٹھا تھا، ان کی جانب ایسے مکروہ افعال واقوال کی نسبت دل ودماغ کو پریشان کرنے لگی۔ رحمتِ خداوندی نے نصرت کی۔ امام ذہبی، امام ابن عبدالبر، حافظ احمد بن حجر عسقلانی، حافظ جلال الدین سیوطی، علامہ عبدالوہاب شعرانی اور علامہ عبدالحلیم بن تیمیہ رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً کی تصریحات اور ان کی آراء سامنے آئیں۔

زیر نظر کتاب "عقود الجمان" کو حرفاً حرفاً پڑھا، بڑی مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان اساطینِ دین مبین کے مراتب اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے،

حق وانصاف کا حق ادا کر دیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے مصنفؒ ص: ۳۱۹/ پر لکھتے ہیں کہ:

"میں عرض کر چکا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار اساتذہ سے درس حدیث شریف لیا۔ امام ذہبیؒ نے ان کو طبقاتِ حفاظ میں شمار کیا ہے۔"

علامہ ذہبی، ابن عبد البر اور بہت سے دیگر محدثینؒ نے امام اعظمؒ کے مناقب میں مستقل تصانیف لکھی ہیں۔ جن مناقب نگار حضرات کی کتابوں سے مؤلف عقود الجمان نے استفادہ کیا، ان کی تفصیل بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

(۱) خطیب بغدادی (۲) ابو عبد اللہ صیمری (۳) ابو القاسم بن کاس (۴) ابو المؤید موفق بن احمد خوارزمی (۵) ابو یعقوب یوسف بن احمد مکی (۶) امام طحاوی (۷) امام ابو بکر بن محمد زرنجری (۸) یعقوب بن شیبہ (۹) ابو القاسم یونس بن طاہر نصری (۱۰) ابو عبد اللہ عمر بن حسن بن عبد اللہ الشریف حسنی شافعی (۱۱) ابو نعیم فضل بن دکین (۱۲) ابو القاسم عبد اللہ بن ابو عوام (۱۳) ابو بکر محمد بن خلف (۱۴) زید محمد عسکری (۱۵) ابو الیسر ولابی (۱۶) ابو الفرج بن جوزی (۱۷) جلال الدین سیوطی (۱۸) ابو مظفر بن سمعان (۱۹) ابو اسماعیل ہروی (۲۰) احمد بن حجر عسقلانی (۲۱) امام ذہبی (۲۲) ابو عمر یوسف ابن عبد البر بن جوزی رحمہم اللہ وغیرہ، جن کے بارے میں مؤلف محترم ص: ۴۱۱/ پر لکھتے ہیں کہ "اگر امام صاحب کے مناقب میں لکھی گئیں وہ سب کتابیں مجھے مل جائیں، جو میرے علم میں ہیں تو یہ کتاب دو بڑی جلدوں میں آتی"(۱)

۱۔ خاتمہ کتاب، فصل چہارم۔

مقام عبرت ہے ایسے عظیم امام المسلمین کے فرضی مثالب (۱) کا پروپیگنڈہ کرنیوالے خدا کو کیا جواب دیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی اذیتیں دے رہے ہیں۔ فانی دنیا کی فانی شہرت کے لئے اپنے اعمال نامے سیاہ کر رہے ہیں۔

کیا ان محدثین اور یکتائے روزگار علماء نے امام اعظمؒ کی جھوٹی تعریف کی ہے، کذب بیانی پر متفق ہو گئے، چار ہزار شیوخ نے غلط تعلیم دی، بے شمار محدثین نے ایک غلط کار اور ناوان کو اپنا استاذ بنالیا؟ یا للعجب.

امام ابو حنیفہؒ پہلے وہ شخص ہیں، جنھوں نے دلائل سے مسائلِ فقہیہ کا استنباط کیا۔ جیسا کہ مصنف کتاب رقم طراز ہیں:

"امام ابو حنیفہؒ عظیم محدث ہیں۔ ان کی روایتیں اس وجہ سے کم ہیں کہ وہ سند اور متن کے محدثانہ طریق کو چھوڑ کر نصوص سے استنباطِ مسائل میں مشغول رہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بہت کم احادیث مروی ہیں۔ یا جیسے امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ۔ کون نہیں جانتا کہ ان حضرات کی مرویات، ان کی مسموعات سے بہت ہی کم منقول ہیں۔ حاسدوں نے امام اعظمؒ کے بارے میں جو کچھ اڑایا ہے، واقعہ اس کے برعکس ہے۔ (سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ) بہت جلد ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کس جگہ پر کروٹیں لے رہے ہیں (یعنی جہنم میں) مصنفؒ آگے لکھتے ہیں:

"امام ابو حنیفہؒ کی قلتِ روایت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی شرائطِ روایت بہت ہی سخت ہیں۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ راوی کو صرف وہ حدیث روایت کرنی چاہئے، جو اس کو سننے کے دن سے

ا۔ مثالب: عیوب، خامیاں، برائیاں

بیان کرنے کے دن تک برابر یاد رہی ہو"

اس قسم کی باتیں مصنفؒ نے خطیب بغدادی اور دوسرے محدثین سے کتاب ہذا کے ص: ۳۱۹ سے ۳۲۱ تک تفصیل سے تحریر فرمائی ہیں۔ اس کے باوجود امام ابو حنیفہؒ سے ائمہ حدیث نے ۱۷ مسندیں روایت کی ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ اتنی مسندیں کسی بھی امام سے مروی نہیں۔ ان مسانید کی روایت کرنے والے شوافع محدثین بھی ہیں جن کی تفصیل اسی کتاب میں آرہی ہے۔

خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہؒ کے عیوب میں جو روایتیں نقل کی ہیں، مصنفؒ ان کا اجمالی رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ان روایتوں کی اکثر سندیں ایسے راویوں سے بھری ہوئی ہیں، جن پر علمائے حدیث نے کلام کیا ہے اور جن میں مجہول راوی بھی ہیں ایسی روایتوں کی بنیاد پر جائز نہیں کہ کسی عام مسلم کو مجروح قرار دیا جائے، پھر کسی مسلَّم امام کو مجروح کرنا کس طرح جائز ہوگا؟"

اس کے بعد فرماتے ہیں:

"اگر ان روایتوں کی سندوں کو صحیح بھی مان لیا جائے تو راوی کی بابت یہ تحقیق کرنی ہوگی کہ وہ امام صاحبؒ کا ہم زمانہ ہے، یا نہیں؟ اگر ہم عصر نہیں ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے امام صاحبؒ کے دشمنوں کی لکھی ہوئی سطور پر اعتماد کیا ہے، خود مشاہدہ نہیں۔ اس لئے یہ روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں اور اگر راوی ہم عصر ہے اور وہ علم و فضل میں امام اعظمؒ سے آگے نکلنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے تو بھی اس کی بات قابل اعتماد نہیں اس لئے کہ منافستِ جاہی حسد کا سبب ہے۔

امام ابن عبدالبر نے "الاستغناء فی الکنیٰ" میں تحریر فرمایا ہے کہ

"امام ابو حنیفہؒ پر ان کے ہم زمانہ لوگوں میں سے ان لوگوں نے حسد کیا ہے، جنھوں نے ان پر زیادتی کی اور ان کی غیبت کو حلال قرار دیا ہے۔"

مؤلفؒ اس سلسلہ میں خود خطیب بغدادی سے ہی ایک روایت کرتے ہیں کہ :

"امام ابو حنیفہؒ غلطی پر کس طرح قائم رہ سکتے ہیں، جب کہ ان کی مجلسِ فقہ کے ارکان میں امام یوسفؒ، امام زفرؒ اور امام محمدؒ جیسے مجتہدین، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ اور حفص بن غیاث علی کے دونوں بیٹے : حِبَّان ومُندل جیسے محدث،۔ قاسم بن معین بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود جیسے ماہر عربیت اور داؤد بن نصیر طائی نیز فضیل بن عیاض جیسے زاہد رحمهم الله موجود تھے۔ اگر غلطی کرتے تو یہ لوگ ان کو حق کی طرف لوٹا لاتے"

مؤلف نے ایک مستقل فصل خاص طور پر اسی مقصد سے لکھی ہے کہ امام صاحبؒ کی علمی کمزوری دکھانے والوں کا رد کر دیں۔ لکھتے ہیں کہ :

علم کلام میں امام ابو حنیفہؒ کی ایسی شہرت ہوئی کہ "ابو حنیفہ امام اہل الرای" زبان زد ہو گئے، علم ادب اور نحو کے سلسلہ میں وہ مسائل فقہیہ کافی اور شافی ہیں، جن کی بنیاد ہی مہارتِ عربیت پر ہے۔ آپ کے اشعار بھی بابِ حِکَم و موعظت میں آرہے ہیں۔

علمِ قراءت کے ثبوت میں ابو القاسم زمخشری نے مستقل کتاب لکھی ہے کتبِ تفاسیر میں بھی اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ "المعترض اعمی" اس لیے معاندینِ امام اعظمؒ یہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ قرآن کے حافظ نہیں تھے۔

مؤلف نے ایسے بہتان تراش کی بابت لکھا ہے "تَبًّا لِمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَحْفَظُ الْقُرْاٰنَ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَخْتِمُ فِي رَمَضَانَ

سِتِّيْنَ خَتْمَةً" (۱)

فقہی کمال کا یہ حال تھا کہ امام مزنیؒ ہمیشہ ان کی فقہ کا مطالعہ کرتے تھے۔ امام مزنیؒ کے بھانجے امام طحاوی کے شافعیت سے حنفیت کی طرف آنے کا سبب یہی بنا ہے۔

علم حدیث کا یہ حال تھا کہ امام ابو یوسفؒ جیسا محدث کہتا ہے کہ:

"كَانَ اَبُو حَنِيْفَةَ اَبْصَرُ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيحِ مِنِّى" (۲)

مزید کہتے ہیں:

"مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بتفسيرِ الْحَدِيْثِ مِنْ اَبِى حَنِيْفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ" (۳) وَرَوَىٰ اَبُو مُحَمَّد الْحَارِثِى عَنْ اَبِى يُوسُفَ قَالَ: كُنَّا نُكَلِّمُ اَبَا حَنِيْفَةَ فِى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْعِلْمِ فَاِذَا قَالَ بِقَولٍ واتفق اَصْحَابُهُ. اَوقَالَ اتَّفَقْنَا عَلَيْهِ. رُدَّتْ عَلىٰ مَشَايخ الْكُوفَةِ هَلْ اَجِدُ فِى تَقْوِيَةِ قَولِه حَدِيثًا اَواثرًا. فَرُبَّمَا وَجَدْتُ الْحَدِيْثَيْنِ اَوالثَّلَاثَةِ فَاٰتِيْهِ بِهَا يُوَافِقُ قَولَهُ فَاقُولُ لَهُ وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: اَنَا عَالِمٌ بِعِلْمِ الْكُوفَةِ" (۴)

ابو محمد حارثیؒ نے امام ابو عیسیٰ ترمذی کی کتاب "العلل" سے۔جو

۱۔ ہلاکت ہو اس کے لئے جو یہ کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ قرآن کے حافظ نہیں تھے۔ حالانکہ ان کا رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن ختم فرمانا صحیح سند سے ثابت ہے۔

۲۔ امام ابو حنیفہ کو صحیح حدیث کی بصیرت مجھ سے زیادہ ہے

۳۔ میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر حدیثوں کا مطلب جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

۴۔ ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ کوئی مسئلہ بتلاتے اور ان کے اصحاب اس پر متفق ہو جاتے تو میں مشائخ کوفہ کے پاس اس مسئلہ کے متعلق حدیث اور اثر تلاش کرنے کے لئے حاضری دیتا۔ کبھی کبھی ان کے موافق دو دو، تین تین حدیثیں حاصل ہو جاتیں۔ میں ان کو لے کر آتا۔ امام صاحبؒ کسی کو قبول کرتے، کسی کو رد کر دیتے اور فرماتے یہ صحیح نہیں (اپنی موافقت کا کوئی خیال نہیں کرتے۔ یہ ہے تقویٰ) میں عرض کرتا آپ کو کیسے علم ہوا؟ تو فرماتے میں کوفہ والوں کے علم کو خوب جانتا ہوں۔

سنن ترمذی کے آخر میں ملحق ہے۔ حمانی کی روایت بیان کی ہے کہ:
"میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ
مَارَأَیتُ اَکذَبَ مِنْ جَابِرِ الْجُعفِی وَلاَ اَفضَلَ مِنْ عَطَاءِ بِن اَبِی رِبَاح"
(میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ صاحب فضل و کمال کسی کو نہیں دیکھا۔)
امام بیہقی نے مدخل میں عبدالحمید سے روایت کی ہے کہ:
"میں نے ابو سعید صفانی کو ابو حنیفہؒ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ سفیانؒ ثوری سے علم لینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا وہ ثقہ ہیں، ان سے حدیثیں لکھو۔ البتہ جابر جعفی کی روایتیں مت لکھنا۔ اسی طرح ابو اسحاق کی حدیثیں جو انھوں نے حارث سے روایت کی ہیں، مت لکھنا"
علم حدیث میں امام ابو حنیفہؒ کی مہارت پر یہ اقوال شاہد عدل ہیں۔ فقہی مسائل کا استنباط علومِ حدیث میں تبحر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ درایت کا کمال علمِ روایت پر عبور کے لئے بیّن ثبوت ہے۔ وَلٰکِنْ هَلَكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَیِّنَة. امام صاحب کے بارے میں جو خطیب بغدادی اور دوسرے محدثین کا بیان آرہا ہے کہ امام صاحبؒ کا اصول ہی یہ تھا کہ قرآن، حدیث، اجماع اور اقوالِ صحابہ سے باہر ہرگز نہ جائیں، یہاں تک کہ حدیثِ موقوف مرسل اور احادیث و آثار کا کامل اتباع کرنا خوب واضح ہے ان سب کے باوجود یہ کہنا کہ امام صاحبؒ اہل الرائے اور علم حدیث میں تہی دامن ہیں، بڑی ستم ظریفی کی بات ہے۔
مترجم کہتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ایک منصف طالبِ حق اس بات پر مجبور ہو گا کہ امام صاحبؒ کے زہد و تقویٰ، علم و اجتہاد،

قرآن وحدیث میں مہارتِ تامہ خیر خواہی خلائق، مخلوقِ خدا کے حسنِ معاملہ خاص کر علماء کرام کا احترام اور ان کی خدمت کا اقرار کرے۔ امام صاحب اور ان کی فقہ کے بارے میں غلط باتوں کی تائید سے بچے اور اپنی اصلاح کرے۔ جیسے صاحب کتاب نے خطیب بغدادی اور ابن ابی شیبہ کو فی کی آراء کی اصلاح فرمائی ہے۔ اور ابن عبد البرؒ کا مکمل اصلاحی بیان بھی نقل کیا ہے کہ ماہر عالم کو دلائل کی روشنی میں اختلاف کی تو گنجائش ہوگی، مگر تنقیص و توہین کسی طرح بھی جائز نہیں وَذٰلِكَ دَابُ الْمُحْسِنِيْنَ۔

امام جماعت اہل حدیث فی زمانہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی (۱) "تاریخ اہلِ حدیث" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"علمائے متقدمین کی تحقیق جو دیانت وادب ہر دو امر کو ملحوظ رکھ کر ہے، یہ ہے کہ امام صاحب (ابو حنیفہ) اہل سنت اور اہل حدیث کے پیشوا تھے۔ جیسا کہ بابِ اول کے ضمیمہ، فصلِ سوم میں آپ کے خصوصی حالات میں ائمہ اہلِ حدیث مثل۔ امام ذہبی، حافظ ابن حجر اور امام ابن تیمیہ رحمھم اللہ کے اقوال گذر چکے ہیں۔ (۲)

۲۔ کتاب ہذا، ۱/ ۷۱ ۲

اسی طرح مترجم عرض کرتا ہے کہ غیر مقلدین کے ہر علم بردار کو حق وانصاف کا دامن بھی پکڑے رہنا چاہئے تاکہ اختلاف للہ ولدین اللہ رہے۔ تسلیم حق سے کوئی چیز مانع نہ ہو، افتراء و بہتان سے دامن پاک رہے اور عند اللہ سرخروئی ہو۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ.

میں نے اس کتاب کو۔ جو ایک عظیم شافعی عالم کی تصنیف ہے۔

۱۔ انسان، اختلاف مسلک کے باوجود حق و حقانیت کا دامن کس طرح پکڑے، یہ بات اس کتاب سے سیکھی جائے۔

صرف اس وجہ سے عربی سے اردو میں منتقل کیا ہے کہ اردو داں طبقہ کو وہ جواہر پارے حاصل ہو جائیں، جو عربی داں طبقہ کو حاصل ہیں اور مقلدین خاص کر احناف کی بُرائی سے اپنی زبانوں کو محفوظ کر سکیں تاکہ کل قیامت کے دن اوندھے منہ جہنم میں پڑنے سے بچ سکیں۔ مؤمن کا مال، اس کی آبرو اور اس کی جان سب محترم ہیں اور ان کا ضائع کرنا حرام ہے۔

ایک مرتبہ پھر اپنے ربِ کریم کا شکر اور اس کی حمد کرتا ہوں جس نے اس عاجزی اور ضعف کی حالت میں آنے والے اوراق کی تسوید میں نصرت فرمائی۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمدًامُوَافِیًا لِنِعمِہٖ وَمُکَافِئاً لِمَزِیدِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلام علیٰ رَسُولِہٖ وجیبہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَاَتبَاعِہٖ اِلیٰ یَومِ الدِّینِ فانہ مَنْ لَمْ یَشکُرِالنَّاسَ لَمْ یَشکُرِ اللّٰہ.

میں فخرِ اقران، ترجمان ابی حنیفہ النعمان، مفتی ہندو پاکستان۔ والمدینۃ المنورہ مہبط الوحی ورحمتہ الرحمٰن، اسم بامسمّٰی حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی برنی کا بے حد ممنون ہوں، جنھوں نے سو جانے پر جگایا، بیٹھ جانے پر جھنجوڑا اور اٹھایا یہاں تک کہ مستعان حقیقی نے تسوید پوری کرا دی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے فیوض و برکات کو سارے عالم کے لئے عام تر بنائے، قبولیت سے نواز کر رہتی دنیا تک باقی رکھے، اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

کتاب ہٰذا کی طباعت ایشیاء، بلکہ عالم اسلام کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے موقر علمی، تصنیفی و تحقیقی ادارے شیخ الہند اکیڈمی کی

جانب سے عمل میں آرہی ہے۔ اس کے لیے احقر حضرت اقدس مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند زید مجدہم اور فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علمائے ہند سمیت موقر اراکین مجلس شوریٰ بالخصوص گرامی جناب مولانا بدرالدین صاحب اجمل علی القاسمی رکن مجلس شوریٰ ونگران اعلیٰ شیخ الہند اکیڈمی کا شکر گذار ہے، جن کی خصوصی توجہات اور مساعی کے طفیل یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی۔

نیز گرامی جناب مولانا مزمل علی صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند اور عزیز محترم مولانا عبدالرشید بستوی رفیق تالیف وترجمہ مرکز المعارف / برانچ دیوبند بھی میری طرف سے شکریے کے لائق ہیں کہ اول الذکر کی شبانہ روز جدوجہد اور دلچسپی اور ثانی الذکر کی ترجمہ پر نظر ثانی کے بعد کتاب، اکیڈمی کے روایتی معیار کے ساتھ منظر عام پر آرہی ہے۔

آخر میں اپنی بے بضاعتی کا اقرار کرتا ہوں، نہ اردو کا ادیب، نہ عربی کا ماہر، صحت وطاقت سے محروم انسان ہوں۔ تحت اللفظ ترجمہ نہیں کر سکا، محاورہ کا حق بھی نہیں ادا ہوا۔ حذف واضافہ بھی ہے، تاہم محل مقصد اور مطالب سے بعید نہیں۔ حتی الوسع صحیح ترجمانی کی کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِی" اپنے نفس کو خطاء سے بری نہیں کہہ سکتا۔ احباب مومنین سے عفو ودرگذر اور تنبیہ بالبر کا درخواست گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہترین جزاء دے، جو خطاء دیکھے پھر حسنِ نیت ونرمی سے اصلاح کردے۔

میں نے جب کوئی بات اپنی طرف سے لکھی ہے تو کوشش کی ہے کہ قوسین میں بند کردوں۔ اگر کہیں کچھ رہ گیا ہو تو غفلت سے رہا ہوگا۔ اے اللہ تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں میرے کھوٹ، میری کم ظرفی سے خوب واقف ہے، تو ہی ظلوم وجہول کا خطاب دینے والا ہے۔ "وَمَا

أوتيتم من العلم إلا قليلا" کا فرمان نازل کرنے والا ہے۔ میری کم علمی پر رحم کر، میرے ظلم وجہل کو درگذر کر کے میری محنت کو قبول فرمالے، میرے لئے اور مومن بھائیوں کے لئے زادِ آخرت بنادے، اس کا نفع عام کردے، بھٹکنے والے گم کردہ راہ دوستوں کو اس کے ذریعہ راہ پر لادے، مہلک خیالات سے بچاکر ہم سب کو حق وانصاف والا بنادے اور جملہ معاونین کو اپنی شایانِ شان صلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

لكَ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ وَالنِّعمَة يَاذَا الْجُودِ وَالْمَجدِ وَالكَرَم وَالاحْسان بِيَدِكَ الْخير وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى رَسُولِهِ الكَرِيْمِ وَعَلٰى الِه وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْن.

محمد عبد اللہ المدعو با بن عبد الوہاب

۱۰/ ۲/ ۱۴۱۶ھ

بقلم : محمد عزیز احمد بن عبد الحمید القاسمی بستوی مدنی

تعارفِ کتاب

(از حضرت مولانا ابو الوفا افغانی مدیر احیاء المعارف العثمانیہ
حیدر آباد۔ دکن الہند)

بعد الحمد والصلوٰۃ ! شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی متوفی ۹۴۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب "عقود الجمان فی مناقبِ ابی حنیفۃ النعمان" مقبول و معتبر کتاب ہے۔ مصنفؒ نے اپنی کتاب میں معتبر کتابوں سے روایتوں کو جمع فرمایا ہے۔ "کشف الظنون" میں لکھا ہے کہ :

"شیخ امام ابو عبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی نزیل برقوقیہ، قاہرہ متوفی ۹۴۲ھ کی ایک کتاب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مناقب میں ہے۔ اس کی ابتداء اَلحَمدُللّٰہِ الذی جعل العلماء ورثۃ الأنبیاء سے ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ ۹۳۸ھ کے اخیر میں ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس میں ایسی باتیں ذکر کی گئی ہیں، جو امام اعظم ابو حنیفہؒ کی شان کے مناسب نہیں۔ اس کے بعد محمد بن یوسفؒ (صاحب عقود الجمان) نے امام ابو حنیفہؒ کے فضائل ذکر فرمائے ہیں۔ کتاب کو ایک مقدمہ، ۲۶/ ابواب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔ مقدمہ میں چھ فصلیں ہیں۔ کتاب کا نام "عقود الجمان (موتیوں کے ہار) فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" رکھا اور فرمایا کہ میں اس کتاب کی تالیف سے

لواخر ربیع الثانی ۹۳۹ھ میں فارغ ہوا۔ (۱)

میں (صاحب مقدمہ) کہتا ہوں کہ کشف الظنون میں بہت مختصر لکھا گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ کتاب ان تمام کتابوں کو جامع ہے، جو امام اعظمؒ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ مصوفؒ کی رسائی ان کتابوں تک کس طرح ہوئی، جن سے انھوں نے نقل فرمایا۔ حالانکہ ہم نے (چھاپہ خانوں کی فراوانی، نیز کتب و رسائل کی ارزانی کے دور میں ہونے کے باوجود) ان کتابوں کو دیکھا تک نہیں اور نہ ہی اکثر کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ بس کتب تواریخ میں ان کا نام پایا جاتا ہے۔ ان میں سے اکثر تو ضائع ہو گئیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ مصنف کتاب نے نہایت جانفشانی سے امام صاحبؒ کے مناقب ان سب کتابوں سے جمع کر دیے ہیں۔ اور بڑا کمال یہ کیا ہے کہ مختلف فیہ روایات کی پوری تحقیق کی، صحیح اور غیر صحیح کو الگ الگ کیا، قوی اور صحیح روایات کو ہی قید تحریر میں لائے۔ ضعیف روایات سے مکمل احتراز فرمایا۔

شذرات الذہب میں ۹۴۲ھ کے واقعات کے ضمن میں علامہ شعراویؒ نے لکھا ہے کہ:

"۹۴۲ھ میں وفات پانے والے لوگوں میں صالح عالم، زاہد شیخ شمس الدین محمد شامی ہیں یہ سنتِ نبویہ کو مضبوط پکڑنے والے، مختلف علوم میں ماہر، سیرت نبوی پر مشہور کتاب "سبیل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" کے مصنف تھے۔ شادی نہیں کی تھی۔ حکام کی دعوت اور ان کے ہدایا نہیں قبول کرتے تھے۔ میں نے چند راتیں ان کے پاس گذاری ہیں، وہ رات کو بہت کم سوتے تھے (عظیم مصنف تھے) ان کی تصنیفات میں ۱۔ عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان ۲۔ الجامع

۱۔ کشف الظنون، ۲/ ۲۳۸، مطبع جدید، آستانہ، استنبول، ترکی

الوجیز الخادم للغات القرآن العزیز۔ ۳۔ الرشد السالک الی الفیۃ بن مالک ۴۔ النکت ۵۔ الآیات العظیمۃ الباھرۃ فی معراج سید الدنیا والآخرہ ۶۔ الآیات البینات فی سید اہل الارض والسموات ۷۔ رفع القدر و مجمع الفتوہ فی شرح الصدر و خاتم النبوۃ ۸۔ کشف اللبس فی رد الشمس ۹۔ شرح اجرومیہ ۱۰۔ الموضوعۃ فی الکلام ۱۱۔ الفتح الرحمٰن فی شرح ابیات الجرجانی ۱۲۔ وجوب فتح ان و کسرہا و جواز امرین ۱۳۔ اتحاف الراغب الواعی فی ترجمۃ ابی عمر والاوزاعی ۱۴۔ النکت المہمات فی الکلام علی البنین والبنات ۱۵۔ تفصیل الاستفادۃ فی بیان کلمتی الشہادۃ ۱۶۔ اتحاف الاریب بخلاف الاعاریب ۱۷۔ الجواہر النفائس فی تحبیر کتاب العرائس ۱۸۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" (۱)

خیر الدین زرکلی نے اپنی اعلام میں کئی دیگر تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے، جو قابل دید ہیں۔

ابو الوفاء الافغانی

بروز جمعرات رمضان ۱۳۹۴ھ

۱۔ شذرات الذھب، ۸/ ۲۵۰

مقدمہ

فصل اول

اتحاد واتفاق کی تاکید اور اختلاف کی ممانعت

ائمۂ مجتہدین حق پر ہیں

دوسری صدی کے وسط سے ہمارے زمانے یعنی ۹۳۸ھ تک سارے ممالک اسلامیہ میں غیر مجتہد لوگ کسی نہ کسی امام اور فقیہ کے مقلد رہے ہیں اس لئے کہ سب کے سب مجتہدین اللہ رب العزت کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ ان کے فضائل مشہور ہیں اور ان کے مراتب زبان زد ہیں جو شخص بھی معتمد تواریخ کا مطالعہ کرے گا اس کو اس کا یقین ہو جائے گا۔

اس سلسلہ میں ان کے علوم کی اشاعت اور ان کی عدالت کا ہر زمانہ میں ثبوت کافی وشافی ہے۔ ایسا ضرور ہوا ہے کہ ان کے بعض مقلدین عصبیت جاہلیہ کا شکار ہو گئے، اپنے مسلک کی ترجیح میں زبان درازی کر بیٹھے اور بے ادبی میں مبتلا ہو گئے جیسے کہ خدا کا خوف ہی نہ ہو اسی طرح دوسرے مسلک کے متبعین اپنے مسلک کی حمایت کے لیے کمر بستہ ہو گئے اور یہ خیال کیا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں مقابلہ ہے۔

اتفاق اور اختلاف قرآن کی روشنی میں

اگر یہ لوگ اپنی اپنی باتیں اپنے ائمہ کو سناتے تو وہ ان کی سرزنش کرتے، ان کو اپنے پاس سے بھگا دیتے اور اپنی اپنی براءت کا اعلان کرتے

اور کیوں نہ کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاعتَصِمُوا بحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وّلا تفرّقُو" (۱) اسی طرح فرمایا "وَلاتکُونوا کَالَّذِیْنَ تفرّقوا واختلفوا من بعدِ ماجَاء ھم البیّنات وأولئك لھم عذاب عَظِیم" (۲) نیز فرمایا "أن أقِیمُوا الدینَ ولا تتفرّقوا فیہ" (۳) اور بہت سی آیات قرآنیہ اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

اتفاق واختلاف اور احادیث نبوی

اس مضمون کی احادیث بھی بے شمار ہیں صاحبِ توفیق کے لئے ان میں سے چند ایک کا ذکر کر رہا ہوں۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ کی روایت نقل کی ہے کہ:

"یہ قرآن کریم رسی ہے، جس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں، اس کو خوب مضبوط پکڑ لو پھر تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے" (مصنف ابن ابی شیبہ)

ابن جریر کی دوسری روایت میں ہے کہ:

"بنی اسرائیل ۷۱ر جماعتوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۲ر فرقوں میں بٹے گی۔ سب کے سب جہنم میں جائیں گے صرف ایک جماعت جہنمی نہیں ہو گی حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک جماعت کون سی ہو گی؟

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳ (ترجمہ) اللہ کی رسی سب مل کر مضبوطی سے پکڑو اور اختلاف مت کرو۔

۲۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۵ (ترجمہ) ان کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے اختلاف کیا واضح دلائل آنے کے بعد، ان ہی کے لئے سنگین عذاب ہے۔

۳۔ سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳ (ترجمہ) دین کو قائم کرو اور اس میں گروہ بندی مت کرو۔

ارشاد فرمایا "الجماعۃ" پھر قرآن مجید کی آیت "واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا" تلاوت فرمائی۔

حاکم کی حدیث میں جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس میں "الجماعۃ" اور "الواحدۃ" کی تفسیر کی گئی ہے کہ " ما انا علیہ الیوم واصحابی "یعنی نجات پانے والی ایک جماعت وہ ہو گی جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ابن ماجہ، کتاب الایمان)

مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے اندر تین خصلتوں کو پسند فرماتے ہیں اور تین عادتوں کو ناپسند۔ جو خصلتیں پسندیدہ ہیں، وہ یہ ہیں (۱) تم صرف اسی کی عبادت کرو (۲) اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ اور سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں اختلاف مت کرو (۳) اور جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا حاکم بنادیا ہے تم اس کی خیر خواہی کرتے رہا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ (۱) قیل و قال میں پڑنے (۲) بے وجہ سوال کرنے اور ادھیڑ بن میں پڑنے (۳) اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرماتے ہیں۔"

فصلِ دوم

ائمۂ مجتہدین ہدایت یافتہ اور ماجور من اللہ ہیں

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف، باعثِ رحمت

میرے استاذ شیخ الاسلام امام ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "جزیل المواہب فی اختلاف المذاہب" میں اس

مضمون کی ایک فصل ذکر فرمائی ہے کہ امام بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی حکم کتاب اللہ میں ہو، تو اس پر عمل ضروری ہے کوئی اس کو چھوڑنے پر معذور نہیں سمجھا جائے گا اور اگر کوئی حکم قرآن کریم میں نہیں ہے تو پھر میری سنتِ ثابتہ پر عمل کرے۔ اگر میری سنت میں بھی نہیں ہے، تو اس بات پر عمل کرے جو میرے صحابہ فرمائیں۔ کیونکہ میرے صحابہ مثل آسمانی ستاروں کے ہیں۔ اس لئے جس کے قول کو اختیار کرو گے، ہدایت پر رہو گے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے"

چند علمی فوائد

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں بہت سے فوائد ہیں:

۱۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ میرے بعد فروعی و دینی مسائل میں اختلاف ہوگا، از قبیل معجزہ ہے، کیونکہ آئندہ پیش آنے والی بات کی خبر صادق ہے۔

۲۔ اس اختلاف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور اس کی توثیق و تعریف کیونکہ آپؐ نے اس کو رحمت فرمایا۔

۳۔ مومنین مکلفین کو اختیار دینا کہ بلا تعیین جس کی اقتداء چاہیں کریں، اس سے یہ مسئلہ نکل آتا ہے کہ سارے مجتہدین حق وہدایت پر ہیں، کسی پر کوئی الزام نہیں اور نہ کسی کی طرف خطا کی نسبت کی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ ارشاد ہے " فأیما أخذتم به اهتدیتم" تم

جس کو اختیار کرو گے، ہدایت یافتہ ہو گے۔ (المدخل للبیہقی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمدؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے باعث رحمت ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے روایت ہے کہ جتنی خوشی مجھے اختلافِ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، اتنی سرخ اونٹوں سے نہیں۔ ان ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ اگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف نہ کرتے، تو مجھ کو اتنی خوشی نہ ہوتی کیونکہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے، تو رخصت کی گنجائش نہ ہوتی۔ (المدخل للبیہقی)

عبداللہ بن عبد الحکمؒ نے امام مالکؒ سے روایت کی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے امام مالکؒ سے مشورہ کیا کہ میں "مؤطا" کعبہ شریف میں لٹکانا چاہتا ہوں اور لوگوں کو حکم دینا چاہتا ہوں کہ اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کریں۔ اس پر امام مالک نے فرمایا امیر المؤمنین! ایسا نہ کریں، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے فروع میں اختلاف کیا ہے اور وہ پوری مملکتِ اسلامی میں پھیل گئے ہیں۔ وہ سب کے سب صحیح راہ پر ہیں۔ (ابو نعیم، فی الحلیہ)

اسی مضمون کو خطیب بغدادی نے "کتاب الرواۃ" میں اس طرح نقل کیا ہے۔

"اے امیر المؤمنین! علماء کا اختلاف اس امت پر اللہ کی رحمت ہے۔ ہر ایک اس امر کی اتباع کرتا ہے، جو اس کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہوا ہے سب کی نیت رضائے الٰہی ہے اور سب ہدایت پر ہیں"

خلیفہ ہارون رشید سے پہلے خلیفہ منصور نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا

توامام مالکؒ نے فرمایا کہ جن شہروں میں جو احکام پہنچ گئے ہیں، لوگوں کو ان پر ہی عمل کرنے دو۔

علماء کا اختلاف، ایک عظیم نعمت

اس اختلاف کے اسرار و حکم علماء کو معلوم ہیں اور جہلاء ان سے محروم ہیں۔ میں نے بعض نادانوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شریعت لے کر آئے، پھر یہ مذاہبِ اربعہ کہاں سے پیدا ہو گئے؟ اسی طرح بعض اہل مذہب کو دیکھا کہ اپنے مذہب کی فضیلت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دوسرے کی تنقیص لازم آتی ہے۔ اور کبھی کبھی یہ عصبیتِ جاہلیہ بن کر خصومات کا سبب بن جاتی ہے۔ علماء اس سے بری ہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے فروعی مسائل میں اختلاف کیا، لیکن ایک نے دوسرے کو نہ خطاکار کہا، نہ دشمنی کی اور نہ جنگ و جدال کیا۔ اس لئے کہ یہ اختلاف اولی اور افضل کا ہے، حق و باطل اور غلط و صحیح کا نہیں۔

اختلافِ علماء کے نعمت ہونے کی دلیل

اس کی واضح اور قطعی دلیل جنگ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں حضرات صحابہ کرامؓ کا اختلاف رائے ہے، جس میں حضرت ابو بکرؓ کی رائے فدیہ لینے کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو ترجیح بھی دیا جب کہ حضرت عمرؓ کی رائے قتل کرنے کی تھی۔ اللہ تعالی نے دوسری رائے کو ترجیح دی اور پہلی رائے کے بارے میں فرمایا "اگر اللہ کی تقدیر میں یہ تمہارا عمل نہ ہوتا تو فدیہ لینے پر عذاب الٰہی نازل ہوتا" (۱)

۱۔ چنانچہ ارشاد ہے: " لولا کتاب من اللہ لمسکم فی مآ أخذتم عذاب عظیم" سورۂ انفال، آیت ۸

معلوم ہوا کہ حکمتِ خداوندی میں فدیہ لینا ہی تھا اسی لئے فدیہ کو حلال و طیب فرمایا کہ جو تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے، اس کو کھاؤ یہ حلال وطیب ہے۔ البتہ قتل افضل تھا اور فدیہ جائز صحیح دونوں تھے۔ اسی طرح مذاہب میں جو ترجیح ہوتی ہے، وہ اکثر تو افضل و غیر افضل کی ہوتی ہے۔ قوتِ دلیل، احتیاط اور ورع کی وجہ سے اور یہ من حیث المجموع نہیں، بلکہ مفردات مسائل کی حیثیت سے ہے (یعنی ایک مذہب کے سب مسائل راجح اور دوسرے کے سب مرجوح ہوں، ایسا نہیں ہے)

علمائے احناف مثل امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، ابوزید بن دبوسی اور علمائے شوافع مثل قاضی میر، قاضی ابو محمد الدارکی وغیرہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور فرمان "اِذا اجتھد الحَاکم واصَاب فلَهُ اَجران واِذا اجتھد واَخطأ فله اَجر واحد" میں اخطاء سے مراد افضل کو نہ پہونچ سکنا ہے۔ مراد یہ نہیں ہے کہ حق کو نہیں پاسکا اور باطل فیصلہ دیا۔ جیسا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر افضل کے اختیار نہ کرنے پر عتاب ہوا، اگرچہ فدیہ لینا بھی صحیح تھا اسی لئے فدیہ کو حلال وطیب فرمایا گیا۔ اس کی نظیر تحرّیٔ قبلہ میں مختلف آراء کی ہے جبکہ تحری کے ساتھ ۴؍رکعتیں چار سمتوں میں ادا کیں، تو لازمی طور پر قبلہ صرف ایک طرف تھا، باقی تین طرف نہیں، مگر علماء کا اتفاق ہے کہ نماز صحیح ہو گی، اس پر قضا واجب نہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد جدہ (دادی) کے مسئلہ میں مختلف ہوا اور اس کو نافذ کرتے ہوئے فرمایا "ذلك علیٰ ما قضینا وھذا علیٰ مانقضی" وہ اسی طرح رہے گا جس طرح ہم نے فیصلہ دیا اور یہ اس طرح ہوگا جس طرح ہم فیصلہ دیں گے۔

اسی طرح امام شعبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا

ہے کہ :

”آپؐ ایک فیصلہ دیتے تھے اس کے بعد قرآن دوسرے فیصلہ کے ساتھ نازل ہوتا تھا تو آپؐ آئندہ قرآن کا فیصلہ نافذ فرماتے، لیکن اپنا پہلا فیصلہ باقی رکھتے تھے“ (انتہی کلام السیوطی)

امام کردری نے صاحب ”مخول“ کے رد میں امام شافعیؒ سے نقل فرمایا ہے کہ : ” إن المجتهدين القائلين بحكمين متساويين بمنزلة رسولين جاء ا بشريعتين مختلفتين و كلتاهما حق وصدق“.

(دو مجتہد جو دو برابر سرابر حکم کے قائل ہیں، ان کی مثال ایسی ہے، جیسے دو رسول دو مختلف شریعت لے کر آئیں اور دونوں ہی حق ودرست ہیں)

یہی بات علامہ مازریؒ نے بھی فرمائی کہ مجتہدین کی دونوں طرفوں میں حق ہے۔ اکثر فقہاء، متکلمین اور ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے۔ کیوں کہ اگر دونوں حق پر نہ ہوتے، تو اجر نہ ملتا۔ یہ حقیقی خطا نہیں، بلکہ افضلیت کی خطا ہے حقیقی خطا جب ہے کہ قرآن وحدیث، اثر اور اجماع کے ہوتے ہوئے اجتہاد کرے اور اجتہاد ان کے خلاف ہو کہ یہ غیر مقبول ہے۔

قاضی عیاضؒ ”شفاء“ میں فرماتے ہیں کہ :

”مجتہدین کی حقانیت ہی ہمارے نزدیک صحیح اور درست ہے اور شیخ (یعنی علامہ جلال الدین سیوطیؒ) نے اس کی شرح میں فرمایا کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ ائمہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی اور ابن جریر) اور دوسرے ائمہ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اس شخص کی بات قابل توجہ نہیں جو ان کے بارے میں زبان درازی کرے جس سے وہ بری ہیں۔

"یقیناً یہ لوگ علوم دین میں خداداد صلاحیتوں سے دقیق مسائل تک دست رس، عرفانِ قوی، دین محکم، ورع کامل، عبادت مخلصہ، دنیا سے بے رغبتی اور ایسے عالی مقام پر فائز تھے جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔"(۱)

ایک مبارک خواب

استاذ ابو جعفر قائنی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ فقہاء: ابو حنیفہ، مالک، شافعی نے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا اور ہر ایک نے ایسی آیات قرآن سے استدلال کیا جو دو معنوں کا احتمال رکھتی ہیں نیز ایسی احادیث سے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں بعض نسخ کا احتمال رکھتی ہیں، بعض جمع ہو سکتی ہیں اور بعض نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب اپنے اجتہاد میں حق پر ہیں۔

میں نے عرض کیا حضور! ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ المجتهدان مصيبان والحق في واحد اور شافعیؒ فرماتے ہیں المجتهد مصيب والمخطئ معفوعنه تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معنیٰ میں دونوں قریب ہیں اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور! دونوں میں سے کس کے قول پر عمل بہتر ہے؟ ارشاد ہوا دونوں حق پر ہیں۔

فصلِ سوم

غیبت اور افتراء پردازی کی ممانعت

ارشادِ ربانی: "اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ (۲) کا شانِ نزول یہ ہے کہ:

۱: الشفاء، قسم ثالث، باب اول، فصل ثالث ۲۔ سورۂ حجرات، آیت ۱۲

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک سفر میں دو آدمیوں کے ساتھ تھے، ان کی خدمت کرتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ ایک دن سو گئے۔ ساتھیوں نے تلاش کیا، نہیں ملے۔ ان لوگوں نے خیمہ لگایااور آپس میں کہنے لگے سلمان تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ کھانا تیار ملے، خیمہ لگاہوا ملےاور کچھ نہیں چاہتے. جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آئے، توان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجاکہ ان کے لئے سالن لے آئیں۔ وہ حاضر خدمت ہوئے اور مقصود عرض کیا۔ ارشاد ہواکہ تمہارے ساتھی سالن کیا کریں گے ، انہوں نے توسالن کھالیاہے ؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ واپس آئے اور جواب نقل فرمایا۔وہ دونوں دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجاجب سے ہم اترے، کھانا نہیں کھایا۔ ارشاد ہواکہ تم نے سلمان کو اپنی غیبت سے سالن بنالیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کو ابن منذر ،ابن جریج اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہے۔

غیبت کی تعریف اور اس کی شناعت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا :"الغيبة ان تذكر اخاك بما يكره" (ترمذی)غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا تذکرہ اس طرح کرو کہ وہ اسے بُرا لگے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایسی بات کا تذکرہ کرے ،جو اس میں ہو۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور !جو کچھ کہہ رہاہوں، وہ اگر میرے بھائی میں موجود ہو ؟ تو ارشاد ہوا جب ہی تو غیبت ہے، اگر نہ ہو تو بہتان ہے (ترمذی)

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبته في حجة الوداع: إن دماء كم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا ألا! هل بلّغت" (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں فرمایا کہ تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن، یہ مہینہ اس بلد مبارک میں۔

"عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل المسلم على المسلم حرام دمه وعرضه وماله" (مسلم و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر چیز ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون اس کی آبرو اس کا مال۔

"عن براء بن عازب رضي الله عنهما أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الربا اثنان وسبعون جزءً ا أدناها مثل إتيان الرجل أمه وإنّ أربى الربا استطالة الرجل في عرض أخيه" (طبرانی فی الاوسط)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سود کے بہتر درجے ہیں۔ ادنی درجہ ایسا بُرا ہے جیسا کہ کوئی اپنی ماں سے زنا کرے اور بدترین سود اپنے مسلمان بھائی کی آبروریزی کرنا ہے۔

"عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر أمر الربا وأعظم شأنه وقال: إن الدرهم يصيبه الرجل من الربا أعظم عند الله في الخطيئة من

ستة وثلاثين زنية يزنيها الرجل. وإنّ أربى الربا انتهاك عرض الرجلِ المسلم " (کتاب ذم الغیبۃ، ابن ابی الدنیا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا۔ اس میں سود کی ہولناک برائی بیان فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ ایک درہم جس کو کوئی شخص سود کے ذریعہ حاصل کرے، اللہ کے نزدیک گناہ میں ۳۶ بار زنا سے بڑھا ہوا ہے۔ اور سب سے بدترین سود مسلمان آدمی کو بے عزت کرنا ہے۔

"عن ابن عباس رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الربا نيف وسبعون بابا أهونها باباً من أتى أمه في الإسلام ودرهم ربا أشد من خمس وثلاثين زنية وأشد الربا وأربى الربا وأخبث الربا انتهاك عرض المسلم وانتهاك حرمته" (ایضاً)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ سود کے ستر سے زیادہ دروازے ہیں۔ سب سے کمتر دروازہ ایسا ہے، جیسے اسلام میں ہوتے ہوئے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے اور سود کا ایک درہم ۳۵ بار زنا سے بدتر ہے۔ سب سے سنگین سود اور سب سے بڑا سود، سب سے خبیث سود مسلمان کی آبروریزی اور اس کی بے عزتی کرنا ہے۔

"عن عائشة رضي الله عنها قالت: قلت للنبي صلى الله عليه وسلم: حسبك من صفية كذا وكذا. قال بعض الرواة: تعني قصيرة. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قد قلت كلمة لومزجت بماء البحر لمزجته قالت رضي الله عنها: حكيت له إنسانًا فقال. ما أحب أني حكيت إنسانا وأن لي كذا

وکذا" (ابوداؤد، ترمذی، بیہقی بہ تصحیح بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا صفیہ کی ایک ہی چیز آپ کو کافی ہے (یعنی ان کا پستہ قد ہونا) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسی غلط بات کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر میں گھول دیا جائے تو اس پر غالب ہو جائے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک آدمی کی کچھ باتیں آپؐ سے عرض کیں، تو فرمایا کہ میں ہرگز یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی کی زبان کی بات بیان کروں اور بدلے میں مجھے ایسی اور ایسی چیز ملے۔ یعنی بہت بڑی دولت ملے۔

"عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام رجل فوقع فيه رجل من بعده فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تَخَلَّلْ قال: ومم أتخلل ؟ ماأكلت لحمًا. قال: إنك أكلت لحم أخيك" (مصنف ابن ابی شیبہ، طبرانی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ ایک آدمی کے مجلس سے چلے جانے کے بعد کسی نے ان کی برائی بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کر لو۔ اس نے عرض کیا کس بنا پر کروں میں نے گوشت تو کھایا نہیں؟ ارشاد ہوا کہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔

"عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل لحم أخيه فى الدنيا قُرِّبَ إليه يوم القيامة فيقال له: كله ميتًا كما أكلته حيًا فيأكله يكلح ويضح"

(مسند ابو یعلی، طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اپنے بھائی کا گوشت دنیا میں کھایا، اس کے سامنے قیامت کے دن اس کے بھائی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس مرے ہوئے کو کھاؤ، جیسا کہ زندہ پر کھایا تھا۔ مجبوراً جی مسوستا، منہ بگاڑتا کھائے گا۔

"عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما عُرج بي مررتُ بقوم لهم أظفار من نحاس يخمشون وجوههم وصدورهم فقلت: يا جبرئيل! من هؤلاء؟ قال هؤلاء الذين يأكلون لحوم الناس ويقعون في أعراضهم" (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری معراج ہوئی تو میرا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا، جن کے ناخون تانبے کے تھے۔ وہ لوگ اپنے چہرے اور سینے اس سے چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی بے عزتی کرتے تھے۔

"عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فارتفعت ريح جيفة منتنة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتدرون ما هذه الريح؟ هذه ريح الذين يغتابون المؤمنين" (مسند احمد بن حنبل، ابن ابی الدنیا)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اچانک مردہ کی بدبودار ہوا آئی۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جانتے ہو یہ کیسی ہوا ہے؟ پھر خود ہی فرمایا یہ ان لوگوں کی بدبودار ہوا ہے جو مسلمانوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

"عن یعلی بن السیابة (وهی أمه وهو ابن مرة) رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مرّ علی قبر یُعَذَّب صاحبه فقال: إن هذا کان یأکل لحوم الناس، ثم دعا بجریدة رطبة فوضعها علی قبره وقال: لعله یخفف عنه ما دامت رطبة"

حضرت یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی قبر پر گذر ہوا، جس کے مردہ پر عذاب ہو رہا تھا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا. پھر ایک کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اسے اس کی قبر پر رکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ تر ہے، امید ہے کہ اُس وقت تک اس کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا۔

"عن عثمان رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: الغیبة والنمیمة یجبان فی الإیمان کما یعضد الراعی الشجرة" (اصبہانی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ غیبت اور چغلی ایمان کو اس طرح کاٹ دیتی ہے، جیسے چرواہا درخت کے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

"عن أبی أمامة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الرجل لیؤتی کتابه منشورا فیقول یارب! فأین حسناتی کذا وکذا عملتها لیست فی صحیفتی؟ فیقول له مُحِیَتْ باغتیابك الناس" (ایضاً)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کو اس کا اعمال نامہ کھلا ہوا دیا جاے گا، تو وہ کہے گا اے پروردگار! فلاں فلاں نیکیاں کہاں ہیں؟ میں نے تو ان کو کیا تھا۔ اعمال نامہ میں نہیں ہیں۔ ارشاد ہوگا تیرے لوگوں کی غیبت کرنے کے سبب مٹادی گئیں۔

بہتان تراش کی مذمت

"عن أبی الدرداء رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: أیما رجل أشاع علی رجل مسلم بکلمة هو منها بریٔ یشینه بها فی الدنیا کان حقا علی الله تعالی أن یحبسه فی جهنم حتی یاتی بنفاذمما قال فیه"(طبرانی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی کسی مسلمان کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرکے مشہور کرے گا، جس سے وہ بَری ہے، صرف اس سے اس کو دنیا میں بدنام کررہاہے، تو اللہ نے اپنے اوپر یہ حق کرلیاہے کہ اس کو جہنم میں روکے رکھے، یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے چھٹکارہ کی سبیل لے آئے۔

"عن ابن عمر رضی الله عنهما قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من قال فی مؤمن ما لیس فیه أسکنه الله تعالی ردغة الخبال حتی یخرج مما قال ولیس بخارج" (ردغة الخبال عصارة أهل النار) (ابوداؤد، طبرانی، حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو بھی کسی مؤمن پر ایسا عیب لگائے گا جو اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالی اس کو جہنمیوں کے

خون و پیپ میں رکھیں گے ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے چھٹکارہ پائے جب کہ وہ ہر گز چھٹکارہ نہ پائے گا۔

اس پر شاید کوئی یہ کہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں جس نے کلام کیا ہے، اس کا کلام غیبت نہیں ہے ، بلکہ وہ ماموجہ ہے کہ ان کے حالات بیان کرے تو میں کہوں گا کہ ہر گز نہیں ۔ وہ غیبت ہی ہے ۔ اس لئے کہ مثل ایسے امام کے جس کے زہد، پرہیزگاری ، غور و فکر ، حسنِ عبادت ، علم ، صداقت اور ولایت کی شہادت ان اماموں نے دی ، جو ان کے ہم عصر تھے ، جنہوں نے انہیں دیکھا تھا تو پھر ایسے شخص کا ان کی برائی بیان کرنا، جس نے ان کو دیکھا تک نہیں غیبتِ فاحشہ کیوں نہ ہو گی ؟ ان کے ہم عصروں میں سے جس کسی نے ان کے بارے میں کوئی غلط بات کہی ، وہ نا قابلِ قبول ہے، کیوں کہ اکثر حسد کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

ایک جماعت نے ان کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی ہے، جن کا صدور کسی ایسے معمولی شخص سے بھی نہیں ہو سکتا، جس میں ادنیٰ درجہ کی دینداری ہو امام ابو حنیفہ تو اس سے بالکل بری ہیں ۔ ان لوگوں نے ایسی ہرزہ گوئی سے ان کو معیوب کرنا چاہا اور ان کا ذکر خیر مٹانا چاہا، مگر اللہ تعالیٰ تو ان کے نور کو پورا ہی کرنا چاہتا تھا (اور پورا کر دکھایا چنانچہ ساری امت مداح ہے علاوہ چند جاہل اور حاسد قسم کے معاندین کے)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

فصلِ چہارم

مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ "أذكروا محاسن موتاكم وكفُّوا عن مساوئهم" (ترمذی، ابوداؤد، ابن ابی الدنیا)

وفات پا جانے والوں کی خوبیاں بیان کرو اور خرابیوں کو مت بیان کرو۔

"عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم لا تسبّوا الأموات فإنهم أفضو إلى ما قدموا" (مسند احمد، بخاری، نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرے ہوئے لوگوں کو برامت کہو، کیونکہ وہ انہی اعمال کی طرف پہنچ گئے ہیں جو انھوں نے کیے تھے۔

"عن عائشة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاتذكروا موتاكم إلاّ بخير. إن يكونوا من أهل الجنة تأثموا وإن يكونوا من أهل النار فحسبهم ما هم فيه" (ابن ابی الدنیا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرے ہوئے لوگوں کو صرف خیر ہی کے ساتھ یاد کرو۔ اس لیے کہ اگر وہ جنتی ہیں، تو برائی کرنے سے

گنہگار ہو جاؤ گے اور اگر وہ جہنمی ہیں تو یہی سزا ان کے لئے کافی ہے۔

"عن صفية بنت شيبة رضى الله عنها قالت ذُكِرَ للنبي صلى الله عليه وسلم هالك بسوء فقال لا تذكروا هلكاكم إلاّ بخير" (نسائی)

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرے ہوئے شخص کا برائی کے ساتھ ذکر کیا گیا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرے ہوئے لوگوں کو خیر ہی سے یاد کرو۔

"عن المغيرة بن شعبة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبّوا الأموات فتؤذوا الأحياء" (طبرانی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو گالیاں دے کر زندوں کو تکلیف مت دو۔

فصلِ پنجم

اولیاء اللہ سے عداوت سنگین جرم

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ سارے ہی ائمہ مجتہدین کے بارے میں صحیح روایات سے سیرتِ حسنہ اور کراماتِ متعددہ ثابت ہو چکی ہیں وہ بلا شک و شبہ اولیاء اللہ ہیں اس کے بعد بھی اگر کوئی ان کی آبروریزی کرے گا، تو اس نے اپنے آپ کو ایسی مصیبت میں ڈال دیا، جس کے برداشت کرنے کی اس میں طاقت نہیں۔

امام بخاری اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہؓ سے، امام احمد، ابن

ابی الدینا، ابو نعیم، بیہقی اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے ، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابوامامہؓ سے، اسمٰعیل نے مسند علیؓ میں حضرت علیؓ سے، طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے، ابویعلی، بزار اور طبرانی نے حضرت انسؓ سے، ابویعلی نے حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے، طبرانی نے حضرت حذیفہؓ سے، ابن ماجہ اور نعیم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے کہ:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله تعالى قال من عادى لي وليًا وفي آخر من آذى لي وليا وفي آخر من أذل ولي المؤمن وفي آخر من أهان ولي المؤمن فقد آذنته بحرب وفي آخر فقد استحل محاربتي وفي آخر فقد بار زني بالحرب"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی، میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں. دوسری روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے مقابلہ آرائی کی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جو بوقت جنگ مقابل اپنے دشمن سے کرتا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ **"إني لأغضب لأوليائي كما يغضب الليث للجرو"** میں اپنے اولیاء کی حفاظت میں ایسا غضبناک ہوتا ہوں جیسے شیر اپنے بچہ کی حفاظت میں۔

امام احمدؒ نے کتاب الزہد میں، وہب ابن منبہؒ سے روایت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کیں، تو یہ بھی فرمایا کہ غور سے سن لو جس نے میرے کسی ولی کی

اہانت کی، اس نے مجھے جنگ کے لئے طلب کر کے اپنے آپ کو میرے مقابلہ میں کھڑا کیا اور مجھے مقابلہ کی دعوت دی۔ میں اپنے اولیاء کی مدد میں بہت ہی جلدی کرنے والا ہوں۔ جو شخص مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے، کیا اس کا یہ خیال ہے کہ وہ میرا مقابلہ کرے گا، یا مجھے عاجز کر دے گا، وہ مجھ سے آگے نکل جائے گا، مجھ سے بچ نکلے گا؟ ہرگز نہیں۔ میں اپنے اولیاء کا دنیا و آخرت میں مددگار ہوں ان کی نصرت غیروں کے حوالہ ہرگز نہ کروں گا۔

اولیاء اللہ کو ستانے والوں کے لئے تنبیہ

غور کا مقام ہے کہ کتنی سخت دھمکی ہے، اس خطرناک وادی میں گھسنے والا صرف اپنے آپ کو نقصان پہونچائے گا۔ اولیاء اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہونچے گا خبردار برادرم! ہرگز ان باتوں کی طرف نظر مت کرنا، جو بعض کم درجہ کے لوگوں نے بعضے اماموں کی تنقیص میں لکھدی ہیں۔

خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں جو نامناسب باتیں لکھدی ہیں، ان سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے اگرچہ انہوں نے مداحین کے کلام بھی نقل کئے ہیں، مگر بعد میں دوسروں کی باتیں بھی نقل کر دی ہیں، جس سے انہوں نے اپنی کتاب کو بے حد عیب دار بنادیا اور وہ ہر چھوٹے بڑے کے لئے نشانہ بن گئے۔ انہوں نے اپنی تاریخ میں ایسی گندگی کو جمع کر دیا ہے، جس کو بہت سارے سمندر نہیں دھو سکتے۔ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں ان سب کی تردید آجائے گی۔

حافظ ابن جوزی کی "منتظم" اور امام غزالی کی طرف منسوب کتاب "منخول" سے بھی دھوکا نہیں کھانا چاہیے، اس لئے کہ یہ سب باتیں کہنے والے کے لئے بڑی ذلت ہے وہ حق و صواب سے پھسل گیا، بکواس ہے،

طریق حق وصداقت سے دور ہے۔ ان باتوں کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کان سننے سے انکار کرتے ہیں، دل بالکل قبول نہیں کرتے اور طبیعتیں نفرت کرتی ہیں، ہو سکتا ہے کہ کسی نے ان کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیا ہو، چنانچہ منخول کی نسبت امام غزالیؒ کی طرف صحیح ثابت نہیں اور اگر صحیح ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب امام غزالی ہی کی ہے، تو سنو! شیخ علاء الدینؒ بخاری حنفی دمشقی علامہ سعد الدین تفتازانی کے شاگرد ہیں وہ امام غزالیؒ کی بڑی تعظیم کرتے تھے، کوئی آدمی ان کے سامنے فقط غزالی نہیں کہہ سکتا تھا بلکہ امام غزالی یا اور کوئی تعظیمی جملہ کہنا ضروری تھا۔ حالاں کہ امام غزالی شافعی اور شیخ علاء الدین حنفی تھے۔ ایک دن کسی نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں، انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کیا کہا؟ شیخ نے جواب دیا کہ وہ باتیں جوانی کے زمانہ میں لکھی تھیں، جب عصبیت اور ہوائے نفسانی کا غلبہ تھا، سادات صوفیہ کے اخلاق اور ادب سے مودب نہیں ہوئے تھے اور نفس کی سرکشی نہیں گئی تھی۔ مگر جب صوفیہ کے اخلاق کریمانہ سے مزین ہو گئے، تو پھر اخلاق رزیلہ جاتے رہے، اخلاقِ حسنہ آگئے پھر تو سیدھے راستہ پر چل نکلے اور ان سب کلمات رزیلہ سے رجوع فرمالیا۔ جو کچھ ان کے نسخے میں تھا، اس کو مٹا دیا بقیہ نسخوں میں جو کچھ تھا، اسے بھی مٹا دیا اہل حق کا حق پہچان گئے اور معذرت کی۔

اس کے بعد جب "احیاء العلوم" لکھی تو امام ابو حنیفہؒ کی انتہائی تعظیم کی اور بہت سے مقامات پر ان کے فضائل ذکر فرمائے اگر ان کے رجوع کے بعد بھی منخول کی باتیں پیش کی جاتیں تو وہ ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیتے، اللہ سے استغفار کرتے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے، جیسے اس سے کوئی گناہ ہوا ہی نہیں۔

مصنف ؒ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ میں نے براہِ راست ان سے سننے والے بہت سے مشائخ سے سنا ہے۔ عارف باللہ شیخ شاہین ابن عبداللہ کی خدمتِ عالیہ میں رہنا ہوا تو ان سے ایسا ہی سنا جیسا علاء الدین بخاریؒ سے سنا تھا تو بڑی مسرت ہوئی اس کی تصدیق امام غزالیؒ کی تحریر سے بھی ہوتی ہے، جو تیسرے باب کے آخر میں تقریباً ۴۳ سطروں پر یہ بیان پھیلا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں :

وہ اختلافات جو اس دور میں پیدا ہو گئے ہیں، جنہوں نے انوکھی انوکھی ایسی ایسی تحریریں اور تصنیفات جنم دے دی ہیں، جن کا سلف میں وجود ہی نہ تھا خبردار ان کے قریب مت جانا، سم قاتل کی طرح ان سے بچنا، یہ لاعلاج مرض ہے اس نے فقہاء کو ایک دوسرے پر فوقیت اور فخر کی طرف دوڑا دیا ہے۔ ایسا کرنے والوں کی تفصیل اور مصیبت کا ذکر عنقریب آنے والا ہے۔ بعض کہنے والے یہ کہہ دیں گے کہ "الناس اعداء لما جھلوا" مگر ایسا نہیں۔ تمہارا واسطہ واقف کار سے پڑا ہے میری نصیحت قبول کرو۔ میں نے اپنی عمر کا ایک زمانہ اس میں ضائع کیا ہے اور تصنیف، تحقیق، جدل و بیان میں گلوں سے بھی بڑھ گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری کی، مجھ کو میرے عیب پر واقف کیا، میں نے وہ مشغلہ چھوڑ دیا اور اپنے نفس کی اصلاح میں لگ گیا۔

فصلِ ششم

کچھ کتاب کے بارے میں

امام ابو حنیفہ ؒ کے فضائل اتنے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ امام ابوالمؤید موفق بن احمد خوارزمی نے کیا خوب کہا :

ایا جبلی نعمان إن حصا کما　　لیحصی وما تحصی فضائل نعمان
جلائل کتب الفقه طالع تجد بها　　فضائل نعمان شقائق نعمـــان

اے نعمان کے دونوں پہاڑو! تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں، مگر نعمان بن ثابت کے فضائل نہیں گنے جاسکتے۔

فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کو پڑھو، ان سب میں نعمان کے فضائل ملیں گے، جو نعمان پہاڑ کی طرح بلند ہیں۔

متقدمین اور متأخرین میں سے بہت سے لوگوں نے ان فضائل میں سے کچھ نہ کچھ ذکر کیا ہے۔ تاریخ کے ضمن میں بھی اور علاحدہ تصنیفات میں بھی، ان میں سے بہت سی کتابوں سے میں واقف ہوں، جن میں سب سے بہتر تصنیف خوارزمی کی ہے۔ انہوں نے ہر باب کے شروع میں اس باب کے مناسب نظم بھی لکھی ہے۔ افسوس کہ عجمی رسم الخط ہونے کے سبب میں نقل کرنے سے عاجز ہوں۔ محمد بن محمد کردری نے اس کا اختصار کیا ہے اور نظمیں بھی نقل کی ہیں مگر خوارزمی کا نام نہیں لیا، بلکہ صرف یہ کہا کہ : "قال بعضهم" جو انصاف کا تقاضا نہیں ہے۔

نیز ایک کتاب : "الانتصار لامام ائمة الامصار" ابو المظفر یوسفؒ سبط ابن جوزی کی ہے، خطیب بغدادی نے بھی بہت کچھ جمع کیا ہے۔ جن کی تاریخ بغداد اب مرجع وماخذ بن چکی ہے اس لئے کہ اوروں کی کتب فتنوں میں ضائع ہوگئیں۔ مجھے جو کچھ ان کی کتاب میں ملے گا، اسے کسی اور مصنف کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ حنفی نہیں ہیں، جو امام صاحبؒ کی شان کو بڑھانے کی وجہ سے کچھ مبالغہ سے تعریف کریں۔ دوسرے یہ حافظ حدیث اور ناقد ہیں، تیسرے یہ ہر بات سند سے بیان کرتے ہیں اور حافظ وناقد ہوتے ہوئے بھی کوئی نقد اور تبصرہ نہیں کرتے جو صحت کی دلیل ہے۔ کیوں کہ اگر

طعن کی گنجائش ہوتی، تو ضرور ذکر کرتے، خاموش ہر گز نہ رہتے۔
چوتھی بات یہ ہے کہ انھوں نے بعد میں عیب لگانے والوں کی بات بھی
نقل کردی ہے۔ خطیب بغدادی کے علاوہ کسی اور مصنف کی کتاب سے
کچھ نقل کروں گا تو وضاحت سے اس بات کو بیان کردوں گا۔

میں اس لائق تو نہیں کہ امام ابو حنیفہؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیت
کے حالات قلم بند کروں، مگر بارادۂ تبرک ایسا کر رہا ہوں۔ جیسا کہ
حافظ ابو الفرج ابن جوزی نے اپنی کتاب "صفۃ الصفوہ" میں لکھا ہے کہ
"عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة" صالحین کے ذکرِ خیر کے وقت
رحمت نازل ہوتی ہے۔

(واللہ تعالی ھو الموفق للصواب)

پہلا باب

امام صاحبؒ کا نسب، تاریخ پیدائش اور شکل و صورت

نسب

اکثر محققین اور مؤرخین کہتے ہیں کہ امام صاحب عجمی ہیں، عربی نہیں۔ آپ کی نسبت کابل، انبار، ترمذ اور نسا کی طرف کی جاتی ہے مگر ان سب میں کوئی تضاد نہیں، کیوں کہ انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے اور وہاں وطن بنالیتا ہے۔ پھر حالات دوسری جگہ جانے پر مجبور کرتے ہیں۔ آپ کے دادا "زوطی" ایمان لائے تھے، آپ کے والد "ثابت" حالت اسلام میں پیدا ہوئے جس وقت وہ پیدا ہوئے، اس وقت ان کے والد انھیں لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ امام صاحب کے پوتے اسماعیل بن حماد کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے یہ دعا ہمارے حق میں قبول فرمائی۔ زوطی کابل کے رئیس اور بڑے لوگوں میں سے تھے۔

قاضی ابوالقاسم علی بن محمد نخعی سے روایت ہے کہ ثابت بن زوطی والد امام ابو حنیفہؒ، انبار کے رہنے والے تھے۔ دیندار، نیز عقل و مروّت کے حامل انسان تھے۔ فتنۂ انبار میں نسا چلے گئے اور وہیں امام ہمام پیدا ہوئے۔

علامہ ابو مطیع کا خیال ہے کہ امام ہمام عربی النسل ہیں۔ انہوں نے آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے: نعمان بن ثابت بن زوطی بن

یحییٰ بن زید بن اسد (بعض نسخوں میں بن راشد) انصاری ہے، لیکن محققین کی رائے اس کے خلاف ہے۔

امام کردری نے "کافی" کے حوالے سے آپ کا نسب نقل کیا ہے جو یہ ہے: ابو حنیفہ بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز ملک بنی شیبان۔

امام محی الدین قرشی نے "طبقات الحنفیہ" میں نسب نامہ اس طرح نقل کیا ہے: ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن مرزبان بن بہرام۔

خطیب بغدادی نے اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہے جس میں آپ کا نسب کچھ اس طور پر ہے: ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان من ابناء فارس الاحرار۔

آپ کے دوسرے پوتے عمرؒ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں: نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ۔ کہتے ہیں کہ زوطی کو کچھ لوگوں نے گرفتار کیا اور بنی تیم نے ان سے خرید لیا جب زوطی مسلمان ہو گئے، تو ان لوگوں نے آزاد کر دیا، اسماعیل نے نسب نامہ میں زوطی کا ذکر نہیں کیا مگر ان کے بیان میں بھی زوطی آیا ہے(۱)

تاریخ پیدائش

گذر چکا ہے کہ امام ہمامؒ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ لیکن اکثر محققین فرماتے ہیں کہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اس وقت عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی۔ ابن زید کہتے ہیں کہ ۶۰ھ میں پیدائش ہوئی مگر یہ روایت بقول خطیب بغدادی اور کسی سے ثابت نہیں۔

۱۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا تو ہو سکتا ہے کہ نعمان (ثانی) زوطی ہوں اور مرزبان ماہ ہوں اسی طرح طاؤس، کاؤس، مرزبان، ماہ ایک ہوں۔

نام اور کنیت

بالاتفاق آپ کا اسم گرامی نعمان ہے اور ابو حنیفہ کنیت ہے۔ مصنفِ کتاب فرماتے ہیں میں نے اپنے دوست علامہ بدر الدین علائی حنفی سے سنا، وہ امام محی الدین محمد بن سلیمان کافی جی سے نقل کرتے ہیں کہ عراقی زبان میں "حنیفہ" دوات کو کہتے ہیں، چونکہ امام ہمام ہر وقت اپنے ساتھ دوات رکھتے تھے، اس لئے لوگ آپ کو ابو حنیفہ کہنے لگے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کی ایک لڑکی تھی جس کا نام حنیفہ تھا، اس کے نام سے آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہو گئی۔ خوارزمی کے بیان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ایک لڑکی تھی۔ اگرچہ خوارزمی سمیت دوسرے محققین سے یہ روایت ہے کہ امام صاحبؒ کے یہاں صرف ایک لڑکا تھا جس کا نام حماد ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری اولاد نہیں، البتہ بعد میں تقریباً تیس ائمہ کی کنیت ابو حنیفہ ہوئی ہے اور صاحب زادے حماد سے غلط طریقہ پر یہ روایت کی گئی ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے بعد میری کنیت صرف پاگل شخص کی کنیت ہو گی۔

شکل و صورت

خطیب بغدادیؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ متوسط قد تھے۔ نہ لمبے تھے، نہ پستہ قد، بڑے حسین صورت، نہایت فصیح و بلیغ اور خوش آواز تھے۔ بڑی خوش اسلوبی سے اپنی بات پیش کرتے تھے اور انداز بیان بہت ہی واضح تھا۔

یہ بھی روایت ہے کہ امام صاحب گورے لمبے قد کے تھے (اس سے مراد متوسط لمبائی ہے) فضل بن دکینؒ سے روایت ہے کہ امام

صاحب حسین شکل، خوبصورت ڈاڑھی، عمدہ کپڑے، اچھے جوتے
خوشبودار اور بھلی مجلس والے رعب دار آدمی تھے۔

امام صاحبؒ کے صاحب زادے حماد اور عبد اللہ بن مبارک نے
بھی اسی طرح روایت کی ہے البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ امام صاحب
اکثر خاموش رہا کرتے تھے، صرف جواب دینے کے لئے بولتے تھے
لایعنی باتوں سے بچتے تھے حتی کہ لایعنی باتیں سنتے بھی نہ تھے۔

دوسراباب

امام صاحبؒ کی بابت بشاراتِ نبوی

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالکؒ کی بابت بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

"یُوشَكُ أن یضرب الناس أکبادالإبل یطلبون العلم لا یجدون أعلم من عالم المدینة" (تبییض الصحیفہ)

قریبی زمانہ میں لوگ علم طلب کرنے کے لئے بڑے بڑے سفر کریں گے، مگر عالم مدینہ سے بڑا عالم نہیں پائیں گے۔

امام شافعیؒ کی بابت بشارت اس طرح دی فرمایا:

"لاتسبّوا قریشاً فإن عالمها یملأ الأرض علماً" (ایضاً)

قریش کو برامت کہو، اس لئے کہ اس کا ایک عالم ساری زمین کو علم سے بھردے گا۔

امام ابو حنیفہؒ کی بابت بھی بشارت دی، جس کو ابو نعیم نے "حلیہ" میں اور بخاری و مسلم نے دوسری سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ابو بکر شیرازی نے "کتاب الالقاب" میں، طبرانی نے دوسری سند سے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم سے اور طبرانی ہی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

"أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو کان الإیمان عندالثریا. وفي روایة لو کان الإیمان معلقا بالثریا وفي حدیث

قیس لا تناله العرب لناله رجال (وفی مسلم) لتناوله رجل من ابناء فارس"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایمان ثریا ستارہ کے پاس بھی ہو اور عرب اس کو نہ پاسکتے ہوں تو بھی اس کو ایک فارسی آدمی پالے گا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بنیادی اور صحیح بات ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کی بشارت اور فضیلت کی بابت اس پر اعتماد ہونا چاہیے۔ یہ ایسے ہی صحیح ہے جیسے امام مالک اور امام شافعی کی بشارتیں اور امام ابو حنیفہؒ کی تعریف و منقبت میں ان موضوع روایتوں کی کوئی ضرورت نہیں، جن کو بعض اصحاب مناقب نے ذکر کیا ہے۔

قاضی ابو القاسم بن کاس نے حسن بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ "لاتقوم الساعة حتی یظهر العلم" قیامت نہیں قائم ہوگی، جب تک کہ علم خوب ظاہر نہ ہو جائے، کا کیا مطلب ہے؟ تو حسن بن سلیمان نے فرمایا کہ وہ ابو حنیفہؒ کا علم اور ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی تفسیر ہے۔

"قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی زینت ۱۵۰ھ میں اٹھالی جائے گی۔

اس حدیث سے امام کردریؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو مراد لیا ہے اس لئے کہ تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

اسی طرح میرے شیخ جلال الدین سیوطیؒ گذشتہ حدیثوں سے

قطعی طور پر امام ابو حنیفہؒ کو مراد لیتے ہیں، اس لئے کہ کوئی بھی فارس کا رہنے والا ان کے، یا ان کے شاگردوں کے برابر علم والا نہیں ہوا اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ آپؐ نے آنے والی بات کی خبر پہلے ہی دے دی۔

فارس سے مراد ملک فارس ہے، کوئی خاص شہر نہیں۔ امام صاحب کے دادا فارسی ہی تھے۔ کتاب فردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "خیر العجم فارس" (اہل فارس، عجم میں سب سے اچھے ہیں۔)

علامہ خوارزمی نے روایت نقل کی ہے کہ کعب احبار بیان کرتے ہیں کہ میں بہت سے علماء کے نام ان کی صفات اور نسب نامے کے ساتھ لکھا ہوا پاتا ہوں۔ ان میں ایک شخص کا نام نعمان بن ثابت ہوگا اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی، علم و حکمت اور دنیا سے بے رغبتی میں اس کی شان بڑی ہی عظیم ہوگی، اپنے زمانہ کے علماء کے سردار ہوں گے، ان میں چاند ہوں گے، ساری زندگی حاسدوں کے حسد کا شکار رہیں گے اور اسی حالت میں مر جائیں گے۔

ابو البختری سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، امام جعفر بن محمد صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب امام جعفرؒ نے ان کو دیکھا، تو فرمایا ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ تم میرے دادا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو از سر نو زندہ کرو گے، ہر مصیبت زدہ کی جائے پناہ بنو گے، ہر غم زدہ کے فریاد رس ہو گے، حیران لوگ جب حیران و پریشان ہو کر کھڑے ہو جائیں گے، تو تمہارے سہارے چل پڑیں گے اور جب گمراہ ہوں گے، تو تم واضح اور صاف راستہ کی رہنمائی کرو گے۔

ان روایتوں کو نقل کرنے کے بعد مصنف لکھتے ہیں کہ میرے شیخ

جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ ان صحیح روایتوں کے ہوتے ہوئے ان موضوع روایتوں کی کوئی ضرورت نہیں، جن کو بعض اصحابِ مناقب نے نقل کیا ہے کیوں کہ وہ واضعین حدیث سے نقل کی گئی ہیں۔ ذیل میں ان موضوع روایات کو نقل کیا جارہا ہے تاکہ ان پر اعتماد نہ کیا جائے۔

چند موضوع روایات

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ابو حنیفہ نامی ایک شخص ہوگا۔ وہ قیامت کے دن میری امت کا چراغ ہوگا۔

۲۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ میری امت میں ایک آدمی ہوگا، جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی، وہ میری امت کا چراغ ہے۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایک آدمی آئے گا، جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔ اللہ کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھوں زندہ کی جائے گی۔

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک آدمی کا ظہور ہوگا، اس کو ابو حنیفہ کہا جائے گا۔ اللہ تعالی اس کے ہاتھوں میری سنت کو زندہ فرمائے گا۔

۵۔ ابن لہیعہ نے مفصلاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ہر دور میں سبقت لے جانے والے ہوں گے اور ابو حنیفہ اس ساری امت میں سبقت لے جانے والے ہوں

گے۔

۶۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام خراسان پر میرے بعد ایک چاند طلوع ہو گا، اس کو ابو حنیفہ کہیں گے۔

۷۔خوارزمی نے بھی ایک حدیث کمزور لفظوں میں ذکر کی ہے، جس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے منھ میں اپنا لعابِ مبارک ڈالا اور ان کو وصیت کی کہ ابو حنیفہ کے منھ میں تم لعاب ڈال دینا۔

۸۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رائے بلاشبہ اچھی چیز ہے۔ ہم لوگوں کے بعد رائے حنیف ہو گی۔ اس کے ذریعہ جب تک اسلام باقی رہے گا، احکام کا نفاذ ہو گا۔ وہ رائے اور احکام ایسے ہوں گے جیسے ہماری رائے اور احکام، ان کو جو شخص قائم کرے گا، اس کو نعمان بن ثابت کہا جائے گا، اس کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی، کوفی ہو گا فقہ اور دوسرے علوم میں ماہر ہو گا، احکام کو اسی طرح بیان کرے گا جیسے ہونا چاہئے، اس کا دین مستقیم اور رائے حسن ہو گی۔

۹۔ایسے ہی ایک موضوع روایت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے خواب میں دیکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودی اور ہڈیاں اپنے سینہ سے چپکا لیں۔ اس خواب سے بہت خوف زدہ ہوئے۔ بصرہ کا سفر کیا۔ وہاں ابن سیرینؒ سے تعبیر معلوم کی اور ایک روایت ہے کہ خود نہیں گئے، کسی آدمی کو بھیجا۔ ابن سیرینؒ نے خواب سن کر فرمایا یہ خواب تمہارا نہیں ہو سکتا، خواب دیکھنے والے کو لاؤ، اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ تشریف لے گئے۔ فرمایا اپنی پیٹھ اور بایاں ہاتھ کھولو انہوں نے کھول دیا۔ محمد بن سیرینؒ نے کندھوں کے بیچ، یا بائیں کندھے

پر تل دیکھے۔ تو فرمایا خواب سچا ہے تم ابو حنیفہ ہو، جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک آدمی ظاہر ہوگا، اسے لوگ ابو حنیفہ کہیں گے، اس کے کندھوں کے بیچ اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں کندھے پر تل ہوگا، اللہ تعالی اس کے ہاتھوں میری سنت کو زندہ کریں گے۔

یہ خواب تو امام ابو حنیفہؒ سے مختلف طرق سے مروی ہے، لیکن اس میں تل کے بارے میں ابن سیرین کی بات اور اس کے بعد والی خبر منقول نہیں ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ ان گھڑی ہوئی باتوں کے محتاج نہیں۔ ان سب روایتوں میں وہ لوگ ہیں، جن کا پیشہ حدیثیں گھڑنا تھا۔ ان روایتوں کو ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ علامہ ذہبی، شیخ جلال الدین سیوطی اور شیخ قاسم حنفی نے ان کی موافقت کی ہے۔ میں نے شیخ قاسم حنفی کی تحریر ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی مسند خوارزمی کے حاشیہ پر خود دیکھی ہے۔ علمائے احناف نے جو مناقب لکھے ہیں، ان میں یہ من گھڑت روایات نہیں ہیں جیسے امام طحاویؒ، قاضی ابو القاسم بن ابی عوام، قاضی ابو القاسم بن کاس، قاضی ابو عبد اللہ حمیری اور شیخ محی الدین قرشی صاحب طبقات وغیرہم یہ سب کے سب حنفی ہیں، ثقہ، ثبت اور نقاد ہیں اور ان کی معلومات بھی بہت وسیع ہیں۔

اس موقع پر خوارزمی نے کتنی صحیح بات کہی ہے۔

رسول الله قال سراج ديني وأمتي الهداة ابو حنيفة

غدا بعد الصحابة في الفتاوى لأحمد في شريعته خليفه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے دین اور میری ہدایت یافتہ امت کے چراغ ابو حنیفہ ہوں گے، جو صحابہ کے بعد شریعت محمدی میں فتاوی کے اندر میرے خلیفہ ہوں گے۔

تیسرا باب

وہ حضرات صحابہؓ جن کا زمانہ امام صاحبؒ نے پایا اور احادیث سنیں

تابعی کسے کہتے ہیں؟

حافظ ابو الفضل عراقیؒ نے فرمایا کہ تابعی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو، اگرچہ صحبت نہ اٹھائی ہو۔ حافظ ابو عمرو عثمان بن صلاح نے فرمایا کہ یہی بات انسب ہے اور امام نووی نے فرمایا یہی بات اظہر ہے۔

امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بچپن میں دیکھا۔ ابن سعد نے طبقات میں ابوالموفق سیف بن جابر قاضیٔ واسط سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور مقام "نخع" میں اترے۔ بالوں میں سرخ خضاب کیے ہوئے تھے میں نے ان کو بار بار دیکھا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنے فتاوی میں تحریر فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے صحابہ کی ایک جماعت کی زیارت کی ہے۔ اس لئے کہ وہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور اس وقت وہاں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ موجود تھے ان کا انتقال ۸۸ھ یا اس کے بعد ہوا۔ ابن سعد نے طبقات میں مناسب سند سے روایت نقل کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ ان کے علاوہ بھی متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس

وقت بقید حیات تھے۔

بعض علماء نے حضرات صحابہؓ سے امام صاحب کی مرویات کو ایک جزء میں جمع کر دیا ہے، لیکن ان کی سندوں میں ضعف ہے قابل اعتماد بات یہی ہے کہ امام صاحب نے حضرات صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے اور اس اعتبار سے یقیناً طبقہ تابعینؒ میں شامل ہیں۔ ان کے سوا کسی ہم عصر امام کو یہ فضیلت حاصل نہیں مثلاً: امام اوزاعی،، حماد بن ابی سلیمان، سفیان ثوری، امام مالک اور لیث بن سعد۔

امام ابو حنیفہؒ مخصوص تابعین میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے فرمان: "وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ" (۱) میں یقیناً داخل ہیں۔

(مہاجرین اور انصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے) اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی اتباع کی، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ بھی اللہ سے راضی ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

مصنفین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے آٹھ صحابۂ کرام اور ایک صحابیہ سے حدیث پاک سنی ہے۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت انس بن مالک (۲) حضرت عمر بن حریث (۳) حضرت عبد اللہ بن انیس (۴) حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء (۵) حضرت جابر بن عبد اللہ (۶) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی (۷) حضرت واثلہ بن

۱۔ سورۃ توبہ، آیت ۱۰۰

اسقع (۸) حضرت معقل بن یسار اور حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم و عنہا اجمعین.

بعض مؤرخین نے فرمایا کہ امام صاحبؒ نے ۷ صحابہ اور ایک صحابیہ، بعض نے ۶ صحابہ اور ایک صحابیہ، بعض نے ۵ صحابہ اور ایک صحابیہ اور بعض نے کہا ۱۴ اصحابہ سے حدیث سنی لیکن یہ قول غریب ہے کیوں کہ انہوں نے نام ذکر نہیں کیے۔ خود مصنفؒ آگے چل کر کچھ اور صحابۂ کرامؓ کی زیارت کا ذکر کریں گے۔

اقوال کی تفصیل

جن حضرات نے چھ صحابہ سے احادیث سننے کی بات کہی، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کو ان میں شمار نہیں کیا، کیوں کہ ان کا انتقال ۷۹ھ میں ہو گیا تھا، اس لئے ان سے سننا صحیح نہیں ہو سکتا۔ جس روایت میں حضرت جابرؓ سے نقل کرنے کی بات ہے اور اس میں سمعت عن جابر آیا ہے تو اس سے بلاواسطہ سننا لازم نہیں آتا۔

جن علماء نے پانچ مرد صحابہ کا ذکر کیا ہے، انہوں نے حضرت جابرؓ کے ساتھ حضرت معقل بن یسارؓ کو بھی شامل نہیں کیا، کیوں کہ ان کی وفات حضرت معاویہؓ کی عہد امارت میں ہو چکی تھی اور حضرت معاویہؓ ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ یہ بات امام ثوری نے کہی ہے۔

بعض علماء نے حضرت عبد اللہ بن انیس جہنی کی بابت بھی اعتراض کیا ہے۔ کیوں کہ ان کا انتقال ۵۴ھ میں ہوا ہے، مگر امام سیوطیؒ نے فرمایا کہ اس نام کے پانچ صحابہ ہیں، ہو سکتا ہے کہ مشہور صحابی جہنی کے علاوہ کسی اور سے امام صاحب نے سنا ہو۔

جب کہ بعض لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے سماع پر

اعتراض کیا ہے۔ کیوں کہ ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ۵ سال کے بچے کا سنناصحیح ہے کیوں کہ سماع کے لیے شعور اور تمیز ہونی چاہیے اگر چہ ۵ سال کا بھی نہ ہو۔ قطب الدین قسطلانی، ابن صلاح اور امام نووی سب یہی فرماتے ہیں کہ اگر بچہ بات سمجھتا ہو اور جواب نہ دیتا ہو، تو ۵ سال والے بچے کی بھی روایت صحیح نہیں اور اگر سمجھتا اور جواب دیتا ہو تو ۵ سال سے کم عمر کے بچے کی بھی روایت صحیح ہے۔

اسی طرح حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے سماع پر بھی اعتراض کیا گیا ہے کیوں کہ ان کی وفات ۸۳ھ، یا ۸۵ھ میں ہوئی اس وقت امام صاحب کی عمر ۳، یا ۵ سال کی تھی۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ دو سال کوفہ میں رہے اور وہیں وصال فرمایا۔

نیز حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزءؓ سے بھی سماع پر اعتراض کیا گیا ہے اس لئے کہ اگر چہ ان کا وصال ۸۶ھ میں ہوا لیکن مصر میں ہوا جہاں وہ مقیم تھے، کوفہ نہیں آئے تھے۔

اسی طرح حضرت عمرو بن حریثؓ سے سماع پر بھی اعتراض کیا گیا ہے کیوں کہ وہ ۸۵ھ میں فوت ہوئے اور یہی صحیح ہے۔ اگر چہ بعض علماء نے ان کی وفات ۹۸ھ بتلائی ہے مگر یہ صحیح نہیں۔

قاضی القضاۃ کمال الدین محمد بن احمد السراج حنفی نے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے:

أبو حنيفة زين التابعين روى — عن جابر وابن جزء والرضى أنس
ومعقل وحريثي وواثلة — وبنت عجرد علم الطيبين قبس

زین التابعین ابو حنیفہ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ، حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزءؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت معقل بن یسارؓ، حضرت عمرو بن حریثؓ، حضرت واثلہ بن اسقعؓ اور حضرت عائشہؓ بنت

عجرد سے حدیث روایت کی ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہؓ سے بھی امام صاحب نے روایت کی ہے ان کا وصال ۱۱۰ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ بعض لوگوں نے حضرت سہیل بن سعدؓ کا بھی ذکر کیا ہے وہ ۸۸ھ، یا اس کے بعد فوت ہوئے۔ اسی طرح حضرت سائب بن خلد بن سویدؓ کا بھی، جن کا وصال ۹۱ھ میں ہوا۔ نیز حضرت سائب بن یزید بن سائبؓ کا نام بھی لیا گیا ہے جن کا وصال ۹۱ھ، یا ۹۲ھ، یا ۹۴ھ میں ہوا۔

بعض حضرات نے حضرت محمود بن لبیدؓ متوفی ۹۶ھ، حضرت محمود بن ربیع متوفی ۹۹ھ، حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ متوفی ۸۰ھ اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ کا بھی ذکر کیا ہے، مگر موخر الذکر دونوں حضرات کی بابت یہ بات درست نہیں، کیوں کہ ان میں سے حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کی وفات ۸۰ھ میں ہو گئی تھی، جب کہ حضرت ابو امامہؓ کی وفات ۸۱ھ میں حمص میں ہوئی۔

جن حضرات صحابہؓ سے امام صاحبؒ نے بلا واسطہ احادیث سنیں

بہت سی احادیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے ان کو حضرات صحابہؓ سے بلا واسطہ سنا ہے لیکن ان کی سندوں میں وضاعینِ حدیث پائے جاتے ہیں۔ ان صحابہ میں ۶ مرد اور ایک صحابیہ شامل ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالکؓ

حضرت انس بن مالکؓ سے امام صاحبؒ نے تین حدیثیں روایت کی ہیں جن کی سندیں درج ذیل ہیں:

١- أنبأنا الحافظ شيخ الاسلام أبو الفضل جلال الدين السيوطى ؒ ، قال أنبأنى أبو الفضل بن عبد الله بن حصين، ثنا أبو العباس أحمد بن الحسن بن محمد بن سويد أى المقدسى أنا أبو العباس أحمد بن الحسين بن كشمرى ، قال أخبرنا الإمام العلامة جمال الدين أحمد بن محمد بن عبد الله الطاهرى، أنا أبوالقاسم عبدالله بن حسين بن عبد الله بن رواحة الحموى، قال: حدثنا الإمام جمال الدين أبو الفتح محمود بن أحمد بن على المحمودى الصابونى ، حدثنا أبو السعادات أحمد بن محمد بن عبد الواحد العباسى، قال : حدثنا أبوالحسن أحمد بن محمد بن أبى الحسين الأعين السمنانى ، حدثنا أبوالحسن على بن أحمد بن عيسى البيهقى قراء ة عليه وأنا أسمع قدم علينا بغداد يريد الحج قال حدثنا أبو أحمد محمد بن عبد الله بن خالد بن أحمد الذهلى، قال: حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن عمورة بن عبد الرحمن المروزى ، حدثنا أبو العباس أحمد بن الصلت بن مغلس الحمانى قال حدثنا بشر بن الوليد القاضى قال حدثنا أبويوسف يعقوب بن إبراهيم القاضى قال: حدثنا أبو حنيفة النعمان بن ثابت قال سمعت أنس بن مالك رضى الله عنه يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: طلب العلم فريضة على كل مسلم.

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

یہ متن بہت مشہور ہے (تبیض الصحیفہ) امام نوویؒ نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن معنی صحیح ہیں، ان کے شاگرد

ابو الحجاج مزنی نے فرمایا کہ یہ حدیث بہت سی سندوں سے مروی ہے اور حسن کے درجے کو پہنچی ہوئی ہے جب کہ میرے شیخ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک صحیح کے درجے کو پہنچی ہوئی ہے اس لئے کہ مجھے تقریباً ۵۰/ سندوں سے اس کی روایت معلوم ہے۔ میں نے اس کو علاحدہ ایک جزء میں جمع کردیا ہے۔

۲- أنبأني شيخ الاسلام الحافظ أبو الفضل أبو بكر الشافعي والإمامان المسندان أبو الفضل تقي الدين بن الإمام محب الدين الأوجاقي وأبو الفتح جمال الدين إبراهيم بن الإمام العلامة أبي الفتوح علاؤالدين القلقشندي، قال الأول أنبأني محمد بن يوسف الرازي عن محمد بن حاتم عن أبي عباس الحجّار وقال الآخران أنبأنا أبو زيد عبد الرحمن بن عمر القبابي أخبرنا عبد العزيز بن محمد الكتاني أنا أبو العباس الأبرقوهي، قال هو والحجّار أنا إبراهيم بن عثمان بن يوسف الكاشغرى الحنفي، أنا أبو الخير مسعود بن أبي الفضل الحسين بن سعد بن علي بن بندار البزدي ، أنا والدي أنا أبو معشر عبد الكريم بن عبد الصمد الطيري الشافعي أنا أبو عبد الله الحسن بن محمد بن منصور الفقيه الواعظ ، أنا أبو إبراهيم أحمد بن الحسن القاضي ، أنا أبو بكر محمد بن أحمد بن محمد بن حمدان الحنفي، أنا أبو سعيد إسمعيل بن علي بن السمّان، قال: حدثنا أبو الحسين أحمد بن محمد بن محمود البزار ثنا أبو سعيد الحسين بن أحمد بن محمد بن المبارك ، حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحماني ، قال: حدثنا بشربن الوليد القاضي عن أبي يوسف

عن أبي حنيفة قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الدّالّ على الخير كفاعله.

خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا، فاعل خیر کی طرح ہے۔

جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ میں فرمایا کہ اس حدیث کا مضمون اس سند کے علاوہ دوسری صحیح سندوں سے ثابت اور بہت سے صحابہ سے مروی ہے۔ اس کی اصل صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں اس طرح ہے "من دل على خير فله مثل أجر فاعله"

۳- امام ابو یوسفؒ تک اس حدیث کی وہی سند ہے، جو دوسری حدیث کی ہے۔ اس لئے تکرار سے بچتے ہوئے اس کو یہاں نظر انداز کیا جارہا ہے۔

قال ابو یوسفؒ أخبرنا الإمام أبو حنيفةؒ قال سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه يقول سمت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الله تعالى يحب إغاثة اللهفان.

اللہ تعالی کو فریاد خواہ کی فریادرسی پسند ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے فرمایا کہ یہ متن صحیح ہے اور بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے اس حدیث کو حافظ ضیاء الدین مقدسیؒ نے "مختارۃ" میں حضرت بریدہؓ کی مرویات میں صحیح لکھا ہے (انتہی کلامہ)

ان تینوں احادیث کا مدار احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی پر ہے جنھیں ائمہ حدیث نے جھوٹی حدیثیں بنانے والا کہا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "لسان المیزان" میں شرح وبسط کے ساتھ اس پر گفتگو کی ہے۔ (کذا فی "الضعفاء والمتروکین" لابن الجوزی، ص: ...)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن اُنیسؓ

دوسرے صحابی حضرت عبد اللہ بن انیسؓ ہیں۔ حضرت انسؓ کی پہلی حدیث میں جو سند ہے اسی سند سے ابو الحسن علی بن احمد بن عیسیٰ بیہقی اور دوسری میں ابو سعید السمان تک یکساں ہے۔

قالا: أنا أبو علي الحسن بن علي بن محمد، ثنا إسحاق اليماني الدمشقي، قال: أنا أبو الحسن علي بن بابويه الأسواری بشيراز ثنا جعفر بن محمد بن علي الإصفهاني، نا يونس بن حبيب ، نا أبو داؤد الطيالسي عن أبي حنيفةؒ قال ولدت: سنة ثمانين وقدم عبد الله بن أنيسؓ صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم الكوفة سنة أربع وتسعين ورأيته وسمعت منه وأنا ابن أربع عشرة سنة سمعته يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: حبك الشئ يعمي ويصمّ

تمہاری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔

علامہ سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ مصنفؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن انیس مشہور صحابی ۵۴ھ ہی میں وفات پا گئے تھے اس لئے یہ تو ہو نہیں سکتے، جب کہ غیر مشہور اس نام کے صحابی کوفہ میں آئے نہیں اس کے علاوہ جعفر بن محمد تک کی سند ظلمات میں ہے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزءؓ

تیسرے صحابی حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ ہیں ان کی روایت کی سند ابو الحسین بن علی دمشقی تک وہی ہے جو مذکورہ بالا روایت کی ہے۔

قال أنا أبو زفر عبد العزيز بن الحسين الطبري، نا أبو بكر مكرم بن أحمد بن مكرم البغدادي، نامحمد بن أحمد بن سماعة نا بشر بن الوليد القاضي ، أنا أبو يوسف أنا أبو حنيفة قال ولدت سنة ۸۰ وحججت مع أبي سنة ۹۶ وأنا ابن ۱۶ سنة فلما دخلت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبي حلقة من هذه ؟ فقال حلقة عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدمت إليه فسمعته يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تفقه في دين الله كفاه الله ما أهمه ورزقه من حيث لا يحتسب.

جو شخص اللہ کے دین میں فقیہ ہو گیا، اللہ اس کے اہم امر کی کفایت کرتے ہیں اور ایسی جگہ سے رزق پہنچاتے ہیں کہ اسے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

شیخ قاسم حنفیؒ نے مسند خوارزمی کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اس سند میں الٹ پلٹ بھی ہے، کچھ تحریف بھی ہے صحیح مکرم عن احمد بن محمد ہے اور ابن الصلت کذاب ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کذابین میں اس سے بڑھ کر بے حیا نہیں دیکھا۔ ابن حجرؒ نے بھی لسان المیزان میں کذاب کہا ہے نیز یہ کہ حضرت ابن جزء زبیدیؓ مصر میں فوت ہوئے۔ اس وقت امام ابو حنیفہؒ ۶/ سال کے تھے اور ابن جزءؓ اس وقت میں کوفہ نہیں آئے۔

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ

چوتھے صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ ہیں جن سے امام

صاحبؒ نے حدیث روایت کی ہے۔

أبو الحسن علي بن أحمد بن عيسى البيهقي وفي الثاني إلى أبي سعيد السمّان قالا أنا أبو علي الحسن بن علي الدمشقي، قال: حدثنا أبو الحسن علي بن غياث القاضي ببغداد ، قال: حدثنا محمد بن موسى نا الجلودي محمد بن عباس عن التمتام يحيى بن القاسم عن أبي حنيفة عن جابر رضي الله عنه قال جاء رجل من الأنصار إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله! مارزقت ولداقط ولاولدلي فقال: أين أنت من كثرة الاستغفار وكثرة الصدقة ترزق الولد؟ فكان الرجل يكثر الصدقة ويكثرالاستغفار قال جابرؓ فولد له تسعة ذكور .

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا اللہ کے رسول، ! میرے یہاں اب تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضور نے فرمایا تم استغفار اور صدقہ بہ کثرت کرو تو تمہیں اولاد نصیب ہو جائے گی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ وہ شخص بہ کثرت استغفار اور صدقہ خیرات کرنے لگا چنانچہ اس کے یہاں نو لڑکے ہوئے۔

مصنف کہتے ہیں کہ یہ گذر چکا ہے کہ حضرت جابرؓ ۷۳ھ میں فوت ہو چکے تھے اسی لیے امام ذہبی لور حافظ ابن حجر نے یقین کے ساتھ اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ

پانچویں صحابی حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ ہیں اس حدیث کی سند

ابو الحسن علی بن احمد بن عیسیٰ بیہقی تک پہلی حدیث کی سند ہے اور ثانی میں ابو سعید السمان تک ان لوگوں نے تمتام بن یحییٰ بن قاسم اور انہوں نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے۔

قال (ابو حنیفةؒ) سمعت عبد الله بن أبی أوفی رضی الله عنه یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من بنی لله تعالی مسجداً ولو کمفحص قطاة بنی الله تعالی له بیتاً فی الجنة.

ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے سنا ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ کے لئے کوئی مسجد بنادے چاہے "قطات" پرندہ کے گھونسلہ کے برابر ہی ہو، تو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے۔

علامہ سیوطیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے، بلکہ صحیح متواتر ہے۔ مصنفؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کی وفات کوفہ میں ۸۵ھ یا ۸۷ھ میں ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ ۵، یا ۷ سال کی عمر میں امام صاحبؒ نے ان سے سنا ہو۔

۶۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ

چھٹے صحابی حضرت واثلہ بن اسقعؓ ہیں ان سے امام صاحبؒ نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ :

۱۔ ابو علی الحسن بن علی الدمشقی تک اول سند کے ساتھ

قال: حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن الحسن إملاءً علیه بالکوفة قال نا طلحة بن سنان الیامی، نا هناد بن السری عن أبی سعید الجندی وبالإسناد السابق إلی أبی بکر

محمد بن أحمد بن محمد بن حمدان الفقيه الحنفي، قال: حدثنا أبو سعيد الحسن بن أحمد، قال: نا علي بن أحمد النعيمي البصري، قال: نا أحمد بن عبد الله بن حزام، قال: حدثنا المظفر بن سهل، نا موسق بن عيسىٰ بن المنذر الحمصي، نا أبي ،نا إسمٰعيل بن عياش ، قالا (أبو سعد جند وإسمٰعيل بن عياش) أخبرنا أبو حنيفة قال: سمعت واثلة بن أسقع رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لاتظهر الشماتة لأخيك فيعافيه الله ويبتليك.

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کو عافیت دے دے اور تجھ کو مبتلا کر دے۔

۲۔اس حدیث کی سند اسمٰعیل بن عیاش تک ، تو پہلی حدیث کی طرح ہے۔

عن أبي حنيفة عن واثلة بن أسقع رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: دع مايريبك إلى ما لا يريبك.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشتبہ کو چھوڑ کر غیر مشتبہ پر عمل کرو۔

علامہ سیوطی نے فرمایا کہ پہلی حدیث حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے امام ترمذیؒ نے دوسرے طریق سے روایت کر کے اسے حسن فرمایا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث اس کی شاہد بھی ہے۔

دوسری حدیث کا متن صحیح ہے اور بہت سے صحابہ سے مروی ہے ترمذی، ابن حبان ،حاکم، ضیاء الدین مقدسی وغیرہ نے صحیح کہا ہے حضرت حسن بن علیؓ کی حدیث سے ہے۔

۷۔ حضرت عائشہ بنت عجردؓ

ساتویں صحابیہ حضرت عائشہ بنت عجردؓ ہیں ان کی حدیث کی سند دمشقی تک تو وہی ہے۔ آگے کی درج ذیل ہے:

قال: حدثنا أبو محمدعبد الله بن كثير الرازى ،قال: حدثنا عبد الرحمن بن أبى حاتم الرازى عن عباس الدورى، قال: حدثنا يحيى بن معين أن أبا حنيفة صاحب الرأى سمع عائشة بنت عجرد رضى الله عنها تقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكثر جند الله فى الأرض الجراد لا آكله ولا أحرّمه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین پر اللہ کا سب سے بڑا لشکر ٹڈیوں کا ہے نہ میں خود کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

علامہ سیوطیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مضمون صحیح ہے۔ امام ابوداود نے اس کو حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کر کے صحیح کہا ہے نیز ضیاء الدین مقدسی نے بھی اس کو مختارۃ میں روایت کیا ہے۔ لیکن ابن حجر عسقلانی اور امام ذہبیؒ کا خیال ہے کہ یہ صحابیہ نہیں ہیں اور مشہور بھی نہیں۔

ایک ضروری تنبیہ

محدثین کرام کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی سے کچھ نہیں سنا۔ دلیل یہ ہے کہ ائمہ احناف نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔ اگر ان کے نزدیک امام ہمام کا سننا اور روایت کرنا صحیح ثابت ہوتا، تو ضرور نقل کرتے کہ بڑے فخر کی بات تھی، وہ ہرگز نہ چھوڑتے اس لیے

محدثین کہتے ہیں کہ جتنی حدیثیں امام صاحب کے صحابہ سے سننے کی مروی ہیں، سب میں کذاب موجود ہیں۔ علامہ بدرالدین عینیؒ نے شرح معانی الآثار میں ضرور امام صاحب کا سننا ثابت کیا ہے مگر قاسم بن قتلوبغا حنفی نے اس کو رد کر دیا ہے جسے میں نے اپنی آنکھوں سے مسند خوارزمی کی تعلیق میں دیکھا ہے البتہ حضرت انسؓ اور دوسرے صحابہؓ کو دیکھنا صحیح ثابت ہے مگر مجھ کو ان کے عدم صحت سماع پر تعجب ہے۔ سماع ممکن تھا، پھر سماع صحیح کیوں نہیں؟ شاید یہ وجہ ہو کہ شروع میں کسی نے اس طرف توجہ نہیں دلائی، بعد میں امام شعبیؒ نے متوجہ کیا جزاہ الله احسن الجزاء.

میں جستجو میں تھا کہ کوئی صحیح بات سماع کے بارے میں مل جائے مگر نہیں ملی۔ واللہ میں متعصب نہیں کوئی مصنف میری بات کو غلط نہیں کہہ سکتا۔

امام صاحبؒ کے شیوخ واساتذہ

ابومؤید موفق بن احمد خوارزمی نے محمد بن علی زرنجری سے روایت کی ہے کہ امام ابوحفص کبیرؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ کے شمار کرنے کا حکم دیا۔ حکم کے مطابق شمار کیے گئے تو ان کی تعداد چار ہزار ۴۰۰۰ ہوئی حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعابیؒ نے اپنی کتاب "الانتصار" میں بہت سے استاذوں کا نام لکھا ہے اور بہت سے اسمائے گرامی چھوٹ گئے ہیں، جو اسمائے گرامی مجھے مل سکے میں نے ان کا اس میں اضافہ کر دیا۔ ان اسماء کو تعمیم فائدہ اور تبرک کے لئے ذکر کر رہا ہوں۔ مؤلف نے ۳۱۸ اساتذہ کا اسم گرامی ذکر کر کے لکھا ہے کہ سب کی زندگی کے تفصیلی حالات "تسهيل السبيل الى معرفة الثقات والضعفاء المجاهيل" میں

ذکر کروں گا۔ انشاء اللہ

رہ گئی بات ان کے شاگردوں کی، تو اس کے سلسلہ میں اصل کتاب کے ص ۸۹ پر مؤلف فرماتے ہیں کہ شاگردوں کا شمار تو ناممکن ہے، ابو محمد حارثیؒ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی وہ اس مجموعے سے زیادہ ہیں جنھوں نے دوسرے ائمہؒ سے روایت کی، مثلاً حکیم بن عتیبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالح، یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن ابی عبد الرحمن، مالک بن انس، ہشام بن عروہ، ابن جریج، اوزاعی، ایوب سختیانی، ابن عون، سلیمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروبہ، معمر بن راشد، امام شافعی، امام احمد، اسحاق وغیرہ نیز علماء اور عامتہ المسلمین نے جو نفع امام ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ سے اٹھایا اور کسی امام سے وہ نفع نہیں اٹھایا۔ ۳۱۸ اساتذۂ کرام کی طرح تقریباً ۸۰۰ نامور تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ تلامذہ اپنے اپنے مقام پر امام وقت اور سراجِ منیر ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان کے اسماء ذکر کیے جارہے ہیں:

چوتھا باب

امام صاحبؒ کے بعض شیوخ کے اسمائے گرامی

ابو المؤید خوارزمی بروایت امام محمد بن علی زرنجری بیان کرتے ہیں کہ امام ابو حفص کبیر کے حکم پر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شیوخ واساتذہ کو شمار کیا گیا تو ان کی تعداد چار ہزار تک جا پہنچی۔ حافظ ابو بکر محمد بن عمر جعابی نے اپنی کتاب ''الانتصار'' میں امام صاحبؒ کے بہت سے اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے مگر کئی ایک اساتذہ کے نام اور مشکل اسماء کا املاء درست نہیں ہے۔ جتنے نام مل سکے انھیں میں نے قلم بند کردیا اور ان شیوخ کو شامل کرلیا ہے جو محمد بن عمر جعابی سے رہ گئے تھے۔ ان شیوخ کا ذکر ابو محمد حارثی، ابو عبداللہ بن خسرو، ابو المؤید خوارزمی اور ابو محمد العینی وغیرہ نے کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد سے تبرک کے طور پر ابتداءً ان شیوخ کے نام ذکر کیے جارہے ہیں جن کے نام محمد ہیں۔ الغرض امام صاحب کے شیوخ واساتذہ کی فہرست درج ذیل ہے:

❊ محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد تیمی، کنیت ابو عبداللہ مدنی ❊ محمد بن زبیر حنظلی بصری ❊ ابو النضر محمد بن سائب بن بشر کلبی کوفی ❊ ابو بکر محمد بن سوقہ کوفی ❊ ابو بکر بن ابو عمرہ محمد بن سیرین انصاری بصری ❊ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاری ❊ قاضی ابو عبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری کوفی ❊ ابو عون محمد بن عبیداللہ بن سعید الاعور ثقفی کوفی ❊ ابو عبدالرحمٰن محمد بن عبیداللہ بن

ابو سلیمان عزرمی ٭ ابو جعفر باقر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب ٭ عمرو بن شعیب ٭ محمد بن عمرو بن حارث ابن المصطلق ٭ محمد بن قیس ہمدانی مُرہبی کوفی ٭ محمد بن مالک بن زید ہمدانی کوفی ٭ محمد بن مسلم بن تدرُس ٭ ابو بکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث ابن زہرہ بن کلاب قرشی زہری ٭ ابو بکر محمد بن منکدر بن عبداللہ بن الہدیر تیمی مدنی ٭ محمد بن وہب بن مالک ٭ محمد بن یزید حنفی کوفی العطار۔

٭ آدم بن علی بکری عجلی شیبانی ٭ ابو اسماعیل ابان بن ابو عیاش فیروز بصری العبدی ٭ ابو اسماعیل ابراہیم بن عبدالرحمٰن سکسکی کوفی ٭ ابن الاجدع ابراہیم بن محمد بن منتشر ہمدانی ٭ ابراہیم بن مہاجر بن جابر بجلی کوفی ٭ ابراہیم بن میسرہ طائفی نزیل مکہ ٭ ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی کوفی۔

٭ اجلح بن عبداللہ بن حجیہ۔ انھیں معاویہ ابو حجیہ کندی بھی کہتے ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصل نام یحیٰی ہے اور اجلح لقب ٭ اسحاق بن ثابت ٭ اسحاق بن سلیمان غنوی یا عبدی ابو یحیٰی رازی کوفی۔

٭ اسماعیل بن اُمیہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن عاص اموی ٭ ابو عبداللہ اسماعیل بن ابو خالد سعد ر حمسی بجلی ٭ اسماعیل بن ربیعہ بن عمرو بن سعید بن عاص ٭ اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عتاب ٭ اسماعیل بن عبدالملک بن ابو صفیر ٭ اسماعیل بن عیاش عنسی حمصی ٭ ابو اسحاق اسماعیل بن مسلم بصری ٭ ایاد بن لقیط السدوسی ٭ ایوب بن ابو تمیمہ ٭ ایوب بن عائذ ابن مدلج طائی بحتری کوفی۔

٭ ابو بکر ایوب بن ابو تمیمہ کیسان سختیانی بصری ٭ ابو یحیٰی قاضی ایوب بن عتبہ یمامی ٭ ابو عبداللہ بکر بن عبداللہ بن عمرو بن ہلال مزنی

بصری ٭ بکر بن عطاء لیثی کوفی ٭ بلال بن ابو بلال ٭ ابو عبد الملک بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری بصری ٭ بہلول بن عمرو صیرفی معروف بہ مجنوں ٭ ابو بکر بیان بن بشر کوفی احمصی المعلم ٭ تمام بن جعفر بن ابو طالب ٭ ابو محمد ثابت بن اسلم بنانی بصری۔

٭ ابو عبد اللہ جابر بن یزید بن حارث جعفی کرخی ٭ جامع بن ابو راشد کاہلی صیرفی کوفی ٭ ابو صخرہ جامع بن شداد محاربی جعفی کوفی ٭ جبلہ بن صحیم کوفی ٭ ابو العطوف جراح بن منہال جزری ٭ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب ہاشمی معروف بہ الصادق ٭ جواب بن عبید اللہ تیمی ٭ ابو القاسم جویبر بن سعید ازدی بلخی نزیل کوفہ ٭ ابو زہیر حارث بن عبد اللہ الدعور ہمدانی حوتی کوفی ٭ ابو ہند حارث بن عبد الرحمٰن ہمدانی ٭ ابو یحییٰ حبیب بن ابو ثابت قیس ٭ حبیب بن ابو عمرو اشعری ٭ ابو عبد اللہ حبیب بن ابو عمرہ القصاب حمانی کوفی ٭ ابن ابو ثابت حبیب بن قیس ٭ ابو ارطاۃ حجاج بن ارطاۃ بن ثور بن ہبیرہ نخعی کوفی ٭ ابو محمد حسن بن حر بن حکم جعفی کوفی نزیل دمشق ٭ حسن ابن حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب ٭ ابو محمد حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابو طالب ٭ حسن بن سعد بن معید کوفی مولیٰ حضرت علی ٭ حسن بن سعید ٭ حسن بن صباح کوفی ٭ حسن بن عبد اللہ بن مالک بن حویرث لیثی ٭ حسن بن عبد الرحمٰن سلمی ٭ ابو عروہ حسن بن عبید اللہ بن عروہ نخعی کوفی ٭ حسن بن محمد بن علی بن ابو طالب ہاشمی مدنی ٭ ابو القاسم حسین بن حارث بن جدلی کوفی ٭ ابو الہذیل حصین بن عبد الرحمٰن سلمی کوفی ٭ ابن النہاس حکم بن عتیبہ عطی قاضیِ کوفہ ٭ ابو محمد حکم بن عتیبہ کندی کوفی ٭ حکیم بن جبیر اسدی کوفی ٭ حکیم بن صہیب صیرفی ٭ ابو اسماعیل حماد بن ابو سلیمان مسلم اشعری کوفی ٭ ابو

صفوان القاری حمید بن قیس مکی اعرج الطویل ❁ حوط بن عبداللہ بن نافع عبدی

❁ خالد بن عبدالاعلی کوفی ❁ ابو عاصم خالد بن عبید عتکی بصری نزیل مرو ❁ ابو حیہ خالد بن علقمہ وداعی ❁ خثیم بن عراک بن مالک غفاری مدنی ❁ ابو عوف خثیف بن عبدالرحمٰن جزری ❁ داؤد بن عبدالرحمٰن بن اوان ❁ داؤد بن عبدالرحمٰن ❁ ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی کوفی ❁ ابو عمر ذر بن عبداللہ بن زرارہ مرہبی کوفی ❁ رباح بن زید قرشی صنعانی ❁ رباح الکوفی ❁ ربیع بن بسرہ بن معبد جہنی ❁ ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن فروخ تیمی مدنی معروف بہ ربیعۃ الرائی ❁ ابو عبدالرحمٰن زبید بن حارث بن عبدالکریم بن عمرو بن کعب الیامی کوفی ❁ ابو عبداللہ زبیر بن عدی ہمدانی، الیامی، کوفی قاضی رے ❁ زکریا بن حارث کوفی ❁ ابو یحییٰ زکریا بن ابی زائدہ کوفی ❁ زیاد بن ابو زیاد میسرہ ❁ ابو مالک زیاد بن علاقہ کوفی ❁ ابو معشر زیاد بن کلیب حنظلی کوفی ❁ زیاد بن ابی زیاد میسرہ مولی حضرت عبداللہ بن عیاش المعروف بہ ابن ابی ربیعہ قرشی مدنی مخزومی ❁ ابو عبداللہ یا ابو اسامہ زید بن اسلم عدوی مدنی مولی حضرت عمر بن خطابؓ ❁ ابو اسامہ زید بن ابو الیسر جزری ❁ زید بن حارث ❁ ابو حسین زید بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالبؓ مدنی ❁ زید بن ابو ولید ❁ ابو سلیمان زید بن وہب جہنی کوفی

❁ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ قرشی عدوی ❁ سالم بن عجلان افطس اموی ❁ ابو سعید، سعید بن ابو سعید کیسان مقبری مدنی ❁ سعید بن ابو عروبہ ❁ ابو سعید بقال سعید بن مرزبان عیسٰی ❁ سعید بن مسروق ثوری، والد حضرت سفیان ثوری ❁ ابو نصر سعید بن ابو عروبہ مہران یشکری بصری ❁ ابو عبداللہ، سفیان بن سعید بن مسروق ثوری

کوفی ✲ ابو حازم، سلمان مولی عزۃ الشجعیہ اشجعی کوفی ✲ ابو یحیٰ سلمہ بن کہیل بن حصین حضرمی کوفی ✲ ابن شریط سلمہ بن نبیط اشجعی کوفی ابو فراس ✲ سلیمان بن خاقان ✲ ابو اسحاق، سلیمان بن ابو سلیمان شیبانی کوفی ✲ ابو عبداللہ، سلیمان بن ابو مغیرہ عبسی کوفی ✲ ابو محمد اعمش، سلیمان بن مہران اسدی کاہلی ✲ سلیمان بن یسار ہلالی مدنی، مولی حضرت میمونہ، یا حضرت ام سلمہ ✲ سلیم مولی شعبی ✲ ابو مغیرہ، سماک بن حرب بن لوس بن خالد ہذلی بکری کوفی۔

✲ ابو عمار شداد بن عبداللہ قرشی دمشقی ✲ ابو روبہ، شداد بن عبدالرحمٰن قشیری بصری ✲ ابو سعد، شرحبیل بن سعد مدنی خطمی مولی الانصار ✲ شرحبیل بن مسلم بن خالد خولانی شامی ✲ شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی، امیر المؤمنین فی الحدیث، قابل ذکر ہے کہ شعبہ بن حجاج ایسے پہلے محدث ہیں جنھوں نے عراق سے تعلق رکھنے والے رجال حدیث کی تحقیق کی اور حدیث رسول کا دفاع کیا ✲ ابو معاویہ ضریرہ شیبان بن عبدالرحمٰن، نحوی تمیمی بصری نزیل کوفہ، انھیں نحوی قبیلہ ازد کی ایک شاخ "نحو" کی نسبت کیا جاتا ہے ✲ شیبہ بن مساور، یا مسور مکی نزیل بصرہ۔

✲ صالح بن حی، یا صالح بن صالح ✲ صالح بن صالح بن حی، یا صالح بن صالح بن مسلم ہمدانی، کوفی۔ انھیں صالح بن حی اور صالح بن حیان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے ✲ صالح بن ابو اخضر الیابی مولی ہشام بن عبدالملک، نزیل بصرہ ✲ ابو ہاشم، صعت بن بہرام تیمی ہلالی۔ انھیں ابو ہشام کوفی بھی کہا جاتا ہے۔

✲ ابو عبدالرحمٰن طاؤس بن کیسان الیامی حمیری ✲ طریف بن سفیان ✲ ابو سفیان، طریف بن شہاب، یا طریف بن سعد سعدی رشل

٭ طریف بن عبداللہ ٭ طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب، الیامی کوفی ٭ ابوسفیان اسکاف، طلحہ بن نافع واسطی نزیدل مکہ ٭ طلق بن حبیب عنزی بصری۔

٭ ابوبکر، عاصم بن بہدلہ المعروف بہ ابن ابی نجود المقری اسدی کوفی ٭ ابوعبدالرحمٰن عاصم بن سلیمان الاحول بصری ٭ عاصم بن کلیب بن شہاب الجنون جرمی کوفی ٭ ابنِ بہدلہ، عاصم بن ابو نجود ٭ عاصم بن سلیمان احول ٭ عامر بن سمط تمیمی کوفی، ابو کنانہ ٭ ابو عمرو، عامر بن شراحیل شعبی۔ یہی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنے نورِ بصیرت سے امام صاحبؒ کے باطنی جوہر کو دیکھ، امام صاحب کو اشتغال بالعلم کی نصیحت کی تھی ٭ ابو بردہ، عامر بن عبداللہ بن قیس بن ابو موسی اشعریؓ، المعروف بہ ابن رفاعہ بن رافع بن خدیج انصاری زُرَقی، ابورفاعہ مدنی ٭ عبدالاعلیٰ تیمی کوفی ٭ عبداللہ بن ابی حبیبہ مدنی، مولی حضرت زبیر بن عوامؓ ٭ عبدالہ بن حسن بن حضرت حسن بن حضرت علیؓ ہاشمی مدنی ٭ عبداللہ بن حمید بن عبید انصاری اشہلی کوفی ٭ عبداللہ بن خلیفہ عنبری، بصری ٭ عبداللہ بن خلیفہ ہمدانی کوفی ٭ عبداللہ بن داوَد ٭ ابو عبدالرحمٰن، عبداللہ بن دینار مولی حضرت ابن عمرؓ عددی مدنی ٭ ابو خالد، عبداللہ بن رباح انصاری مدنی نزیل بصرہ ٭ عبیداللہ بن زیاد ٭ ابو عباد، عبداللہ بن سعید مقبری لیثی مدنی ٭ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو حسین بن حارث بن عامر بن نوفل مکی نوفلی ٭ ابو قیس، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن مروان اودی ٭ ابو عثمان، عبداللہ بن عثمان بن خثیم قاری مکی ٭ عبداللہ بن علی بن حضرت حسین بن حضرت علی ٭ عبداللہ بن عمر عمری ٭ عبداللہ بن مبارک مروزی مولی بن حنظلہ۔ امام صاحب کے اساتذہ میں ان کا شمار علامہ جعانی اور علامہ

عینی نے کیا ہے ٭ عبد اللہ بن ابو مجالد مولی حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ ٭ عبد اللہ بن نافع مدنی مولی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ٭ عبد اللہ بن ابو نجیح یسار مکی ٭ عبد الرحمٰن بن حزم کوفی ٭ عبد الرحمٰن بن ابو حسین مکی ٭ عبد الرحمٰن بن ابو الزناد ٭ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود مسعودی کوفی ٭ ابو عمرو، عبد الرحمٰن بن عمرو بن ابو عمرو اوزاعی ٭ عبد الرحمٰن بن قاسم بن عبد اللہ بن مسعود ہذلی مسعودی ٭ ابو داؤد، عبد الحر بن ہرمز الاعرج مدنی مولی ربیعہ ٭ ابو عبد اللہ، عبد العزیز بن رُفیع اسدی مکی نزیل کوفہ ٭ عبد العزیز بن ابو روّاد ٭ عبد الکریم بن ابو امیہ بصری ٭ ابو رحیہ المعلم، عبد الکریم بن ابو مخارق بصری نزیل مکہ ٭ عبد الکریم بن معقل ٭ عبد الملک بن ابو بکر بن حفص بن عمر بن سعید ٭ عبد الملک بن ایاس الاعور شیبانی کوفی ٭ عبد الملک بن عمیر بن سوید لخمی کوفی فرسی ٭ ابو زید عامری، عبد الملک بن میسرہ ہلالی کوفی زراد ٭ عبد الملک ٭ ابو حصین، عبید اللہ بن ابو زیاد القداح مکی ٭ ابو القاسم، عبید اللہ بن عمر عمری، بزاز کوفی نزیل دمشق ٭ ابو عبد الکریم، عبیدہ بن معتب ضبی ٭ ابو عمیس، عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن حضرت عبد اللہ بن مسعود ہذلی، مسعودی کوفی ٭ ابو حصین عثمان بن راشد اسدی کوفی ٭ عصمان بن عبد اللہ بن موہب قرشی تیمی الاعرج ٭ عجلان بصری۔ غالبًا یہ عجلان بن عبد اللہ عددی ہیں ٭ عدی بن ثابت انصاری کوفی ٭ عراک بن مالک غفاری کنانی مدنی ٭ ابو محمد، عطاء بن ابی رباح قرشی مکی ٭ ابو محمد، یا ابو سائب بن سائب ثقفی ٭ عطاء بن عبد اللہ بن موہب ٭ ابو محمد، عطاء بن عبد اللہ بن عجلان حنفی بصری القطان ٭ ابو محمد، عطاء بن یسار ہذلی مدنی، مولی حضرت میمونہ ٭ عطاء ٭ ابو روق، عطیہ بن حارث ہمدانی کوفی ٭ ابو الحسن، عطیہ بن سعد بن جُنادہ عوفی جدلی کوفی ٭ عکرمہ

بن عبداللہ مولی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ٭ علقمہ بن زہیر ٭ ابو حارث، علقمہ بن مرثد حضرمی کوفی ٭ ابو علی، یا ابو یعلی، علی بن حسن اراد ٭ ابوالحسن الوداعی، یا ابوالوازع، علی بن اقمر بن عمرو ہمدانی کوفی ٭ علی بن ندیمہ جزری ٭ ابو علی، یا ابوالحسن، علی زراد الصقیل ٭ علی بن عامر ٭ علی بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی ٭ ابو عمارہ، عمار بن عبداللہ بن بشار جہنی کوفی ٭ ابوہانی، عمر بن بشیر ٭ ابوذر، عمر بن ذر بن عبداللہ بن زرارہ ہمدانی مرہبی کوفی ٭ ابو عمرہ عمر بن شراحیل ٭ ابو محمد الاشرم، عمر بن دینار مکی ٭ عمر بن شعیب بن محمد بن حضرت عبداللہ بن ابو العاصؓ ٭ ابو اسحاق، عمرو بن عبداللہ سبیعی کوفی ہمدانی ٭ ابو عبداللہ، عمرو بن مرہ بن عبداللہ بن طارق جملی مرادی کوفی ٭ عمران بن عمیر مسعودی کوفی ٭ ابو یحییٰ، عمیر بن سعید نخعی صہبانی ٭ عون بن ابو جحیفہ وہب السوائی کوفی ٭ ابو عبداللہ، عون بن عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی کوفی ٭ ابو زہیرہ علاء بن زہیر بن عبداللہ ازدی کوفی ٭ عیسیٰ بن عثمان بن عبدالرحمٰن ٭ عیسیٰ بن علی صقلی ٭ عیسیٰ بن ماہان۔

٭ غالب بن ہذیل اودی کوفی ٭ باو عبداللہ، غیلان قاضیٔ کوفہ۔ غالباً یہ غیلان بن جامع محاربی ہیں۔

٭ ابوالحسن، فرات بن ابو عبدالرحمٰن فزاز کوفی ٭ فرات بن ابو فرا بصری ٭ ابو یحییٰ، فراس بن یحییٰ ہمدانی خارفی کوفی المکتب۔

٭ قابوس بن ابو ظبیان جنبی کوفی ٭ ابو عبدالرحمٰن، قاسم بن عبدالرحمٰن بن حضرت عبداللہ بن مسعود مسعودی کوفی ٭ ابو نہیک، قاسم بن محمد اسدی ٭ ابو سہل، قاسم بن محمد ٭ ابو الخطاب، قتادہ بن دعامہ بن عبادہ سدوسی بصری ٭ قزعہ بن یحییٰ بصری ٭ ابو عمرو، قیس

بن مسلم جدَلی کوفی۔

کاف ولام ٭ کدام بن عبدالرحمٰن ٭ ابو حارث، لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن فہمی مصری ٭ ابو بکر، لیث بن ابو سلیمان کوفی ٭ لیث بن ابو سلیم بن زُنیم ٭ لاحق بن عیزار یمانی۔

٭ امام مالک بن انس، امام دار الہجرت ٭ ابو فضالہ، مبارک بن فضالہ بصری ٭ ابو عمرو، مجالد بن سعید بن عمر ہمدانی کوفی ٭ محارب بن دِثار سدوسی کوفی ٭ مخول بن راشد نہدی حناط ٭ مزاحم بن زفر بن حارث ضبی ٭ ابو سلمہ، مسعر بن کدام بن ظہیر ہلالی کوفی ٭ ابو القاسم، مقسم بن بجرہ مولی عبداللہ بن حارث ٭ مقسم ضبی والد مغیرہ بن شعبہ ٭ ابو فردہ نہدی، مسلم بن سالم اصغر کوفی جہنی ٭ ابو عبداللہ بطین، مسلم بن عمران کوفی ٭ ابو عبداللہ، مسلم بن کیسان ضبی، ملائی برادالاعور کوفی ٭ ابو ازہر، معاویہ بن اسحاق بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی ٭ معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی مسعودی کوفی ٭ ابو عبداللہ، مکحول شامی ٭ منذر بن عبداللہ بن منذر بن زبیر بن عوام ٭ منصور بن دینار سہمی ٭ ابو مغیرہ، منصور بن زاذان واسطی ثقفی ٭ ابو عتاب، منصوب بن معتمر بن عبداللہ سلمی کوفی ٭ ابو عطوف، منہال بن جراح۔ اصل نام جراح بن منہال ہے ٭ ابو قدامہ، منہال بن خلیفہ عجلی کوفی ٭ منہال بن عمرو اسدی کوفی ٭ ابو جہنم، موسیٰ بن سالم مولی آل عباس ٭ ابو عیسیٰ، موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی مدنی نزیل کوفہ ٭ ابوالحسن کوفی، موسیٰ بن ابو عائشہ ہمدانہ ٭ موسیٰ بن علقمہ ٭ ابوالصباح موسیٰ بن ابی کثیر انصاری۔ انھیں موسیٰ الکبیر بھی کہا جاتا ہے ٭ ابو عیسیٰ طلحان، موسیٰ بن مسلم کوفی المعروف بہ موسیٰ الصغیر ٭ ابو بحر، میمون بن سیاہ بصری۔

٭ ابو عبد اللہ مالک، ناصح بن عبد اللہ تمیمی محلّمی صاحب سماک بن حرب ٭ ناصح بن عجلان ٭ نافع بن عبد اللہ مولی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ٭ ابو سعید، نافذ مکی مولی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ٭ ابو ہیثم، نافع بن درہم عبدی کوفی ٭ نصیر بن طریف بصری۔

٭ ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص زہری مدنی ٭ ہاشم بن عائذ بن نُصَیب اسدی ٭ ہشام بن عورہ بن زبیر بن عوام اسدی ٭ ہشام بن عمرو فزاری ٭ ہیثم بن حبیب کوفی صیرفی ٭ ابو غسان ہیثم بن حسن۔

٭ واصل بن حیان الاحدب اسدی کوفی ٭ واصل بن سلیمان تیمی کوفی ٭ واقد بن یعقوب کوفی ٭ ابو یعفورہ وقدان الکبیر عبدی کوفی ٭ ولید بن سریع مولی عمرو بن حریث ٭ ولید بن عبد اللہ بن جمیع زہری مکی نزیل کوفہ ٭ ولاد بن ہدرد بن علی مدنی۔

٭ ابو خلف، یاسین بن معاذ الزیات کوفی ٭ یحییٰ بن حارث ٭ ابو جناب، یحییٰ بن ابو حیہ کلبی ٭ ابو سعید، یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو انصاری مدنی ٭ یحییٰ بن عامر بجلی کوفی ٭ ابو حارث، یحییٰ بن عبد اللہ بن حارث کوفی ٭ یحییٰ بن عبد اللہ بن حجیہ اجلح کندی کوفی ٭ یحییٰ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن موہب تیمی مدنی نزیل کوفہ ٭ یحییٰ بن عبید اللہ۔ غالباً یہ یحییٰ بن عبد اللہ ہی ہیں جن کا ابھی نام گذرا ٭ یحییٰ بن عبد الحمید بن مجید ٭ یحییٰ بن عبد اللہ بن معاویہ حجیہ کندی اجلح ٭ یحییٰ بن عمرو بن مسلم ہمدانی کوفی ٭ یحییٰ بن یعمر ٭ یحییٰ بن مہاجر ٭ ابو رؤبہ شداد، یحییٰ بن عبد الرحمٰن ٭ ابو ازہر، یزید بن ابی یزید ضُبَعی بصری المعروف بہ الرِشک ٭ یزید بن خالد ٭ یزید بن ربیعہ ٭ ابو عبد اللہ، یزید بن ابو زیاد کوفی، مولی بنی ہاشم ٭ ابو عثمان، یزید صہیب کوفی المعروف بہ الفقیر ٭ ابو خالد، یزید بن عبد الرحمٰن بن ابو سلمہ دالانی اسدی ٭ ابو داؤد، یزید بن

عبدالرحمٰن بن اسود اودی ❊ یونس بن زہران ❊ ابو بکر، یونس بن عبداللہ بن ابو فروہ عددی مدنی

مصنف لکھتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ہر ایک کے نیز امام صاحبؒ کے جملہ شیوخ اور تلامذہ کے حالات اپنی دوسری کتاب "تسہیل السبیل إلی معرفة الثقات والضعفاء والمجاهیل" میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

پانچواں باب

امام صاحبؒ کے تلامذہ

امام ابو حنیفہؒ سے علم حاصل کرنے والوں کی تعداد ہزاروں سے زیادہ ہے۔ ان لوگوں کا تعلق اسلامی دنیا کے مختلف شہروں سے رہا مثلاً: مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، واسط، موصل، جزیرہ، رملہ، مصر، یمن، یمامہ، بحرین، بغداد، اہواز، کرمان، اصفہان، حلوان، استراباد، ہمدان، نہاوند، ری، دامغان، طبرستان، جرجان، نیساپور، سرخس، نسا، بخارا، سمرقند، مرو، ترمذ، ماوراء النہر، ہرات، قوہستان، خوارزم، سجستان، مدائن، حمص، اور مصیصہ وغیرہ۔

امام صاحب سے علم فقہ حاصل کرنے والوں کی تعداد کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ حافظ ابو محمد حارثی لکھتے ہیں کہ تنہا امام صاحب سے جن لوگوں نے روایت کی ہے ان کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہے جنھوں نے حکم بن عتیبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالح، یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن، امام مالک، ہشام بن عروہ، ابن جریج، امام اوزاعی، ایوب سختیانی، ابن عون، سلیمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابو عروبہ اور معمر بن راشد سے علم حاصل کیا۔ نیز تنِ تنہا امام صاحب کی ذات سے جتنا فائدہ امت کو ہوا اتنا فائدہ باقی تینوں ائمہ مجتہدین: امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے نہیں ہوا۔

ذیل میں امام صاحب کے ممتاز اور نامور تلامذہ میں سے بہت سوں

کے نام درج کیے جارہے ہیں۔ جن کی صراحت حافظ ابو محمد حارثی، قاضی ابوالقاسم بن ابوالعوام، خطیب بغدادی، ابوالمؤید خوارزمی، محمد بن محمد کردری، ابوالحجاج مزی، علامہ عینی اور شیخ قاسم حنفی نے کی ہے۔ جن اسماء کے تلفظ میں غلطی کا امکان ہے ان پر اعراب بھی دیا جارہا ہے۔

بطور تبرک سب سے پہلے ان تلامذہ کے نام نقل کیے جارہے ہیں جن کے شروع میں لفظ محمد ہے۔

✵ محمد بن اَبان بن صالح قرشی اموی کوفی ✵ محمد بن اَبان غنوی ✵ محمد بن ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی ✵ ابو عمرو، محمد بن ابراہیم بن ابو عدی ✵ محمد بن اسحاق بن یسار مطلبی امام اہل مغازی ✵ محمد بن اسماعیل بن بجیر بن عتیق تیمی کوفی ✵ محمد بن اسماعیل فارسی ✵ محمد بن اسماعیل قاد کوفی ✵ ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل بن مسلم مدنی ✵ محمد بن اشعث اسدی شامی ✵ محمد بن بشر عبدی کوفی ✵ محمد بن بشر بن بشیر اسلمی کوفی ✵ محمد بن بکیر قاضیٔ دامغان ✵ ابو عبداللہ محمد بن جابر بن سیار حنفی یمامی ✵ محمد بن حجاج نخعی کوفی ✵ محمد بن حُجر بن عبدالجبار بن وائل بن حُجر کوفی ✵ ابو صباح محمد بن حسان بصری ✵ ابوالحسن محمد بن حسن بن زبالہ مخزومی مدنی ✵ محمد بن حسن بن آتش یمانی صنعانی ✵ محمد بن حسن بن علی بن حسین بن حضرت علیؓ ✵ ابو عبداللہ محمد بن حسن بن فرقد شیبانی ✵ محمد بن حسن بن عمران واسطی ✵ ابو جعفر محمد بن حسن رُؤاسی نحوی ✵ محمد بن حسن بن ابو یزید ہمدانی کوفی ✵ محمد بن حسن مُزنی واسطی ✵ ابو ہاشم محمد بن حفص ✵ محمد بن ابو حکم بن مختار بن ابو عبید ثقفی ✵ ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر کوفی ✵ محمد بن خالد بن محمد وہبی حمصی ✵ محمد بن خطاب سدوسی ✵ ابو عمر محمد ربیعہ کلابی کوفی ✵ محمد بن زائدہ بن شمام تیمی کوفی ✵ ابو ہمام محمد بن زبرقان اہوازی ✵ محمد بن زبید بن مذحج

دمشقی ٭ محمد بن ابو زکریا محمد بن زیاد بن علاقہ ثعلبی کوفی ٭ محمد بن زیاد بن عمرو جعفی کوفی ٭ محمد زیاد کوفی (۱) ٭ محمد بن زیاد عنزی ٭ محمد بن زید بن علی بن حضرت حسین بن حضرت علیؓ ٭ محمد بن زید بن مذحج زبیدی ٭ محمد بن سابق تیمی کوفی ٭ محمد بن سالم بن افلح انصاری کوفی ٭ محمد بن سعید ٭ محمد بن سلمہ بن عبداللہ باہلی ٭ ابو جعفر محمد بن سلام بن فرج بیکندی ٭ محمد بن سلیمان ٭ محمد بن سوار بن مصعب کوفی ٭ محمد بن سوار کلبی ٭ محمد بن سوید طائی کوفی ٭ محمد بن سوید کلبی ٭ محمد بن شجاع بن نبہان نبہانی مروزی ٭ محمد بن صبیح بن سماک ٭ ابو جعفر محمد بن صلت بن حجاج اسدی کوفی ٭ محمد بن طفیل بن مالک نخعی ٭ محمد بن ابو طالب سدوسی کوفی ٭ محمد بن طلحہ بن مصرف کوفی ٭ ابو عباد محمد بن عباد ہنائی بصری ٭ محمد بن عبداللہ بن خارجہ بن نافع انصاری صیرفی کوفی ٭ ابو احمد محمد بن عبداللہ بن زبیر بن عمر بن درہم اسدی زبیری ٭ ابو عمرو محمد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن میسرہ قرشی مخزومی کوفی ٭ قاضی ابو عبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ انصاری کوفی ٭ محمد بن عبدالرحمٰن قشیری کوفی ٭ محمد بن عبداللہ بن ابو سلیمان عزرمی کوفی ٭ محمد بن عبید بن ابو امیہ طنافسی کوفی الاحدب ٭ محمد بن عذافر صیرفی کوفی ٭ محمد بن علی بن ربیع سلمی کوفی ٭ محمد بن عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ ضبی کوفی ٭ محمد بن عمر واقدی ٭ محمد بن عمیر بن ابو غریف ٭ محمد بن عیاش اسدی کوفی ٭ محمد بن فرات کوفی ٭ محمد بن فضل بن عطیہ بن عمر عبدی ٭ ابو عبدالرحمٰن محمد بن فضیل بن غزوان کوفی ٭ محمد بن قاسم بخاری ٭ محمد بن قاسم ثقفی ٭ محمد بن مختار مروزی ٭ محمد بن مروان بن عبداللہ بن

۱۔ واضح ہو کہ یہ محمد بن زیاد اور مذکورہ بالا محمد زیاد جعفی دونوں الگ الگ حضرات ہیں نام کی یکسانیت سے ایک ہونے کا شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

اسماعیل سُدّی ✲ ابو وہب محمد بن مزاحم عامری مروزی ✲ محمد بن مزاحم بن مجاہد مروزی (۱) ✲ محمد بن مسروق کندی قاضیٔ مصر ✲ ابو جعفر محمد بن منذر یربوعی ✲ ابو سعد محمد بن مُیَسّر جعفی ✲ محمد بن میمون سکّری ✲ محمد بن میمون زعفرانی کوفی ✲ محمد بن ہیثم نخعی کوفی ✲ محمد بن واصل تمیمی کوفی ✲ محمد بن یزید انصاری ✲ محمد بن یزید گلائی ✲ ابو لیلیٰ محمد بن یعلی سلمی الملقب بہ زنبور۔

✲ اَبان بن ارقم عنزی کوفی ✲ اَبان بن تغلِب کوفی ✲ اَبان بن صالح بن عمیر بن عبید قرشی ✲ اَبان بن عبداللہ بن ابو حازم بجلی کوفی ✲ اَبان بن عثمان بن یحییٰ بن زکریا لولوی بجلی بصری ثم کوفی ✲ اَبان بن ابو عیاش عبدی بصری ✲ ابراہیم بن ادھم عجلی ✲ ابراہیم بن ایوب طبری ✲ ابراہیم بن بکر بن خُنیس کوفی ✲ ابراہیم بن جراح بن صبیح ✲ ابراہیم بن زِبرقان تمیمی کوفی ✲ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ✲ ابراہیم بن سعید ✲ ابراہیم بن سماعہ ضبّی کوفی ✲ ابراہیم بن طہمان خراسانی ✲ ابراہیم بن عبدالرحمٰن خوارزمی ✲ ابراہیم بن عِکرمہ مکی ✲ ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ بن حصین ✲ ابراہیم بن محمد بن مالک ہمدانی ✲ ابراہیم بن محمد ثقفی کوفی ✲ ابراہیم بن مختار تمیمی ✲ ابراہیم بن مغیرہ مروزی ✲ ابراہیم بن میمون الصائغ مروزی ✲ ابراہیم بن میمون کوفی ✲ ابراہیم بن نعیم قطانی کوفی ✲ ابو عمر ابراہیم بصری ✲ ابیض بن ازہر بن صباح تمیمی مِنقری ✲ ابیض بن اغر تمیمی منقری کوفی ✲ ابیض بن عروہ بن مغیرہ بن شعبہ ✲ احمد بن اسد بن عمر بجلی کوفی ✲ احمد بن بشر ✲ احمد بن بشیر قرشی عمری کوفی ✲ احمد بن ابو طیبہ عیسیٰ بن سلیمان بن دینار دارمی جرجانی ✲ احمد بن نصر عتکی ✲

۱۔ [illegible]

احوص بن حکیم بن عمیر عنسی ہمدانی حمصی ٭ اخضر بن حکیم ٭ ادریس بن صباح ٭ ازرق حنظلی رازی ٭ ازہر بن سعید ضبی بصری ٭ ازہر بن کیسان مروزی ٭ ازہر اشعری ٭ اسباط بن محمد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن میسرہ قرشی ٭ اسحاق بن ابراہیم حنظلی قاضیٔ سمرقند ٭ اسحاق بن بشر بن محمد بن عبداللہ بن سالم بجلی ٭ اسحاق بن ابو جعد ٭ اسحاق بن حاجب بن ثابت ٭ اسحاق بن خالد مولی حریث ٭ اسحاق بن دینار ٭ اسحاق بن سلیمان رازی کوفی ٭ اسحاق بن سلیمان بن فیروز کوفی ٭ اسحاق بن سلیمان خراسانی ٭ اسحاق بن سلیمان بن عبداللہ عبدی کوفی ٭ اسحاق بن مالک حضرمی شامی ٭ اسحاق بن مالک ہمدانی کوفی ٭ اسحاق بن مجاہد حنظلی بخاری ٭ اسحاق بن یوسف مخزومی المعروف بہ ازرق ٭ اسد بن سعید نخعی کوفی ٭ قاضی ابو المنذر اسد بن عمرو بجلی ٭ اسرائیل بن زیاد ترمذی ٭ اسرائیل بن یونس بن ابو اسحاق سبیعی ٭ اسماعیل بن ابان وراق ازدی ٭ اسماعیل بن ابراہیم بن میمون مروزی ٭ اسماعیل بن حماد بن ابو سلیمان اشعری ٭ اسماعیل بن خالد ٭ اسماعیل بن ابو خالد ٭ اسماعیل بن زیاد کوفی قاضیٔ موصل ٭ اسماعیل بن زیاد ترمذی ٭ اسماعیل بن شعیب سمان کوفی ٭ اسماعیل بن عبدالکریم بن معقل بن منبہ ٭ اسماعیل بن عبدالملک بن ابو صُفیر ٭ اسماعیل بن عمرو واسطی ٭ اسماعیل بن عیاش بن سلیم عنسی حمصی ٭ اسماعیل بن ملحان ٭ اسماعیل بن مجید بن سعید ٭ اسماعیل بن مجالد کوفی ٭ اسماعیل بن مسلم بن یسار یشکری ٭ اسماعیل بن موسیٰ فزاری ٭ اسماعیل بن موسیٰ بن ملحان ٭ اسماعیل بن نصیر کوفی ٭ اسماعیل بن یحییٰ حجازی ٭ اسماعیل بن یحییٰ صیرفی ٭ اسماعیل بن یحییٰ بن عبداللہ قرشی مدنی ٭ اسماعیل بن یحییٰ بن عبداللہ بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حضرت ابو بکر صدیقؓ ٭ اسماعیل بن یحییٰ

مقری ❊ اسماعیل بن یحییٰ محاربی ❊ اسماعیل بن یوسف بن محمد ازرق واسطی ❊ اسماعیل بن یوسف اشجعی کوفی ❊ اسماعیل قِسائی ❊ اسماعیل بیاع سابری ❊ اسود بن عمر کلابی کوفی ❊ اُسید بن اُسید بن شبرمہ حارثی کوفی ❊ اُسید کوفی ❊ اشعث بن اسحاق رازی ❊ ابوہشام اصرم بن حوشب قاضیؔ ہمدان ❊ اکثم بن محمد بن قطن مروزی ❊ ایاس بن عبداللہ سجستانی ❊ ایوب بن ابراہیم ❊ ایوب بن جابر بن سنار تیمی کوفی ❊ ایوب بن سوید رملی حمیری ❊ ایوب بن شعیب قزاز کوفی ❊ ایوب بن عبداللہ قصاب کوفی ❊ ایوب بن ابو تیمیہ کیسان سختیانی بصری ❊ ایوب بن نعمان انصاری کوفی ❊ ایوب بن ہانی بن ایوب جعفی کوفی۔

❊ بُدَیل بن ورقاء اِیامی ❊ بحر بن سعید اہوازی ❊ بحر بن کنیز بصری ❊ بسام بن عبداللہ صیرفی اسدی کوفی ❊ بشار مولی ابو جعفر منصور ❊ بشار بن دارع کوفی ❊ بشار بن قیراط نیشاپوری ❊ بشر بن ابو ازہر نیشاپوری(۱) ❊ بشر بن حسن بن علوان کلبی ❊ بشر بن حکم بن حبیب عبدی نیشاپوری ❊ بشر بن دارع ❊ بشر بن مسلم بن میتب بجلی ❊ بشر بن مفضل بن لاحق رَقاشی بصری ❊ بشر بن یزید سکری کوفی ❊ بشر بن یزید بن ازہر نیشاپوری ❊ بشر بن یسار احمری کوفی ❊ بشیر بن زیاد خراسانی قاضیؔ جندی سابور ❊ بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی ❊ بکار بن قیراط ❊ بکر بن خنیس کوفی ❊ بجیر بن جعفر جرجانی ❊ بجیر بن حفص جرجانی ❊ بکیر بن معروف کومسی ❊ بلال بن ابو بلال مرداس فزاری (۲) ❊ بیان بن حمران مدائنی۔

❊ تلید بن سلیمان محاربی کوفی ❊ تمتام، یحییٰ بن قاسم ❊ توبہ بن

۱۔ بشر بن ازہر کے سلسلے میں اختلاف ہے کہ انھوں نے امام صاحبؒ سے روایت کی ہے یا نہیں۔
۲۔ یہ امام صاحب کے شیخ بھی ہیں اور انھوں نے امام صاحب سے روایت بھی کی ہے

خلیل خیاط کوفی ٭ توبہ بن سعد مروزی۔

٭ ثعلبہ بن سہیل طہوی کوفی

٭ جابر بن نوح حمانی کوفی ٭ جارود بن یزید عامری نیشاپوری ٭
جراح بن سعید تمیمی قہستانی ٭ جریج بن معاویہ کوفی ٭ جریر بن حازم بن
زید بن عبد اللہ ازدی بصری ٭ جریر بن عبد الحمید بن قرط ضبی کوفی
قاضی رے ٭ جعفر بن زیاد احمر کوفی ٭ جعفر بن سلیمان ضبعی بصری ٭
جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث مخزومی ٭ جعفر بن محمد بن
بشیر بن جریر بن عبد اللہ بجلی کوفی ٭ جعفر بن محمد بن علی بن حضرت
حسین بن حضرت علیؓ المعروف بہ جعفر صادق ٭ جناب بن نسطاس ٭
جلبی عزرمی ٭ جنادہ بن سلم کوفی ٭ جندل بن والق تغلبی کوفی۔

٭ حاتم بن اسماعیل کوفی ٭ حاتم بن سہل ٭ حارث بن عبد الرحمٰن
غنوی ٭ حارث بن عمیر بصری ٭ حارث بن مسلم رازی ٭ حارث بن
منصور واسطی ٭ حارث بن نبہان جرمی بصری ٭ حامد بن اسحاق العابد ٭
حبان بن ابراہیم کرمانی ٭ حبان بن سوید بن حلیم صیرفی ٭ حبان بن علی
عنزی کوفی ٭ حجر بن عبد الجبار بن وائل حضرمی ٭ حجر بن یزید ٭ حدیج
بن معاویہ بن حدیج ٭ حسان بن ابراہیم کرمانی ٭ حسن بن اسماعیل بن
رشید ٭ حسن بن ثابت ثعلبی کوفی ٭ حسن بن حسن بن حکم نخعی کوفی ٭
حسن بن حسن بن عطیہ عوفی ٭ حسن بن ابو الحسن بصری ٭ حسن بن
حسین بن زید بن علی ہاشمی مدنی ٭

حسن بن رشید ٭ حسن بن زیاد لولوی کوفی ٭ حسن بن زید بن حسن بن
علی ہاشمی مدنی ٭ حسن بن سلیمان بلخی ٭ حسن بن شراحیل ٭ حسن بن
صالح بن حی ہمدانی کوفی ٭ حسن بن علوان بن قدامہ کلبی کوفی ٭ حسن
بن عمارہ بجلی قاضی بغداد ٭ حسن بن عیاش بن سالم اسدی کوفی ٭ حسن

بن فرات بن عبدالرحمٰن تمیمی قزاز ٭ حسن بن محمد لیثی بلخی ٭ حسن بن مسیب ٭ حسن بن واقد مروزی ٭ حسن بن یزید بن علی ہاشمی خوارزمی ٭ حسن بن یوسف ٭ حسین بن حسن بن عطیہ عوفی کوفی ٭ حسین بن رشید مروزی ٭ حسین بن سلیمان بلخی ٭ حسین بن علی جعفی کوفی ٭ حسین بن واقد مروزی ٭ حسین بن ولید قرشی نیشاپوری ٭ حسین بن مخارق بن عبدالرحمٰن بن ورقاء بن حُبشی سلولی کوفی ٭

حفص بن حمزہ قرشی کوفی ٭ حفص بن سلم فزاری سمرقندی ٭ حفص بن سلیمان رازی ٭ حفص بن عبدالرحمٰن بلخی قاضی نیشاپور ٭ حفص بن عیسیٰ کوفی ٭ حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ نخعی کوفی ٭ حفص بن میسرہ صنعانی ٭ حکّام بن سلم رازی ٭ حکم بن ظُہَیر فزاری کوفی ٭ حکم بن عبداللہ بلخی ٭ حکم بن قاسم کوفی ٭ حکم بن ہشام ثقفی کوفی ٭ حکیم بن زید مروزی ٭ حکیم بن قاسم کوفی ٭ حکیم بن منصور واسطی ٭

حماد بن اسامہ کوفی ٭ حماد، صاحبزادہ امام ابو حنیفہؒ ٭ حماد بن جابر خیاط کوفی ٭ حماد بن خالد خیاط قرشی بصری ٭ حماد بن دُلیل مدائنی قاضیَ مدائن ٭ حماد بن زید بن درہم ازدی جُہنی ٭ حماد بن ابو سلیمان (۱) ٭ حماد بن سلمہ بن دینار بصری ٭ حماد بن شعیب کوفی ٭ حماد بن عمرو بصری ٭ حماد بن عمرو نصیبی ٭ حماد بن عیسیٰ جُہنی بصری ٭ حماد بن قیراط نیشاپوری ٭ حماد بن مسعدہ تمیمی بصری ٭ حماد بن ولید ازدی کوفی ٭ حماد بن یحییٰ سلمی بصری ٭ حمزہ بن حارث بن عمیر عدوی بصری ٭ حمزہ بن حبیب زیات القاری تیمی کوفی ٭ حمزہ بن ربیعہ رملی ٭ حمید بن عبدالرحمٰن کوفی ٭ حنان بن سدیر صیرفی ٭ حنظلہ بن ابو سفیان بن عبدالرحمٰن بن صفوان بن امیہ مکی ٭ حیّان بن سلیمان

۱۔ یہ امام صاحب کے شیوخ میں بھی ہیں۔

٭ خارجہ بن عبداللہ بن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ٭ خارجہ بن مصعب بن خارجہ ضبّی خراسانی سرخسی ٭ خازم بن اسحاق بن مجاہد حنظلی نحوی ٭ خازم بن عبداللہ بن خزیمہ سدوسی ٭ خاقان بن حجاج کوفی ٭ خالد بن خِداش ٭ خالد بن سلیمان بلخی ٭ خالد بن سلیمان انصاری ٭ خالد بن صبیح مروزی ٭ خالد بن عامر بن عداس اسدی کوفی ٭ خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید واسطی طحان ٭ خالد بن عبدالرحمٰن بن بکیر سلمی بصری ٭ خداش بن حوشب کوفی ٭ خلف بن ایوب عامری بلخی بجلی ٭ خلف بن خلیفہ بن صاعد اشجعی ٭ خلف بن یٰسین بن معاذ زیات کوفی ٭ خلاد بن یحییٰ مقری کوفی ٭ خلاد بن یحییٰ بن صفوان سلمی کوفی ٭ خلاد بن یزید کوفی ٭ خویل بن عبداللہ صفار ابو مسلم کوفی ٭ خلَید بن حسان بخاری

٭ داؤد بن بہرام ٭ داؤد بن جراح ٭ داؤد بن راشد واسطی ٭ داؤد بن رُشَید ہاشمی خوارزمی ٭ داؤد بن زِبرقان رقاشی بصری ٭ داؤد بن عبدالرحمٰن عطار مکی ٭ داؤد بن محبّر ثقفی بصری ٭ داؤد بن نُصَیر طائی کوفی ٭ داؤد بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن

٭ ذوّاد بن علبہ حارثی کوفی

٭ راہب کیشی ٭ رباح بن یزید قرشی ٭ ربیع بن عاصم فزاری کوفی ٭ ربیع بن یونس حاجب خلیفہ منصور عباسی ٭ ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن مدنی (۱) ٭ رزین جرجانی ٭ رُشَید ہاشمی ٭ رقبہ بن مصقلہ عبدی کوفی ٭ رُکین بن ربیع بن عمیلہ فزاری کوفی ٭ روّاد بن جراح ٭ روح بن عبادہ بن علاء بن حسان قیسی بصری

٭ زافر بن سلیمان اَیادی ٭ زائدہ بن قدامہ ثقفی کوفی ٭ زبیر بن

۱۔ یہ امام صاحب کے شیخ بھی ہیں

سعید بن داؤد ٭ زبیر بن سعید بن سلیمان بن سعید بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب ہاشمی مدنی ٭ امام زُفر بن ہذیل عنبری ٭ زکریا بن ابوزائدہ خالد کوفی ٭ زکریا بن ابوعتیک کوفی ٭ زکریا بن عدی بن صلت تیمی کوفی ٭ زکریا بن یحییٰ کوفی ٭ زہیر بن معاویہ بن حُدَیج جعفی کوفی ٭ زہیر بن ابوہند ٭ زیاد بن حسن بن فرات قزاز تمیمی کوفی ٭ زیاد بن عبداللہ بن طفیل عامری بکائی ٭ زید بن حباب کوفی ٭ زید بن حسن قرشی کوفی

٭ سابق بربری الزاہد ٭ سابق بن عبداللہ الرقی ٭ سالم بن محمد الیامی ٭ سالم بن نوح بن ابوعطا بصری ٭ سِباع بن علاء بن عبداللہ سعدی کوفی ٭ سعدان بن سعید بلخی ٭ سعدان بن یحییٰ لخمی ٭ سعد بن سعید جرجانی ٭ سعید بن صلت قاضیٔ شیراز ٭ سعید بن اوس بن ایوب انصاری ٭ سعید بن ابوجہم لخمی کوفی ٭ سعید بن حکم بن ابونمر مصری ٭ سعید بن حکیم عبسی کوفی ٭ سعید بن خثیم کوفی ٭ سعید بن خمیس تمیمی ٭ سعید بن سالم القداح مکی ٭ سعید بن سنان بُرجُمی ٭ سعید بن سوید کوفی ٭ سعید بن سلام عطار ٭ سعید بن صلت بجلی قاضی فارس ٭ سعید بن عامر ضبعی ٭ سعید بن عبدالعزیز تنوخی دمشقی ٭ سعید بن عمران سکونی کوفی ٭ سعید بن عامر ضبعی بصری ٭ سعید بن عمرو بن ابونصر سکونی کوفی ٭ سعید بن محمد ثقفی ٭ سعید بن مسروق کندی کوفی ٭ سعید بن موسیٰ بن وردان ٭ سعید بن یحییٰ حمیری واسطی ٭ سفیان بن زیاد بغدادی ٭ سفیان بن عمرو بن زکریا حضرمی ٭ سلمہ بن صالح واسطی ٭ سلام بن سلیم حنفی ٭ سلیمان بن ابوشیخ واسطی ٭ سلیمان بن عمرو بن عبداللہ نخعی ٭ سلیم بن عیسیٰ کوفی ٭ سہیل بصری ٭ سوار بن مصعب ہمدانی کوفی ٭ سیف بن عمر تیمی ٭ سیف بن محمد ثوری۔

٭ شبابہ بن سوار مدائنی ٭ شجاع بن ولید بن قیس کوفی ٭ شعبہ

بن حجاج عتکی بصری ❊ شعیب بن حرب مدائنی ❊ شیبہ بن عبدالرحمٰن بن اسحاق قرشی کوفی۔

❊ صالح بن بیان ساحلی قاضیِ سیراف ❊ صالح بن عمرو واسطی ❊ صباح بن محارب تمیمی کوفی ❊ صباح بن یحییٰ مزنی کوفی ❊ صفیہ زوجہ حفص بن عبدالرحمٰن ❊ صلت بن بہرام تمیمی ❊ صلت بن حجاج اسدی کوفی ❊ صلت بن العلاء۔

❊ ضحاک بن حمرہ ❊ ضحاک بن مخلد شیبانی ❊ ضحاک بن مسافر ❊ ضمرہ بن حبیب بن صہیب زبیدی ❊ ضمرہ بن ربیعہ رملی۔

❊ طریف بن عیسیٰ جزری ❊ طریف بن ناصح ❊ طلحہ بن ایاس بغدادی ❊ طلحہ بن زید الرقی ❊ طلحہ بن سنان بن حارث ❊ طلق بن غنان نخعی کوفی ❊ طلاب بن حوشب شیبانی کوفی۔

❊ عاصم بن عبداللہ اسدی ❊ عاصم بن مرزوق واسطی ❊ عاصم بن ابو نجود ❊ عامر بن فرات نسائی ❊ عباد بن صہیب بصری ❊ عباد بن کثیر ثقفی بصری ❊ عبداللہ بن اجلح کوفی ❊ عبداللہ بن اسید اخنسی ❊ عبداللہ بن بکر سہمی ❊ عبداللہ بن داؤد بن ثمامہ ہمدانی ❊ عبداللہ بن زیاد کوفی ❊ عبداللہ بن سوار عنبری ❊ عبداللہ بن شبرمہ ❊ عبداللہ بن علی بن مہران کوفی ❊ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عمر بن عاصم بن حضرت عمرؓ ❊ عبداللہ بن مغیرہ بغدادی ❊ عبداللہ بن نمیر ہمدانی ❊ عبداللہ بن واقد ہروی ❊ عبداللہ بن یوسف خوارزمی ❊ عبدربہ بن نافع کنانی ❊ عبدالرحمٰن بن عبداللہ یشکری نسائی ❊ عبدالرحمٰن بن مہدی بن حسان عنبری ❊ عبدالسلام بن حرب نہدی ❊ عبدالعزیز بن ابوسلمہ الماجشون ❊ عبدالعزیز نہاوندی ❊ عبدالملک بن ابو سلیمان کوفی ❊ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان عنبری بصری ❊ عبیداللہ بن حمید حمیری

بصری ٭ عبید اللہ بن محمد بن عائشہ ٭ عبید اللہ الخوارزمی ٭ عبیدہ بن سعید بن ابان بن سعید بن عاص قرشی اموی ٭ عثمان بن یزید بن عجلان بلخی ٭ علی بن جعد بن عبید بغدادی ٭ علی بن عباس بن محمد بن حجر کوفی ٭ علی بن مجاہد بن مسلم کابلی ٭ علی بن یزید بن سلیم صدائی ٭ عمار بن حبیب بن حسان بن ابواشرس کوفی ٭ عمارہ سرخسی ٭ عمر بن ایوب بن موصلی ٭ عمر بن سعد بن سعید کوفی ٭ عمرو بن حماد بن طلحہ القناد ٭ عمر بن دینار مکی ٭ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن حضرت عمرو بن عاص ؓ ٭ عبسہ بن ازہر شیبانی قاضیَ جرجان ٭ عیسیٰ بن موسیٰ تیمی بخاری المعروف بہ غنجار ٭ عیسیٰ بن یونس بن ابواسحاق سبیعی کوفی۔

٭ غسان بن غیلان اسدی کوفی ٭ غوث بن مبارک عبدی کوفی ٭ غُورک بن خضرم سعدی ٭ غیاث بن ابراہیم نخعی ٭ غیاث بن ابراہیم تیمی کوفی۔

٭ فرج بن بیان ٭ فرج بن حسان بن موسیٰ بن بہلول ٭ فرج بن فضالہ تنوخی شامی ٭ فضل بن دکین ٭ فضل بن سوید مروزی ٭ فضل بن موسی سینانی ٭ فضیل بن عیاض تمیمی ٭ فضیل بن غزوان ٭ فیروز بن کعب مروزی ٭ فیض بن محمد الرقی۔

٭ قاسم بن حکم بن کثیر عرَنی قاضیَ ہمدان ٭ قاسم بن معن کوفی ٭ قتادہ بن دعامہ (۱) ٭ قیس بن ربیع اسدی کوفی۔

٭ کثیر بن اسماعیل کوفی ٭ کثیر بن محمد عبد اللہ بجلی ٭ کثیر بن ہشام کلابی ٭ کنانہ بن جبلہ ہروی۔

٭ لبیب بن عبد الرحمٰن ہمدانی کوفی ٭ لیث بن ابو سلیم ٭ لیث بن سعد بن عبد الرحمٰن فہمی ٭ لیث بن نصر۔

۱۔ یہ امام صاحب کے شیخ بھی ہیں

٭ مالک بن ابان بجلی کوفی ٭ مالک بن اسماعیل نہدی کوفی ٭ امام مالک بن انس ٭ مالک بن سلیمان ہروی ٭ مجاہد بن عمرو قاضی ماوراء النہر ٭ مخلد بن عمرو بخاری ٭ مرزبان بن مسروق کوفی ٭ مزاحم بن عوام بصری ٭ مساور بن وردان الوراق کوفی ٭ مسعر بن کدام کوفی ٭ مسیب بن شریک تمیمی کوفی ٭ معاویہ بن عبیداللہ بن میسرہ صاعدی ٭ معمر بن راشد ازدی ٭ مقاتل بن حیان بلخی ٭ مندل بن علی عنزی کوفی ٭ نضر بن شمیل مازنی ٭ نعمان بن عبدالسلام کوفی قاضی اصفہان ٭ موسیٰ بن طارق یمامی ٭ موسیٰ بن یزید کندی کوفی ٭ میمون بن سیاہ۔

٭ نافع بن عبدالرحمٰن بن ابو نعیم مدنی ٭ نصر بن حاجب قرشی مروزی ٭ نصر بن طریف ٭ نوح بن ابو مریم۔

٭ ہارون بن عمران انصاری موصلی ٭ ہارون بن مغیرہ بن حکیم بجلی ٭ ہشام بن مہران ٭ ہشیم بن ہلال شیبانی کوفی ٭ ہیثم بن عدی طائی

٭ واصل بن عبدالاعلیٰ بن ہلال اسدی ٭ واصل بن ربیع کوفی ٭ وکیع بن جراح ٭ ولید بن حماد ٭ ولید بن عروہ بن مغیرہ بن شعبہ ٭ وہب بن جریر بن حازم ازدی بصری۔

٭ یٰسین بن معاذ زیات کوفی ٭ یحییٰ بن اسحاق واسطی کوفی ٭ یحییٰ بن زکریا بن ابو زائدہ ہمدانی ٭ یحییٰ بن قاسم تمتام ٭ یحییٰ بن کثیر بن درہم عنبری ٭ یزید بن کمیت بن ابو جعد ٭ امام ابو یوسف ٭ یعلی بن حارث بن حرب محاربی کوفی ٭ یوسف بن میمون ٭ یونس بن ابو اسحاق سبیعی ٭ یونس بن بکیر بن واصل شیبانی ٭ یونس بن صبیح سمرقندی ٭ یونس بن نافع مروزی ٭ یونس بن یزید ایلی۔

چھٹا باب

امام صاحبؒ کی نشوونما اور طالب علمی

امام صاحب کی ولادت سے متعلق صحیح بات یہی ہے کہ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے اس وقت وہاں حضرات صحابہؓ کی ایک جماعت موجود تھی آپ کی پرورش بھی کوفہ ہی میں ہوئی، لیکن ابتدائی دور میں علم دین کی جانب رغبت دلانے والا کوئی نہیں ملا اس لئے ایک عرصے کے بعد طلب علم میں مشغول ہوئے۔ حضرات صحابہؓ میں جن لوگوں سے احادیث کا سماع ممکن تھا، ان کی طرف کسی نے متوجہ نہیں کیا اور آپ تجارت میں مشغول ہو گئے بعد میں اللہ تعالیٰ نے امام شعبیؒ سے یہ کام لیا انہوں نے آپ کو علم دین طلب کرنے کی طرف متوجہ کیا کہ انہوں نے اپنی فراست ایمانی سے امام صاحب میں طبعی شرافت محسوس کر لی تھی چنانچہ امام صاحب ادھر متوجہ ہوئے اور اپنے ہمعصروں پر فوقیت لے گئے۔

آپ کوفہ ہی میں مقیم رہے، یہاں تک کہ امیر کوفہ یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے آپ کو کوفہ کا قاضی بننے کا حکم دیا آپ نے انکار کیا اس نے کوڑے لگوائے، مگر امام صاحب انکار ہی کرتے رہے بالآخر اس نے چھوڑ دیا۔ پھر کوفہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے اور خلافتِ بنی امیہ کے خاتمے تک یہیں مقیم رہے۔

خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے آپ کا بڑا اکرام کیا آخری عمر میں

اس نے بھی قاضی بنانا چاہا مگر امام صاحب نے انکار فرمادیا اس پر اس نے بھی کوڑے لگوائے اور قید کر دیا، مگر امام صاحب اپنی بات پر جمے رہے اور تقریباً ۴۰ دن جیل میں رہ کر دار بقا کا سفر کیا۔

امام شعبیؒ کا واقعہ

ابو محمد حارثی بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں امام شعبیؒ کے پاس سے گذرا، وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے بلایا اور فرمایا کس کے پاس آنا جانا ہے؟ میں نے کہا فلاں کے پاس انہوں نے فرمایا میں بازار کی بات نہیں کرتا، علماء کی بابت پوچھتا ہوں۔ عرض کیا علماء کے پاس کم آتا جاتا ہوں۔ فرمایا ایسا مت کرو، علم اور علماء کی صحبت کی طرف توجہ کرو میں تمہارے اندر ہونہاری محسوس کر رہا ہوں ان کی یہ بات میرے دل میں اثر کر گئی اور میں نے بازار جانا بند کر دیا اور پڑھنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات سے مجھ کو نفع بخشا۔

امام صاحبؒ کے ایک شاگرد قبیصہ بن عقبہ بن محمد بن سفیان سوائی کوفی فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ ابتداءً اہل باطل سے مناظرہ اور مجادلہ کرتے تھے اس فن میں خوب مشہور ہوئے بعد میں اس کام کو چھوڑ کر فقہ اور حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بھی امام ہو گئے۔

علم فقہ سے اشتغال اور اس کا پس منظر

قاضی ابوالقاسم بن کاس اور خطیب بغدادی نے آپ کے شاگرد امام زفر بن ہذیل اور ابو محمد حارثی نے قبیصہ سے روایت کی ہے کہ امام صاحب نے فرمایا میں علم کلام کی طرف متوجہ تھا۔ اس فن میں اس مرتبہ کو پہنچا کہ میری طرف اشارے ہونے لگے مجھے فن مناظرہ میں

وہی مہارت تھی اسی میں ایک زمانہ گذر گیا اسی کی ادھیڑ بن میں رہتا تھا، اسی کے تعلق سے بحث کرتا تھا اور اسی کے اعتراض کو دفع کرتا تھا۔ اس فن کے لوگ بصرہ میں بہت تھے میں بیس سے زیادہ مرتبہ وہاں گیا اور سال سال بھر وہاں ٹھہرا "اباضیہ" اور "صفریہ" طبقاتِ خوارج سے بحثیں ہوتی تھیں "حشویہ" وغیرہ سے بھی پالا پڑتا تھا میں علم کلام کو ارفع اور افضل علوم کہا کرتا تھا کہ علمِ کلام اصل دین ہے مگر ایک زمانہ گذر جانے کے بعد میں نے غور کیا کہ کیا اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ تابعین کے پاس وہ باتیں تھیں جن کا ہم تذکرہ کرتے ہیں؟ حالانکہ وہ لوگ ہم سب سے زیادہ قادر، صاحبِ علم اور حقائق ومعارف سے واقف کار تھے پھر بھی وہ لوگ بحث ومباحثہ میں نہ الجھے بلکہ وہ خود بھی اس سے کنارہ کش رہے اور دوسروں کو بھی منع فرمایا میں نے دیکھا کہ ان کا غور وفکر شریعت کے احکام اور ابوابِ فقہ میں ہے ان کی بحث اسی میں دیکھی، ان کی مجلسیں اسی کے لئے منعقد ہوتیں اور اسی پر ختم ہوتیں۔ وہ لوگوں کو یہی سکھاتے رہے اور اسی کو سیکھنے کی تلقین کرتے رہے اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام کو اچھا سمجھتے اور اسی سے اعتناء کرتے ہیں، ان کے اخلاق متقدمین جیسے نہیں ہیں میں اسی ادھیڑ بن میں ایک عرصے تک رہا۔

ہماری بیٹھک حماد بن ابو سلیمان کی مجلس سے قریب ہی تھی ایک دن ایک عورت آئی اور کہنے لگی ایک آدمی کی بیوی ہے، وہ اسے طلاقِ سنت دینا چاہتا ہے تو کس طرح کرے؟ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دوں؟ بہت شرمندہ ہوا۔ میں نے اس سے کہا حماد بن ابی سلیمان سے معلوم کرلو اور جواب مجھے بھی بتلادو۔ وہ گئی اور ان سے مسئلہ معلوم کیا انہوں نے جواب دیا کہ جب وہ عورت حیض اور جماع سے پاک ہو تو،

ایک طلاق دے۔ پھر اس کو اسی طرح رہنے دے، یہاں تک کہ دو حیض آجائیں جب پاک ہو کر غسل کر لے تو پھر اس کی عدت ختم ہو گئی(۱) اب دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے عورت نے آکر مجھے بتلایا۔ تب میں نے فیصلہ کیا کہ علم کلام کی ضرورت نہیں اسی وقت اپنے جوتے اٹھائے اور حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ میں آبیٹھا۔ میں ان کے بیان کردہ مسئلہ کو سنتا اور یاد کر لیتا وہ اگلے دن پھر اس کو دہراتے تھے مجھے یاد رہتا جب کہ دوسرے شاگرد غلطی کرتے اس پر انہوں نے حکم دیا کہ میرے سامنے ابو حنیفہ کے علاوہ کوئی نہ بیٹھے۔ بیس سال تک میں ان کی خدمت میں رہا اس کے بعد جی میں آیا کہ اب الگ اپنا حلقہ قائم کروں اس ارادہ سے مسجد میں آیا لیکن پھر قلب نے اس کو اچھا نہیں سمجھا آخر ان ہی کے حلقہ میں آبیٹھا اتفاقاً اسی رات بصرہ سے خبر آئی کہ ان کا کوئی رشتہ دار فوت ہو گیا اور مال چھوڑ کر مرا ان کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا اس لیے وہ وہاں چلے گئے۔ اور مسندِ درس پر مجھے بٹھا گئے اس درمیان ایسے مسائل پیش آئے جو میں نے ان سے نہیں سنے تھے۔ وہ دو مہینے وہاں ٹھہر گئے میں مسائل کا جو جواب دیتا، اسے لکھ لیتا تھا تقریباً ایسے ۷۰ مسئلے تھے جب وہ آئے تو میں نے دکھایا انہوں نے ۴۰ مسئلوں میں موافقت کی اور ۳۰ میں مخالفت تو میں نے قسم کھالی کہ زندگی بھر ان کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا چنانچہ نہیں چھوڑا۔

علم کلام کو چھوڑ کر علمِ فقہ میں مشغول ہونے کا ایک سبب یہ بھی

۱۔ یہ عدد باندی کا ہے آزاد عورت کا عدد تین حیض ہے اسی طرح اس عورت کی عدت ہے جس کو حیض آتا ہو ورنہ باندی کی ڈیڑھ اور آزاد کی عدت تین مہینہ ہے اس طرح اس عورت کی عدت ہوتی ہے جس کے ساتھ خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو ورنہ طلاق دیتے ہی ختم۔ عدت کچھ نہیں۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جس کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک دن "ایلاء" کا ذکر ہوا امام صاحب نے اپنے ساتھی سے معلوم کیا کہ ایلاء کیا چیز ہے ؟ تو اس نے کہا تو نہیں جانتا؟ علم کلام میں تو ماہر بنتا ہے، حالانکہ اس کا جاننا تیرے اوپر واجب تھا۔ اس کے بعد امام حماد بن ابی سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ پھر کیا تھا، علم فقہ میں وہ مقام حاصل کیا جو دوسروں کو حاصل نہ ہو سکا۔

خطیب بغدادی نے امام ابو یوسف سے اور ابو محمد حارثی نے ہیثم بن عدی سے روایت کی ہے کہ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جب میں نے علم حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو ہر ایک فن کے بارے میں غور کیا اولاً علم کلام کے بارے میں غور کیا جب اس کے مقام اور انجام پر غور کیا، تو معلوم ہوا کہ انجام یہ ہوگا کہ برائیاں منسوب کی جائیں گی اور بندہ ہوا کہا جائے گا۔ پھر علم ادب اور نحو کے بارے میں سوچا تو نتیجہ یہ نکلا کہ بچوں کی صحبت میں بیٹھنا اور ان کو پڑھانا ہوگا۔ پھر شعر و شاعری کے بارے میں غور کیا، تو وہ کسی کی برائی، کسی کی تعریف بے جا اور جھوٹ کلام نکلا۔ پھر علم قراءت پر غور کیا تو اس میں بھی نئی عمر کے لوگوں کی صحبت نظر آئی۔ پھر علم حدیث کے بارے میں غور کیا تو پتہ چلا کہ اس کے لئے عمر طویل درکار ہے نیز نو عمر لوگ ہی اس کے بھی سیکھنے کے لئے جمع ہوں گے۔ ممکن ہے کذب اور سوء حفظ کی تہمت لگ جائے تو ساری عمر لگی رہے۔ اس کے بعد علم فقہ کے بارے میں سوچنا شروع کیا، جتنا سوچتا رہا، اس کی عظمت دل میں بیٹھتی رہی اور اس میں کوئی عیب نظر نہیں آیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس فن میں لگنے کے بعد علماء، فقہاء، مشائخ اور تجربہ کار لوگوں کی صحبت نصیب ہوگی ان ہی جیسے اخلاق ہوں گے اس کے ساتھ یہ واضح ہوا کہ فرائض کی ادائیگی، اقامتِ دین اور عبادات کا بجا لانا بلا فقہی معرفت کے ممکن نہیں اور یہ کہ دین و دنیا کی طلب صرف

فقہ پر منحصر ہے تو پھر اس میں ہمہ تن لگ گیا۔

امام صاحبؒ کی تمام علوم میں مہارت

امام صاحب کے بعض مناقب نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے علوم کا بہت ہی بڑا حصہ پایا تھا۔ علم کلام میں تو آپ کی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں۔ قیاس اور اصابت رائے تو کمال پر تھی یہاں تک کہ آپ کو امام اہل الرائے کا خطاب بلا شرکت غیر دیا گیا۔ علم ادب اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا۔ بہت سے مسائلِ فقہیہ کی بنیاد ہی عربیت پر ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کی عربیت کے خلاف ان کے مخالفین نے جو باتیں کہی ہیں، عیسیٰ بن ایوب نے ان کا رد ان ہی مسائل فقہیہ کو ذکر کر کے کیا ہے۔ شعر گوئی کے سلسلہ میں ان کے حکم و وعظ کے باب میں کچھ اشعار آرہے ہیں۔ علم قراءت کے سلسلہ میں لوگوں نے مستقل تصنیفات کی ہیں اور کتب تفسیر وغیرہ میں بھی ان کی سند سے قراءتیں مذکور ہیں جیسا کہ علامہ زمخشریؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

مصنفؒ کی بد دعا

ہلاکت ہو ایسے شخص کے لئے جو یہ کہتا ہو کہ امام ابو حنیفہؒ قرآن کے حافظ نہیں تھے، حالانکہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ساٹھ ختم کیا کرتے تھے اور ایک رکعت میں بھی پورا قرآن پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

علامہ خوارزمی کی نظم ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

ابو حنیفہ صاحبِ فضیلت ہیں، ان کی قراءت بھی صاف ستھری واضح طور پر منقول ہے۔ ان کے زمانہ کے قراء پر پیش کی گئی، تو قرائے

کرام اس کی خوبی سے حیران رہ گئے۔ابو حنیفہ کی منقبت اللہ اللہ، ان کے سامنے قراء اور فقہاء سب جھک گئے۔وہ سارے صحابہ کے علوم میں ان کے جانشین ہو گئے، ان کے جلال علمی کے سامنے خلفاء چھوٹے ہو گئے ساری روئے زمین کے فقہاء کے بادشاہ تھے، وہ جب فتوی دیتے تھے تو انہیں کی آواز ہوتی تھی۔ جیسا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا " الناس عیال فی الفقه علي أبي حنيفة" ہر شخص فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کا دست نگر ہے۔

امام مزنی جو امام شافعی کے ارشد تلامذہ میں ہیں، ہمیشہ امام ابو حنیفہؒ کی کتابیں زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ان کے بھانجے امام طحاوی نے یہ ماجرہ دیکھا، تو شافعی مسلک چھوڑ کر حنفیت اختیار فرمالی۔

علم حدیث کے سلسلے میں امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ میرے استاذ ابو حنیفہ صحیح حدیثوں کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے اور یہ کہ ان سے بڑھ کر حدیث کی تفسیر جاننے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

امام صاحب علل حدیث، تعدیل اور جرح میں کامل بصیرت رکھتے تھے اور اس فن میں مقبول تھے امام ترمذی نے اپنی سنن ترمذی، کتاب العلل میں حمانیؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ جابر جعفی سے بڑھ کر جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ صاحب فضل و کمال کسی کو نہیں دیکھا۔

امام بیہقیؒ نے مدخل میں عبد الحمید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ابو سعید صنعانی کو امام ابو حنیفہؒ سے یہ عرض کرتے ہوئے سنا کہ امام ثوری سے حدیث لینے کے سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو فرمایا کہ ان کی حدیثیں لکھ لو، ثقہ آدمی ہیں۔البتہ ابوالاسحاق عن الحارث اور جابر جعفی کی حدیثیں مت لکھنا۔

خطیب بغدادی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ سب

سے پہلے جس نے مجھے علم حدیث کے لئے بٹھایا، وہ امام ابو حنیفہؒ ہیں وہ اس طرح کہ جب میں کوفہ آیا تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ یہ عمرو بن دینار کی احادیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ پھر کیا تھا لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور میں نے حدیثیں بیان کیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی فضیلت کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ سفیان ثوری کے بارے میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا اور سفیان بن عیینہ جیسے عالم حدیث کو وہ مسندِ درس پر جماتے تھے ابو المؤید خوارزمی امام صاحب کی منقبت میں کہتے ہیں۔

نعمان بن ثابت نے سارے علوم کو آزمایا، یہاں تک کہ علوم کے پہاڑوں سے اونچے ہو گئے ۔ پھر ان سارے علوم میں علم فقہ تک جا پہونچے، جو بڑی گہرائیوں میں تھا اور مخصوص لوگوں کے پاس تھا۔ ان کی اعلیٰ فطرت نے ان کی رہنمائی، حماد بن ابی سلیمان تک کی۔ پھر ان کے علوم کو جمع کر کے مخلوق خدا کو، حساد کے علی الرغم فتوے دینے لگے۔ تھوڑے ہی زمانہ میں اپنی فقہ کے سبب ایسے مقام پر چڑھ گئے، جس نے حاسدوں کے حوصلے پست کر دیئے۔ گمراہ فرقوں نے بھی ان کی طرف اپنی سواریاں دوڑائیں، امام ہمام نے انہیں بھی راہِ ہدایت دکھائی اور سچ فرمایا رب العالمین نے کہ ہر قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے۔ (۱)

۱۔ اس سے "و لکل قوم ھاد" رعد، آیت: ۷ کی جانب اشارہ ہے

ساتواں باب

سلسلۂ تدریس وافتاء

علامہ خوارزمیؒ نے ابو الولید سے، قاضی ابو عبداللہ صمیری نے حماد بن سلمہ اور داؤد طائی سے روایت کی ہے کہ ابراہیم نخعی کے بعد جن کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھتی تھیں اور جو کوفہ کے مفتی تھے، وہ حماد بن ابو سلیمان تھے۔ ان کی وجہ سے لوگ اوروں سے مستغنی تھے۔ جب حمادؒ کا وصال ہو گیا، تو سب شاگردوں کو علم فقہ کے مٹ جانے کا خطرہ ہوا اور اس بات کی سخت ضرورت پیش آئی کہ کوئی ارشاد و فتویٰ کے لئے امام حماد کی جگہ بیٹھے ان کا ایک بہت ہی ہونہار لڑکا تھا۔ شاگردوں نے اتفاق کر کے ان کو مسند درس پر بیٹھا دیا لیکن ان پر نحو اور ادب کا غلبہ تھا لہٰذا وہ جم نہ سکے اور دوسروں نے بھی کمی محسوس کی۔ اس کے بعد موسیٰ ابن ابی کثیر کو بیٹھایا گیا۔ وہ بھی علم فقہ میں ماہر نہیں تھے البتہ انہوں نے مشائخ کبار کی صحبت اختیار کی تھی اتفاق سے انہوں نے حج بیت اللہ کا عزم فرمایا۔ پھر لوگوں کی نظر ابو بکر نہشلیؒ کی طرف اٹھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے معذرت کر دی۔ ابو بردہ سے عرض کیا انہوں نے بھی انکار کر دیا البتہ ابو بکر نہشلی، ابو حصین اور یزید بن ابی ثابت نے کہا کہ یہ خزاز (خزاز ریشم فروش اشارہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف) بڑی اچھی معلومات والا ہے، اسے بیٹھا دو۔ امام صاحب کم عمر تھے لیکن سب کی رائے ہو گئی حاضر خدمت ہوئے امام صاحب نے فرمایا میں ہرگز نہیں چاہتا کہ علم ختم ہو جائے لہٰذا ان کی پیش کش کو قبول فرما کر ان کی

مدد کی اور تدریس و افتاء کے لئے بیٹھ گئے لوگ آنے جانے لگے امام صاحب مالدار، سخی، ذہین اور وسیع معلومات کے حامل تھے۔ اپنے نفس کو اس مشقت کے لئے آمادہ کیا لوگوں کی خوب خوب غمخواری فرمائی اور ان سے محبت کا برتاؤ کیا۔

ابو الولید کا بیان ہے کہ امام صاحب کم عمر ضرور تھے، لیکن لوگوں نے ان کے پاس وہ سب کچھ پایا جو ان سے بڑوں کے پاس نہیں ملا اور نہ ہی ان کے ہم عمروں میں۔ چنانچہ آپ کی صحبت میں آگئے اور غیروں کو چھوڑ دیا پھر تو آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے امام ہوئے۔ بڑے بڑے علماء آپ کی صحبت میں حاضر ہوئے۔ ان کے بعد دوسرے طبقہ میں ابو یوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، زفر بن ہذیل اور ولید بن ابان جیسے لوگ کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ ان کو علم فقہ کی تعلیم دیتے تھے، ان کا بڑا خیال رکھتے تھے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ فرماتے تھے۔

ابن ابی لیلیٰ، شریک، ابن شبرمہ آپ کی مخالفت کرنے لگے اور آپ کی عیب جوئی میں لگ گئے معاملہ اسی طرح چلتا رہا مگر امام صاحب کی بات مضبوط ہوتی گئی۔ امراء کو آپ کی ضرورت پڑنے لگی اور خلفاء نے آپ کو یاد کرنا، حکام اور شرفاء نے اکرام کرنا شروع کر دیا آپ کا مرتبہ بڑھتا چلا گیا شاگردوں کی زیادتی ہوتی گئی مسجد میں سب سے بڑا حلقہ آپ کا تھا اور سوالوں کے جواب میں بڑی وسعت تھی لوگوں کی توجہ آپ کی طرف ہوتی گئی امام صاحب لوگوں کے مصائب میں ہاتھ بٹانے لگے۔ لوگوں کا بوجھ اٹھانے لگے اور ایسے ایسے کام کرنے لگے جن کو کرنے سے دوسرے لوگ عاجز تھے اس سے آپ کو بڑی قوت ملی۔ الغرض تقدیر خداوندی نے آپ کو سعید و کامیاب کیا اگرچہ حاسد بھی بہت بڑھ

گئے کسی نے کیا خوب کہا ہے

إن العرانين تلقاها محسّدة ولن ترى للئام الناس حسّادا

تم اونچے مرتبے والوں کو محسود پاؤ گے مگر کمینوں کا کوئی حاسد نہیں ملے گا۔

تدریس وافتاء سے کنارہ کشی اور واپسی کی وجہ

اول اول آپ منقبض رہتے تھے، مسائل کا جواب نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودی، ہڈیاں جمع کیں اور اپنے سینہ پر رکھ لیں تو فرماتے ہیں کہ میں خواب سے بیدار ہوا، بڑا غمگین، رونے لگا کہ افسوس میں قبر کھودتا ہوں حالانکہ اس کی وعیدیں بڑی سخت ہیں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودتا ہوں۔ چنانچہ میں درس وتدریس چھوڑ کر گھر میں بیٹھ گیا لوگ تیمارداری کو آئے بعض لوگوں نے کہا نبض ٹھیک ہے، کوئی بیماری نہیں معاملہ کیا ہے؟ میں نے خواب بیان کیا انہوں نے فرمایا خیر کوئی بات نہیں یہاں ایک معبر ہیں جو ابن سیرین کے ساتھی ہیں ان کو بلاتے ہیں امام صاحب نے فرمایا میں خود چلتا ہوں، گئے اور خواب سنایا انہوں نے پوچھا تم نے خواب دیکھا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا ہاں انہوں نے تعبیر دی کہ جو کچھ تو کہتا ہے اگر حق ہے تو تو اقامت سنت میں وہ کام کرے گا جو تجھ سے پہلے لوگوں میں سے کسی نے نہیں کیا اور علم میں بہت گہرائی تک پہونچ جائے گا۔ جب میں نے یہ تعبیر سنی تو علم دین میں انتھک محنت کرنے لگا خود محمد بن سیرینؒ سے پوچھنے کی بھی روایتیں ہیں۔ سب معمولی اختلاف کے بعد متحد ہو جاتی ہیں۔

آٹھواں باب

امام صاحبؒ کا فقہی مسلک اور اس کے بنیادی اصول

۱۔ خطیب بغدادی اور ابو عبد اللہ صیمری نے یحییٰ بن ضریس سے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن ضریسؒ نے فرمایا کہ میں سفیان ثوری کی خدمت میں تھا کہ ایک ذی علم عبادت گذار شخص آیا اور سفیان ثوریؒ سے عرض کیا ابو عبد اللہ! ابو حنیفہ کی کس بات پر آپ ناراض ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان کی کیا بات ہے؟ ان بزرگ نے عرض کیا میں نے تو ان سے انصاف کی بات سنی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ پہلے میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں اگر اس میں کوئی حکم نہیں ملتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو لیتا ہوں اگر اس میں بھی نہیں ملتا تو حضرات صحابہؓ کے قول کو لیتا ہوں اگر وہ مختلف ہوں تو پھر جس کا قول چاہتا ہوں، لے لیتا ہوں البتہ ان کے اقوال سے باہر نہیں جاتا کہ ان کا قول چھوڑ کر کسی اور کا قول اختیار کروں اور اگر ان کے اقوال بھی نہیں ملتے اور بات ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء ابن ابی رباح اور سعید بن مسیب وغیرہم تک پہونچتی ہے، تو یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خود اجتہاد کیا لہٰذا میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔ یحییٰ بن ضریسؒ نے فرمایا کہ سفیان ثوری یہ سن کر چپ ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔ خطیب نے بھی بعینہٖ یہی بات عبد اللہ بن مبارکؒ سے نقل کی ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

۲۔ خطیب بغدادی اور ابو عبد اللہ بن خسرو نے فضیل بن عیاضؒ نقل کیا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے سامنے کوئی مسئلہ آتا اور اس کی

بابت کوئی حدیث صحیح ہوتی تو اس کی اتباع کرتے اور اگر حدیث نہ ہوتی اور صحابہ و تابعین سے کوئی بات ثابت ہوتی تو بھی ایسا ہی کرتے۔ ورنہ قیاس کرتے اور بہترین قیاس کرتے (۱)

۳۔ خطیب نے اسی کے ہم معنی حمزہ سکری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ جب کسی مسئلے میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہو تو میں اسے چھوڑ کر کسی طرف نہیں جاتا بلکہ اسی کو اختیار کرتا ہوں۔ اگر صحابہ کے آثار ہوں اور مختلف ہوں تو انتخاب کرتا ہوں اور اگر تابعین کی بات ہو تو ان کی مزاحمت کرتا ہوں یعنی ان کی طرح میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

۴۔ خطیب نے ابو غسان سے روایت کی انہوں نے اسرائیل سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ نعمان بہترین آدمی ہیں۔ جس حدیث میں کوئی فقہی حکم ہوتا ہے اس کے وہ حافظ تھے اور اس کے اندر ان کا غور و فکر اچھوتا تھا اسی وجہ سے خلفاء، وزراء اور امراء نے آپ کا اکرام کیا۔ جب کوئی آدمی ان سے کسی فقہی مسئلہ پر مباحثہ کرتا تو اسے اپنی ہی جان چھڑانی بھاری ہو جاتی تھی۔

۵۔ مسعر بن کدام فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہؒ کو کر دیا، مجھے امید ہے کہ اسے کوئی خوف نہیں اور نہ ہی اس نے اپنے بارے میں کوئی کوتاہی کی۔

۶۔ ابو عبد اللہ محمد بن سفیان غنجار اپنی تاریخ میں نعیم بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ لوگ بڑے عجیب ہیں کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں آثار

۱۔ اس روایت کا بھی وہی مطلب ہے جو اوپر والی کا، مطلب یہ نہیں ہے کہ تابعین کا اجتہاد قبول نہیں کرتے تھے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان کی طرح یہ بھی اجتہاد کرتے تھے۔

کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں۔

۷۔ ابو المظفر سمعانی نے اپنی کتاب "الانتصار" (۱) میں اور ابو اسمٰعیل ہروی نے "ذم الکلام" میں نوح الجامع سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا کہ لوگوں نے اعراض اور اجسام جیسی نئی باتوں میں کلام شروع کر رکھا ہے آپ اس میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ فلسفیوں کی باتیں ہیں۔ تم آثار اور طریق سلف کو اپنے لئے لازم کر لو اور ہر نئی چیز سے بچو کہ وہ بدعت ہے۔

۸۔ ہروی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے بد دعا دی کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو عمرو بن عبید پر (یہ اپنے زمانہ میں معتزلہ کا رئیس تھا) اس نے لوگوں کے لئے ایسے کلام کا راستہ کھول دیا جس میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔

۹۔ خطیب بغدادی نے حسن بن زیاد سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہم جس چیز پر قادر ہو سکے، اس میں ہماری رائے بہت اچھی ہے مگر جو کوئی ہمارے قول سے اچھا قول لائے وہ درستگی میں ہم سے بہتر ہے۔

۱۰۔ اسی کے ہم معنیٰ ابو عبد اللہ صیمریؒ نے اسمٰعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا جس پر ہم ہیں وہ ایک رائے ہے کسی کو اس پر مجبور نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا قبول کرنا کسی پر واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس اس سے بہتر رائے ہو تو اسے بیان کرنا چاہیے، ہم قبول کریں گے۔

۱۱۔ خوارزمی نے حسن بن زیاد سے روایت کی ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

۱۔ الانتصار لامام ائمۃ الامصار، سمعانی۔ ابن الجوزی یوسف بن عبد اللہ نے بھی اس نام کی کتاب لکھی ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہؓ کے ہوتے ہوئے اپنی رائے سے کچھ کہے اور جس باب میں صحابہ کا اختلاف ہو، اس میں امام صاحب ان کا قول لیتے ہیں جن کا قول قرآن اور سنت سے زیادہ قریب ہو اور کوشش کرتے ہیں کہ اقرب کو حاصل کر لیں اور جب بات ان تینوں سے آگے چلی جاتی ہے تب اپنی رائے سے اجتہاد کرتے اور ان فقہاء کو پوری اجازت دیتے ہیں جو اختلاف اور قیاس کو جانتے ہوں۔ یہی سلف کا طرز عمل رہا ہے۔

۱۲۔ قاضی ابو عبد اللہ صیمری نے امام ابو حنیفہؒ سے، انہوں نے شعبیؒ سے اور شعبیؒ نے مسروقؒ سے نقل کیا کہ جس نے کسی گناہ کی نذر مانی اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ امام ابو حنیفہ نے شعبیؒ سے عرض کیا اللہ نے ظہار میں کفارہ مقرر فرمایا اور اسے معصیت قرار دیا چنانچہ ارشاد ہے "إنهم يقولون منكرا من القول وزورا"(۱) شعبیؒ نے فرمایا أقياس أنت؟..

۱۳۔ خوارزمی نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کتاب و سنت سے دلیل کے بغیر کسی مسئلے میں لب کشائی نہیں کی اور امام مزنی سے ابو عبد اللہ صیمری نے روایت کی کہ امام شافعیؒ نے فرمایا قیاس میں سارے لوگ امام ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں۔

۱۴۔ صیمری نے حسن بن صالح سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ ناسخ اور منسوخ احادیث کی تلاش بہت زیادہ کرتے تھے تاکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہو جائے تو عمل کریں۔ اہل کوفہ کی احادیث کے حافظ اور ان کے پکے متبع تھے نیز کوفہ میں جو حدیثیں پہونچی تھیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری

۱۔ سورۂ مجادلہ، آیت: ۲

عمل کے بھی متبع تھے۔

۱۵۔ انہوں نے ہی حافظ معمر بن راشد سے روایت کی کہ ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر کسی شخص کو میں نہیں جانتا جو فقہ میں گفتگو کر سکے اور اسے قیاس کرنے کا حق ہو اور سمجھداری سے مسائل کا استخراج کر سکتا ہو۔ اسی طرح ان سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والا بھی نہیں دیکھا وہ خدا کے دین میں کوئی شک کی بات داخل کرنے سے اپنے لئے بڑا خوف محسوس کرتے تھے۔

۱۶۔ انہوں نے ابن شبرمہ سے روایت کی کہ خدا کے دین میں رائے زنی جائز نہیں اگر جائز ہوتی تو ابو حنیفہ کے لئے ضرور جائز ہوتی اس لئے کہ ان کے پاس خداداد بصیرت تھی۔

۱۷۔ انہوں نے زہیر بن معاویہ سے روایت کی کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھا اور ابیض ابن الاغر کسی مسئلہ میں ان کے ساتھ بحث کر رہے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف دلیلیں پیش کر رہے تھے اچانک ایک آدمی مسجد کے کنارے سے چیخا غالباً وہ مدنی تھا کہنے لگا یہ قیاس ہے، اسے چھوڑ دو کیوں کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا، وہ ابلیس تھا اس پر امام صاحبؒ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میاں تم نے اپنی بات بے موقع کہی ابلیس نے تو اللہ کے حکم سے سرتابی کی تھی چنانچہ ارشاد ہے

"وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ" (۱) نیز فرمایا "فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ" (۲).

۱۔ سورۂ کہف، آیت: ۵۰

۲۔ سورۂ حجر، آیت: ۳۰-۳۱

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس کا تعلق جنات سے تھا تو اس نے اپنے رب کے حکم سے سر تابی کی پھر سب فرشتوں نے اجتماعی سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا۔

اسی طرح فرمایا "اِلاَّ اِبلِیسَ اَبٰی وَاستَکبَرَ وَکَانَ مِنَ الکَافِرِینَ"(۱) ابلیس نے کہا "ءَاَسجُدُ لِمَن خَلَقتَ طِیناً" (۲)

پھر سب فرشتوں نے اجتماعی سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا اور تکبر کیا اور وہ تھا ہی کافروں میں سے۔ ملعون کہنے لگا کہ کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا۔ اس بد بخت نے تکبر کیا اور حکم خداوندی کو مسترد کرتے ہوئے سر تابی کی اور ایسا کرنے والا کافر ہے۔

جب کہ جس طرح کا قیاس ہم کر رہے ہیں اس میں امر خداوندی کی اتباع تلاش کر رہے ہیں اس لئے کہ ہم اس کتاب خداوندی میں اصل امر خداوندی کی طرف لوٹا رہے ہیں، یا پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ صحابہ، یا ائمہ تابعین میں سے کسی کے قول کی طرف۔

اس روایت میں بھی ہم نے اللہ کے امر کی اتباع کی ہے چنانچہ اللہ تعالی نے ہم کو حکم دیا "یٰاَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اَطِیعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الاَمرِ مِنکُم فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیءٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُولِ اِن کُنتُم تُومِنُونَ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الآخِرِ" (۳)

۱۔ سورۂ بقرہ، آیت: ۳۴

۲۔ سورۂ اسراء، آیت: ۶۱

۳۔ سورۂ نساء، آیت: ۵۹

اہل ایمان! اللہ کی اطاعت کرو، اس کے رسول کی اور اپنے میں سے اصحاب امر کی۔ اگر کسی بات پر اختلاف ہو تو اس کی بابت اللہ اور اس کے رسول سے رجوع کرو اگر اللہ اور یوم آخرت پر تمہارا ایمان ہے۔

تو ہم اللہ کی اتباع کی ارد گرد گھوم رہے ہیں کہ اللہ کے حکم کی اتباع کریں اور ابلیس نے جب قیاس کیا تو اللہ کے امر کی مخالفت کی لہٰذا ہم دونوں برابر کس طرح ہو گئے؟ مرد حق شناس نے عرض کیا ابو حنیفہ! مجھ سے غلطی ہو گئی اب میں نے توبہ کر لی اللہ آپ کے قلب کو منور فرمائے جیسا کہ آپ نے میرے قلب کو منور کیا۔

ابن حزم کا اقرار

ابن حزم نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کے تمام شاگردوں کا اتفاق ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس اور رائے سے بہتر ہے۔
اس موقع پر خوارزمی نے یہ اشعار کہے

إن الإمام أبا حنيفة لم تذق — عيناه قط لذاذة الإغماء
وعلى كتاب الله مذهبه بنى — لله ثم السنة الغـــرّاء
ثم اجتماع المسلمين فإنهم — نظروا بنور الحق في الظلماء
ثم القياس على النصوص فإنه — زهر لأهل الملة الزهراء

امام ابو حنیفہؒ کی آنکھوں نے کبھی بھی نیند کا مزہ نہیں چکھا۔ انہوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے کتاب اللہ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح سنن، پھر اجماع مسلمین پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی اس لئے کہ مومنین ظلمات میں نور حق سے دیکھتے ہیں اس کے بعد نصوص پر قیاس کرتے ہیں اس لئے کہ نصوص پر قیاس کرنا روشن شریعت والوں کے لئے روشن ہے۔

نواں باب

امام صاحبؒ کی انفرادی وامتیازی خصوصیات

گیارہ خصوصیات ایسی ہیں جن میں امام صاحبؒ دیگر ائمہ مجتہدین سے ممتاز و منفرد ہیں اور کوئی بھی ان کا شریک وسہیم نہیں۔

پہلی خصوصیت

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ امام صاحبؒ کی ولادت باسعادت جب ہوئی تھی تو بہت سے صحابہؓ زندہ تھے معلوم ہوا کہ امام صاحب اس قرن کے ہیں جس کے خیر ہونے کی شہادت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور جس زمانے والوں کو عادل فرمایا۔

چنانچہ امام بخاری، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم" سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں۔

امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے، طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت بلال بن سعدؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ سے، بزار نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے، ضیاء مقدسی نے حضرت بلال بن سعدؓ سے اور ابو داؤد طیالسی نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خير الناس القرن الذى انا

فیہ ثم الثانی ثم الثالث" سب سے اچھے لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں میں ہوں پھر دوسرا قرن پھر تیسرا قرن۔

مشہور شاعر خوارزمی کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

غدا مذهب النعمان خير المذاهب — كذا القمر الوضاح خير الكواكب

تفقه في خير القرون مع التقى — ومذهبه لا شك خير المذاهب

امام ابو حنیفہ کا مذہب سارے مذہبوں سے بہتر ہے جیسے روشن چاند سارے ستاروں سے بہتر ہے امام صاحب نے تقوی کے ساتھ خیر القرون میں علم فقہ حاصل کیا بلا شبہ آپ کا مذہب خیر المذاہب ہے۔

دوسری خصوصیت

امام صاحبؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ حضرات صحابہ کرام کی زیارتِ مبارکہ سے مشرف ہوئے حافظ ابو الحجاج یوسف بن خلیل نے اپنی سباعیات میں حضرت انسؓ سے، خطیب بغدادی نے السنۃ میں حضرت علیؓ سے، عبد بن حمید اور ابن ابی عاصم نے سند صحیح سے السنۃ میں حضرت ابو سعیدؓ سے، ابن ابی عاصم، طبرانی اور ضیاء نے حضرت عبد اللہ بن بسرؓ سے، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے، ابن ابی شیبہ، ابن عمر اور ابو عبد اللہ حاکم نے حضرت ابو عبد الرحمٰن جہنیؓ سے اور ان سب نے ایک صحابی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مبارک ہو اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لئے جس نے اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کے لئے جس نے میرے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا "طوبى لمن رآني ولمن رأى من رآني ولمن رأى من رأى من رآني"

تیسری خصوصیت

امام صاحبؒ نے حضرات تابعینؒ کے زمانہ میں اجتہاد کیا اور فتوے دیئے مصنفؒ نے اپنی سند سے علی بن مسہر سے روایت کی ہے کہ امام اعمش حج کے لئے نکلے اہل کوفہ نے ان کو رخصت کیا ان میں میں بھی تھا جب وہ مقام قادسیہ پر پہونچے تو لوگوں نے ان کو رنجیدہ محسوس کیا اور رنجیدگی کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ علی بن مسہر نے ہم کو رخصت کیا؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں فرمایا ان کو بلاؤ۔ لوگ بلا کر لائے اعمش مجھ کو جانتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی صحبت میں حاضر ہوتا ہوں انہوں نے فرمایا مسہر! کوفہ واپس جاؤ اور ابو حنیفہؒ سے عرض کرو کہ میرے لئے احکام حج لکھ دیں میں واپس گیا اور پیغام پہونچایا۔ امام ہمامؒ نے املاء فرمایا میں نے لکھ کر امام اعمشؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

بشیر بن ولید سے بھی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ نے بیان کیا کہ امام اعمشؒ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے صاحب یعنی ابو حنیفہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی مخالفت کرتے ہیں میں نے کہا کس بات میں؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ باندی کا بیچنا طلاق ہے اس پر میں نے عرض کیا کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتائی ہے کہ آپ نے فرمایا باندی کا بیچنا اس کی طلاق نہیں اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث کہاں بیان کی؟ میں نے عرض کیا آپ نے ہم سے بروایت ابراہیم نخعی، انھوں نے بروایت اسود اور انھوں نے بروایت حضرت عائشہؓ یہ حدیث بیان کی کہ "إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر بریرۃ" کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہؓ کو اختیار دیا، اگر باندی

کا بیچنا اس کی طلاق ہوتی ہو تخییر کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ کیوں کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو خرید اتھا۔ امام اعمشؒ نے فرمایا یعقوب! یہ مسئلہ اس حدیث میں ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔

ابو محمد حارثی اور ابو القاسم بن کاس نے ابو بکر عیاش سے روایت کی کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں امام شعبیؒ کے ساتھ کشتی میں تھا انہوں نے فرمایا: "لا نذر في معصية ولا كفارة فيه" گناہ کی نذر نہیں ہوتی اور اس میں کفارہ بھی نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں، اس میں کفارہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ظہار کو معصیت قرار دیا ہے اور اس میں کفارہ مقرر فرمایا۔ امام شعبی کے پاس کوئی جواب نہ تھا صرف یہ فرمایا: أقیاس انت کیا تم قیاس کرنے والے ہو؟ امام اعمشؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ باریک اور غوامض میں فقہ کے مواقع کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

امام اعمشؒ سے جریر نے روایت کی کہ میں نے امام اعمش کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب ایک آدمی نے آکر مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس حلقہ والوں کے پاس جاؤ جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ آتا ہے تو وہ لوگ آپس میں بحث کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کی مراد امام صاحبؒ کے حلقہ نشینوں سے تھی۔

قاضی ابو القاسم بن کاس نے علی بن مسہر سے روایت کی کہ میں نے اعمشؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ مناسک حج ابو حنیفہؒ سے لکھو اس لئے کہ میں حج کے فرائض وواجبات اور نوافل و مستحبات کو ان سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں جانتا۔ مذکورہ بالا اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ حضراتِ تابعین کے عہد میں ہی فتوے میں سب پر فائق تھے۔

چوتھی خصوصیت

بڑے بڑے ائمہ کا امام صاحبؒ سے روایت کرنا ہے ابو محمد حارثی نے فرمایا کہ اگر امام ابو حنیفہؒ کی فضیلت پر صرف ائمہ کبار کی روایت سے استدال کیا جائے تو یہی بات کافی ہے جیسے عمرو بن دینار جو امام صاحب کے شیوخ میں بھی ہیں۔

پانچویں خصوصیت

امام صاحبؒ نے چار ہزار تابعین سے علم حاصل کیا۔ خطیب بغدادی اور ابو عبداللہ بن خسرو نے ربیع بن یونس سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں گئے اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے انہوں نے امام صاحبؒ کے متعلق فرمایا کہ یہ فی زمانہ عالم الدنیا ہیں اس پر منصور نے پوچھا آپ نے علم کس سے حاصل کیا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا اصحابِ عمر بن الخطابؓ سے عمر بن الخطاب کا علم، اصحابِ علیؓ سے، ان کا علم، اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ سے ان کا علم، اصحابِ عبداللہ بن عباسؓ سے ان کا علم، نیز فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے زمانہ میں روئے زمین پر ان سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا یہ سن کر منصور نے کہا بس تم نے اپنی مضبوطی جیسے چاہی کرلی۔

چھٹی خصوصیت

جیسے لائق وفائق اور ذہین شاگرد امام صاحبؒ کو ملے، بعد میں آنے والے ائمہ کو نہیں مل سکے چھٹے باب میں آپؒ کے نامور شاگردوں کے نام ذکر کیے گئے ہیں خطیب بغدادی نے ابن کرامہ سے نقل کیا ہے ایک

دن ہم لوگ وکیع بن جراحؒ کے پاس تھے مجلس میں ایک شخص نے کہا ابو حنیفہؒ غلطی کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ان کے ساتھ ابو یوسف، زفر، محمد اپنے قیاس اور اجتہاد کے ساتھ، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان اور مندل حفظِ حدیث اور معرفت حدیث کے حامل، قاسم بن معن بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود جیسے عربیت اور لغت کے امام اور داؤد بن نصیر طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد و عابد موجود ہیں نیز فرمایا جس کے ہم نشین ایسے ایسے کبار علماء ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا اگر غلطی کرے گا تو وہ اسے صحیح کی طرف لوٹا دیں گے۔ جو لوگ ایسی باتیں کہتے ہیں وہ جانوروں کی مانند ہیں۔

أولئك آبائي فجئني بمثلهم　　　إذا جمعتنا يا جرير المجامع

یہ میرے باپ دادا ہیں اے جریر! جب ہم کسی مجمع میں اکٹھے ہوں تو ان جیسے اصحاب فضیلت آباء و اجداد پیش کر۔

ساتویں خصوصیت

امام صاحب نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی اور کتابوں کو فقہی ابواب پر ترتیب دیا اس کے بعد امام مالک بن انسؒ نے ترتیب موطاء میں یہ طریقہ اپنایا امام ابو حنیفہؒ سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تھا کیونکہ صحابہ و تابعین اپنے حفظ پر اعتماد کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے علم کو بے ترتیب پھیلا ہوا دیکھا تو ڈر ہوا کہ ضائع نہ ہو جائے لہٰذا اس کو کتاب اور باب پر مرتب فرمایا۔ پہلے طہارت سے شروع کیا اس کے بعد نماز، پھر روزہ، پھر باقی عبادات و معاملات اور میراث پر ختم کر دیا کیونکہ یہ آدمی کی آخری حالت ہوتی ہے۔ امام صاحب ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط وضع کی۔

ایک واقعہ

صیمری نے ابو سلیمان جوزجانی سے روایت کی ہے کہ ان سے احمد بن عبد اللہ قاضی بصرہ نے فرمایا کہ شروط کا علم ہمیں اہل کوفہ سے ہوا میں نے عرض کیا کہ علماء کی ذات گرامی کے مناسب انصاف یہی ہے کہ اس کی بنیاد تو امام ابو حنیفہؒ نے رکھی البتہ آپ لوگوں نے کمی بیشی کی، الفاظ کی تحسین کی اچھا امام ابو حنیفہؒ سے پہلے کی کوفیوں اور بصریوں کی شروط لاؤ وہ چپ ہو گئے پھر کہنے لگے کہ حق کو تسلیم کر لینا مجادلہ فی الباطل سے بہتر ہے۔

إمام رست للعلم في كنه صدره　　جبال جبال الأرض في جنبها قفف

وہ امام جس کے سینہ میں علم کا پہاڑ موجود ہے زمین کے پہاڑ اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

آٹھویں خصوصیت

امام صاحبؒ کے مذہب کی ان ملکوں میں اشاعت ہوئی جہاں اور کوئی مذہب ہے ہی نہیں جیسے ہندوستان، سندھ، روم، ماوراء النہر اور عجم کے اکثر ممالک۔

نویں خصوصیت

امام صاحب اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے اور اہل علم پر خرچ کرتے تھے۔ امراء اور وزراء کے ہدایا قبول نہیں کرتے تھے جس کا بیان مستقل ایک باب میں آ رہا ہے۔

دسویں خصوصیت

انہوں نے مظلوم، محبوس اور مسموم سجدہ کی حالت میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ یہ بھی مستقل باب میں آرہا ہے۔

گیارہویں خصوصیت

امام صاحبؒ کی کثرتِ عبادت، زہد فی الدنیا، کثرتِ تلاوتِ قرآن کریم اور کثرتِ حج وعمرہ وغیرہ۔

دسواں باب

امام صاحبؒ اور ان کا تفقہ ائمہ دین کی آراء و اقوال کی روشنی میں

۱-ابو جعفر محمد بن علی

ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف مکی نے ابو حمزہ ثمانی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم امام ابو جعفر محمد بن علیؒ کے پاس تھے کہ امام ابو حنیفہؒ تشریف لائے اور بہت سے مسئلے پوچھے محمد بن علی نے جوابات دیے جب ابو حنیفہؒ چلے گئے تو امام ابو جعفر نے ہم سے فرمایا ان کا طور طریق کتنا اچھا اور ان کی فقہ کتنی بڑھی ہوئی ہے۔

۲-امام مالک

خطیب بغدادی نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے کہ امام مالک بن انسؒ سے معلوم کیا گیا کہ آپ نے ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا جی ہاں میں نے ان کو ایسا پایا کہ اگر وہ اس ستون کے متعلق تم سے دعویٰ کرتے کہ یہ سونے کا ہے تو اس کو حجت سے ثابت کر دیتے۔ قاضی ابو القاسم بن کاس سے روایت کی ہے کہ امام مالکؒ نے خالد بن مخلد قطوانی کو لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے کتب میں سے کچھ بھیجیں، تو انہوں نے بھیج دیں۔ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ کیا آپ نے عثمان بتی کو دیکھا؟ فرمایا ہاں متوسط آدمی تھے میں نے پوچھا ابن شبرمہ کو

دیکھا؟ فرمایاہاں صاحبِ علم و فصاحت تھے میں نے عرض کیااور ابو حنیفہؒ کو؟ فرمایا سبحان اللہ!! میں نے ان جیسا کسی کو نہیں دیکھا ان کا علم اس کمال کا تھاکہ اگر کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اپنی بات عقلی دلیل سے ثابت کر دیتے۔

قاضی ابو عبد اللہ صمری نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے روایت کی کہ میں امام مالک بن انسؒ کے پاس تھا اتنے میں ایک صاحب آئے امام مالک نے ان کا بڑا اکرام کیا جب وہ چلے گئے تو فرمایا کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے یہ کون تھے؟ لوگوں نے کہا نہیں فرمایا یہ امام ابو حنیفہؒ عراقی تھے یہ (ایسے علمی کمال کے مالک ہیں) کہ اگر کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہ ایسا ہی ہو جاتا ان کو علم فقہ میں من جانب اللہ ایسی توفیق دی گئی ہے کہ انہیں اس میں بہت زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔

ایک مرتبہ امام مالکؒ کی خدمت میں سفیان ثوری تشریف لائے تو ان کو ابو حنیفہؒ سے کم درجہ کی جگہ پر بیٹھایا جب وہ چلے گئے تو فرمایا یہ سفیان ثوری تھے اس کے بعد ان کی فقہ دانی اور پرہیز گاری کا بیان کیا۔

۳۔ امام شافعی

خطیب بغدادی نے حرملہ بن یحییٰ سے روایت کی کہ میں نے امام شافعیؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی فقہ میں ماہر ہونا چاہے وہ امام ابو حنیفہؒ کا محتاج ہوگا امام ابو حنیفہؒ ان لوگوں میں تھے جن کو فقہ کی توفیق منجانب اللہ دی گئی تھی۔ ربیع بن سلیمان سے بھی روایت ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں۔ امام شافعیؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ابو حنیفہؒ سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں جانتا اس روایت میں "مارأیت" ہی خطیب بغدادی

نے کہا اس کے معنی "ماعلمت" کے ہیں کیونکہ امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا نہیں ہے ابو القاسم بن کاس نے امام شافعیؒ سے روایت کی کہ جس شخص نے امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کو نہیں دیکھا وہ نہ علم میں ماہر ہو سکتا اور نہ فقیہ ہو سکتا ہے۔ ابو یعقوب یوسف بن احمد مکی نے حرملہ سے نقل کیا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نیز ان کی فقہ مسلم تھی۔

۴۔ سفیان بن عیینہ

خطیب بغدادی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میری آنکھوں نے ابو حنیفہؒ جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ قاضی ابو عبد اللہ صمری نے سفیان بن عیینہؒ سے روایت کی کہ جو شخص علم مغازی جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسکِ حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے اور جو علم فقہ پسند کرے اسے کوفہ جانا چاہئے اور اصحابِ ابو حنیفہؒ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنا چاہئے سفیان بن عیینہ سے یہ بھی روایت ہے کہ علماء چار ہیں: اپنے زمانہ میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، امام شعبیؒ، امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ۔

۵۔ عبد اللہ بن مبارکؒ

عبد اللہ بن مبارکؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے ان سے بڑا فقیہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ خطیبؒ نے حافظ عبد الرزاق بن ہمام سے روایت نقل کی کہ میں نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو ابو حنیفہؒ اس مرتبہ کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہیے۔ خطیب نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے یہ بھی

بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ آیت تھے ایک آدمی نے کہا ابو عبد الرحمٰن! شر میں، آیت تھے، یا خیر میں؟ انہوں نے فرمایا ارے آیت کا لفظ خیر ہی میں بولا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے " غاية في الشر وآية في الخير " اس کے بعد قرآن کی آیت تلاوت فرمائی " وجعلنا ابنَ مريم وأمه آية " (۱) ہم نے عیسیٰ بن مریم اور ان کی ماں کو اپنی قدرت کی نشانی بنادیا۔

خطیب نے عبداللہ بن مبارکؒ سے یہ بھی روایت کی کہ اگر اثر تک نہ پہونچ سکیں اور رائے کی ضرورت پڑے تو مالکؒ، سفیان ثوریؒ اور ابو حنیفہؒ کی رائے کی طرف رجوع کیا جائے گا لیکن ابو حنیفہؒ ان میں سب سے اچھے ہیں، سب سے زیادہ باریک بیں ہیں، علم فقہ میں ان سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں اور ان تینوں میں زیادہ فقیہ ہیں۔ خطیب ہی نے عبداللہ بن مبارک سے یہ بھی روایت کی کہ اگر اللہ نے ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کا اثر نہ پائیں تو ابو حنیفہؒ کا قول ہمارے نزدیک ایسا ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر۔

صمیری نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کی کہ جب امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کسی بات پر متفق ہو جائیں تو میں ان دونوں کو اپنے اور خدا کے درمیان حجت سمجھتا اور دلیل مانتا ہوں اس چیز میں جس کا میں خدا کے دین میں فتوی دیتا ہوں اور اسے خدا کے دین میں فتویٰ کی

۱۔ سورہ مؤمنون، آیت: ۵۰

دلیل قرار دیتا ہوں۔

صیمری نے منصور بن ہشام سے روایت کی ہے کہ ہم عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ تھے ایک آدمی ابو حنیفہ کی برائی کرنے لگا عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا تیرا بھلا ہو کیا تو ایسے آدمی کی برائی کرتا ہے جس نے ۴۰/سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں، جو سارا قرآن دو رکعتوں میں پڑھتا تھا نیز یہ کہ جو کچھ علم فقہ میرے پاس ہے وہ ابو حنیفہ ہی سے میں نے سیکھا ہے۔

ابو محمد حارثی نے حبان بن موسیٰ سے روایت کی کہ ایک دن عبد اللہ بن مبارک بیٹھے حدیث بیان کر رہے تھے فرمانے لگے (حدثنی نعمان بن ثابت) نعمان بن ثابت نے مجھ سے حدیث بیان کی۔ کسی نے عرض کیا ابو عبد الرحمٰن! آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ فرمایا ابو حنیفہ کو، جو علم کے مخزن ہیں یہ سن کر بعض لوگوں نے حدیث لکھنا بند کر دیا۔ عبد اللہ بن مبارک تھوڑی دیر چپ رہے اس کے بعد فرمایا اے لوگو! آپ لوگ کتنے بے ادب ہیں، ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر ناواقف ہیں علم اور اہلِ علم سے آپ لوگوں کی معرفت کتنی کم ہے کوئی بھی ابو حنیفہ سے بڑھ کر اقتداء کے لائق نہیں اس لئے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف و بے داغ تھے، پرہیز گار تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو بصیرت، فہم و فراست اور تقویٰ کے ذریعہ اس طرح کھول کر بیان کیا جیسا کسی اور نے نہیں کیا اس کے بعد قسم کھائی کہ ایک مہینہ سبق نہیں پڑھاؤں گا۔

۶۔سفیان ثوری

خطیب بغدادی نے محمد بن بشر سے روایت کی کہ میں سفیان ثوری

اور ابو حنیفہؒ کے پاس آتا جاتا تھا جب ابو حنیفہؒ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا سفیان ثوریؒ کے پاس سے۔ یہ سن کر فرماتے آپ ایسے آدمی کے پاس سے آئے ہیں کہ اگر علقمہ اور اسودؒ آجاتے تو ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ پھر میں سفیان ثوریؒ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا ابو حنیفہؒ کے پاس سے۔ تو وہ فرماتے بے شبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہیں۔ ابو خالد احمر نے بیان کیا کہ میں سفیان ثوریؒ کے پاس تھا ان سے طلاق کا ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ کی تدبیر صرف ابو حنیفہؒ ہی بتا سکتے ہیں۔

قاضی ابو القاسم بن کاس نے فرمایا کہ ہم سے حسن بن زفرؒ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن مہاجر نے بیان کیا اور کہا کہ میں نے سفیان ثوریؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت کرے، وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ ان سے اونچے درجے کا ہو اور ان سے زیادہ علم والا ہو لیکن اس کا پایا جانا بہت مستبعد ہے۔

صیمری نے بشار بن قیراط سے۔ جو تجارت میں امام صاحبؒ کے شریک تھے۔ روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کے ساتھ حج کیا یہ لوگ جب کسی منزل یا شہر میں پڑاؤ کرتے تو وہاں کے لوگ جمع ہو جاتے اور کہتے کہ عراق کے دو فقیہ آئے ہیں اس موقع پر سفیان ثوریؒ ابو حنیفہؒ کو آگے کر دیتے اور خود پیچھے چلتے اور جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور ابو حنیفہؒ موجود ہوتے تو جواب نہیں دیتے تھے صرف ابو حنیفہؒ ہی جواب دیتے۔

صیمری نے زائدہ سے روایت کی کہ میں نے سفیان ثوریؒ کے سرہانے ایک کتاب دیکھی جسے وہ دیکھا کرتے تھے میں نے بھی دیکھنے کی

اجازت مانگی انہوں نے اٹھا کر مجھے دے دی جب دیکھا تو امام ابو حنیفہؒ کی "کتاب الرہن" تھی میں نے عرض کیا کہ آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو پسند ہے کہ ان کی سب کتابیں میرے پاس جمع ہوتیں اور میں ان کو دیکھتا علم کی شرح میں کوئی حد باقی نہیں رہ گئی ہے لیکن ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔

ابو یعقوب یوسف بن احمد مکی نے حسن بن ابو مالک سے روایت بیان کی کہ میں نے ابو یوسفؒ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ سفیان ثوریؒ، ابو حنیفہؒ کے مجھ سے زیادہ متبع تھے۔

ابو القاسم بن کاس نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے روایت نقل کی کہ میں نے سفیان ثوری سے عرض کیا " **ما تقول فی الدعوة قبل الحرب**"(لڑائی سے پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دینے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟) انہوں نے فرمایا اب لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ کس بات پر ان سے جنگ ہے؟ (یعنی دعوت ضروری نہیں) میں نے عرض کیا ابو حنیفہؒ اس بارے میں وہ بات کہتے ہیں جو آپ کو پہونچ چکی ہے یہ سن کر انہوں نے سر جھکا لیا تھوڑی دیر بعد اٹھایا دائیں بائیں نظر کی، کسی کو نہیں دیکھا اس کے بعد فرمایا یقیناً ابو حنیفہؒ علم کی باریکیوں تک آسانی سے پہنچ جاتے تھے خدا کی قسم علم کو مضبوطی سے لینے والے تھے، حرام چیزوں سے لوگوں کو روکنے والے تھے، وہ ثقہ راویوں کی احادیث کو تلاش کرتے رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کی تلاش میں لگے رہتے تھے، علمائے اہل کوفہ کو اتباعِ حق میں جس چیز پر پایا، لے لیا اور اس کو اپنا طریقہ بنالیا ایک قوم نے ان پر عیب لگایا ہم نے ان کا جواب نہیں دیا خاموش رہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں۔

۷۔ امام اوزاعی

خطیب بغدادیؒ نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں ملک شام میں امام اوزاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو بیروت میں پایا انہوں نے مجھ سے فرمایا اے خراسانی! وہ بدعتی کون ہے جو کوفے میں ظاہر ہوا ہے جس کو ابو حنیفہؒ کہتے ہیں؟ میں اپنے گھر واپس آیا اور امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کو از سر نو پڑھا، ان میں سے کچھ عمدہ عمدہ مسئلے نکالے تین دن تک یہ کام کرتا رہا تیسرے دن حاضر ہوا وہ مؤذن اور امام تھے کتاب میرے ہاتھ میں تھی وہ فرمانے لگے یہ کتاب کیا ہے؟ میں نے پکڑا دیا انہوں نے اس میں سے ایک مسئلہ دیکھا جس پر میں نے لکھ رکھا تھا "قال نعمان بن ثابت" وہ اذان کے بعد کھڑے کے کھڑے رہ گئے کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھ ڈالا پھر کتاب آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی پھر کتاب نکالی اور پوری پڑھ ڈالی پھر فرمایا خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون ہے؟ میں نے عرض کیا ایک شیخ ہیں جن کی زیارت میں نے عراق میں کی۔ فرمانے لگے یہ مشائخ میں صاحبِ فضیلت ہیں جاؤ ان سے بہت زیادہ علم حاصل کرو میں نے عرض کیا کہ یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

اس قصہ کو ابوالقاسم جرجانی نے بھی عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے ان کی روایت کے آخر میں اتنا اضافہ ہے کہ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعی مکہ مکرمہ میں مل گئے اور آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے میں نے دیکھا کہ امام اوزاعیؒ ان مسائل کے بارے میں جو میرے رقعہ میں تھے بحث کر رہے تھے اور امام ابو حنیفہؒ اس سے زیادہ وضاحت کر رہے تھے جو میں نے اپنے رقعہ میں لکھ رکھا تھا جب دونوں الگ ہو گئے

تو میں امام اوزاعی سے ملا انہوں نے فرمایا کہ مجھے امام ابو حنیفہؒ پر ان کے کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آیا اللہ سے استغفار کرتا ہوں میں کھلی ہوئی غلطی پر تھا تم ان کو لازم پکڑو! وہ اس کے خلاف ہیں جو مجھ کو پہونچی۔ اس واقعہ کو صیمری نے بھی اخبار ابی حنیفہ میں صفحہ ۷۸ پر نقل کیا ہے۔

۸-ابن جریج

صیمری نے ابن جریج سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو نعمان فقیہ کوفہ کے بارے میں یہ خبر ملی ہے کہ وہ بڑے پرہیزگار، اپنے دین اور اپنے علم کی حفاظت کرنے والے ہیں، اہل دنیا، آخرت والوں پر اثرانداز نہیں ہوسکتے میں سمجھتا ہوں کہ علم میں ان کی عجیب شان ہوگی۔

ابو محمد حارثی نے سعید بن صالح قداح سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ابو حنیفہؒ کا ابن جریج کے سامنے تذکرہ کرتے تھے وہ اس کو بہت اچھا سمجھتے تھے اور ان سے محبت کرنے والے، کثرت سے ان کا ذکر کرنے والے تھے۔

ابو یحییٰ نیشاپوری نے اپنی مناقب میں عمر بن ہارون سے روایت کی ہے کہ ابن جریج کے پاس امام ابو حنیفہؒ کا ذکر آیا تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا چپ ہو جاؤ بے شک وہ فقیہ ہیں بے شک وہ فقیہ ہیں بے شک وہ فقیہ ہیں تین بار فرمایا۔

۹-امام احمد بن حنبل

قاضی ابو القاسم بن کاس نے فرمایا کہ ہم سے ابو بکر مروزی نے بیان کیا کہ میں نے ابو عبداللہ، احمد بن حنبلؒ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ

ہمارے نزدیک یہ بات صحیح نہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ قرآن مخلوق ہے میں نے کہا الحمد اللہ !! ابو عبد اللہ ! وہ علم کے اونچے مقام پر تھے اس پر انہوں نے فرمایا سبحان اللہ !! وہ علم ، پرہیزگاری ، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کو ترجیح دینے میں ایسے مقام پر تھے کہ ان کے اس مقام پر کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ قطعی بات ہے کہ ان کو کوڑوں سے پیٹا گیا اس بات پر کہ ابو جعفر منصور کے قاضی بن جائیں ، مگر نہیں بنے۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اس کی رضا انھیں حاصل ہو۔

۱۰- یزید بن ہارون

خطیب بغدادی نے ضرار بن صرد سے روایت کی ہے کہ یزید بن ہارون سے سوال کیا گیا کہ ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ میں سے کون بڑا فقیہ ہے ؟ انہوں نے فرمایا سفیان ثوریؒ حفظِ حدیث میں بڑھے ہوئے ہیں اور ابو حنیفہؒ فقہ میں۔

خطیب نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حافظ سجادہ نے کہا کہ میں اور ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون کی خدمت میں گئے ابو مسلم نے عرض کیا ابو خالد ! آپ ابو حنیفہؒ اور ان کی کتابوں کے مطالعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ انہوں نے فرمایا اگر تم فقیہ بنتا چاہتے ہو تو ان کی کتابیں دیکھو میں کسی فقیہ کو نہیں جانتا جو ان کے قول کے دیکھنے کو ناپسند کرتا ہو سفیان ثوریؒ نے ابو حنیفہؒ کی "کتاب الرہن" کو اپنے لئے نقل کیا۔

صیمری نے تمیم بن منتصر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے یزید بن ہارون سے کہا ابو خالد ! امام مالکؒ کی رائے آپ کو امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے زیادہ پسند ہے ؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ امام مالکؒ کی حدیثیں لکھو وہ حدیث کے راویوں کو خوب پرکھنے والے تھے رہی فقہ تو

یہ ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا فن ہے اور علم فرائض تو ایسا ہے گویا یہ لوگ اس کے لئے پیدا ہی کئے گئے ہیں تمیم بن منتصر سے امام ضمری نے یہ بھی روایت کی کہ میں یزید بن ہارون کی خدمت میں تھا اچانک ابو حنیفہؒ کا ذکر آ گیا ایک آدمی نے امام صاحب کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون بڑی دیر تک گردن جھکائے رہے لوگوں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم کرے فرمایئے۔ کہنے لگے کہ امام ابو حنیفہؒ متقی تھے جو عیب ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، ان سے پاک تھے، دنیا کو ٹھکرانے والے تھے، عالم تھے، سچی زبان والے تھے، اپنے وقت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے ان کے ہمعصروں میں سے جس کو بھی میں نے پایا سب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔

۱۱۔ فضل بن دکین

خطیب نے حافظ ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ مسائل میں غوطہ لگانے والے تھے۔

۱۲۔ عبد اللہ بن داؤد خریبی

خطیب نے امام عبد اللہ بن داؤد خریبی سے روایت کی ہے کہ اہلِ اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہؒ کے لئے دعا کریں اس کے بعد انہوں نے امام صاحب کی سنن اور فقہ کی حفاظت کا تذکرہ کیا۔ خطیب نے نصر بن علی سے روایت کی کہ میں نے عبد اللہ بن داؤد خریبی کو کہتے ہوئے سنا کہ لوگ ابو حنیفہؒ کے بارے میں دو طرح کے ہیں ایک حاسد، ایک جاہل میرے نزدیک جاہل حاسد سے اچھی حالت میں ہے۔

۱۳- نصر بن علی

صیمری نے نصر بن علی سے روایت کی کہ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن اور جہالت سے نکل جائے اور یہ کہ فقہ کی حلاوت اس کو میسر ہو تو اسے چاہئے کہ امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

۱۴- شداد بن حکیم

خطیب نے شداد بن حکیم سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ سے بڑا فقیہ میں نے نہیں دیکھا۔

۱۵- مکی بن ابراہیم

خطیب نے حافظ مکی بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم تھے

۱۶- یحییٰ بن سعید

خطیب نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطانؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تکذیب نہیں کر سکتے کہ ابو حنیفہؒ کی رائے سے بہتر ہم نے سنا۔ ہم نے ان کے اقوال کو اختیار کر لیا ہے یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ یحییٰ بن سعید قطان فتویٰ میں اہل کوفہ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے تھے اور اہل کوفہ میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو اختیار کرتے اور انہی کی رائے کی اتباع کرتے تھے۔

خطیب نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کس قدر اچھی باتیں ہیں جو امام ابو حنیفہؒ نے فرمائیں۔

۱۷۔ نضر بن شمیل

خطیب نے نضر بن شمیل سے روایت کی ہے کہ لوگ فقہ سے غفلت میں تھے امام ابو حنیفہؒ نے اس کا دروازہ کھول کر لوگوں کو نیند سے بیدار کر دیا انہوں نے فقہ کو واضح اور منقح کیا۔

۱۸۔ ابو یحییٰ حمانی

خطیب نے ابو یحییٰ حمانی سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔

ابو محمد حارثی نے ابو یحییٰ حمانی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے ہمعصروں میں سے جس کا بھی ابو حنیفہ سے کسی خیر میں مقابلہ کیا تو ابو حنیفہؒ کو اس سے افضل پایا۔ میں کبھی کسی بزرگ سے نہیں ملا جو امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ افضل، پرہیزگار اور فقہ کا جاننے والا ہو۔

۱۹۔ مسعر بن کدام

خطیب نے حافظ مسعر بن کدام سے روایت کی ہے کہ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہؒ کو واسطہ کر دیا، مجھے امید ہے کہ اس کو کوئی خوف نہیں اور اس نے اپنی احتیاط میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔

قاضی ابو القاسم بن کاس نے جعفر بن عون سے روایت کی ہے کہ مسعر بن کدام سے عرض کیا گیا کہ آپ نے اپنے اصحاب کی رائے چھوڑ کر ابو حنیفہؒ کی رائے کیوں اختیار کر لی؟ تو انہوں نے فرمایا ان کی رائے کی صحت کی وجہ سے۔ آپ حضرات امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے بہتر رائے پیش کریں میں اس کو اپنا لوں گا۔

انہوں نے مسعر بن کدام سے یہ بھی روایت کی ہے کہ ہم نے

حدیث ابو حنیفہؒ کے ساتھ حاصل کی تو وہ ہم پر غالب آگئے پھر ہم نے ترکِ دنیا کو اپنایا تو وہ اس میں بھی فوقیت لے گئے اس کے بعد ان کے ساتھ فقہ حاصل کی تو فقہی کمال تمہارے سامنے ہے ہی۔

انہوں نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں نے مسعر بن کدام کو ابو حنیفہؒ کے حلقہ میں دیکھا امام صاحبؒ کے سامنے بیٹھے سوال کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ کسی کالے بال والے کو ابو حنیفہؒ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

صیمری نے مسعر بن کدام سے نقل کیا ہے کہ کوفہ میں صرف دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں! ابو حنیفہؒ پر ان کی فقہ میں اور حسن بن صالحؒ کے زہد میں۔

ابو یعقوب یوسف بن احمد مکی نے عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ میں نے مسعر بن کدام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی امام ابو حنیفہؒ پر رحم کرے بے شک وہ فقیہ اور بڑے عالم تھے۔

۲۰- عیسیٰ بن یونس

ابو یعقوب بن احمد مکی نے سلیمان شاذ کونی سے روایت کی کہ عیسیٰ بن یونس نے مجھ سے کہا کہ ہرگز ہرگز ابو حنیفہؒ کے بارے میں بری بات مت کہنا اور جو کوئی ان کے بارے میں غلط، یا بری بات کہہ رہا ہو، ہرگز اس کی تصدیق مت کرنا اس لئے کہ خدا کی قسم میں نے ان سے افضل اور ان سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۲- حافظ معمر

خطیب نے حافظ معمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں

کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں ابو حنیفہؒ سے بات کر سکتا ہو یا اس کو قیاس اور نصوص کی وضاحت پر ان سے زیادہ قدرت ہو اور اللہ کے دین میں کوئی شک کی بات داخل ہو اس کے متعلق ابو حنیفہؒ سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

۲۲-ابو جعفر رازی

خطیب نے عبد اللہ بن ابو جعفر رازی سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑا فقیہ اور ان سے بڑا پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا۔

۲۳- فضیل بن عیاض

خطیب نے فضیل بن عیاضؒ سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ فقیہ آدمی تھے، فقہ میں مشہور تھے، پرہیز گاری میں معروف تھے، بڑے مالدار تھے جو ان کے پاس جاتا اس پر فضل فرماتے ان کی بڑی شہرت تھی رات دن علوم دینیہ کی تعلیم پر صبر کرنیوالے تھے اکثر خاموش رہتے کم بولتے البتہ جب کوئی مسئلہ حلال اور حرام کا آجاتا تو بہت اچھی طرح حق پر دلائل قائم فرماتے۔ بادشاہوں سے دور بھاگتے تھے۔

۲۴-امام ابو یوسفؒ

خطیب نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ میں ابو حنیفہؒ کے لئے والدین سے پہلے دعا کرتا ہوں کیوں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں امام حماد کے لئے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں

صیمری نے یحییٰ بن اکثمؒ سے نقل کیا ہے کہ جب امام ابو یوسف سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اس کا جواب دیتے اور فرماتے کہ یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے جو شخص امام ابو حنیفہؒ کو اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان

کر دے گا وہ اپنے دین میں مخلص ہو جائے گا

۲۵- یحییٰ بن اکثم

صیمری نے یحییٰ بن اکثم سے روایت کی ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ ابو حنیفہؒ کو اللہ نے فقہ، علم و عمل، جود و سخا اور قرآنی اخلاق سے مزین فرمایا ہے۔

صیمری نے یحییٰ بن اکثم سے یہ بھی روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ پہلے بزرگوں کے صحیح جانشین تھے خدا کی قسم روئے زمین پر ان جیسا کوئی خلیفہ و جانشین نہیں ہوا۔

۲٦- امام اعمش

خطیب نے ابو عباد حنفی سے روایت کی ہے کہ امام اعمش نے امام ابو یوسف سے کہا کہ تمہارے استاذ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول "عتق الامة طلاقها" کو کیوں چھوڑ دیا؟ امام ابو یوسف نے عرض کیا کہ آپ کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں آپ نے حضرت بریرہؓ کو جب وہ آزاد ہوئیں تو اختیار دیا کہ غلامی کے زمانہ کے شوہر کو اختیار کریں یا اپنے آپ کو، انہوں نے آزادی کو اختیار کر لیا۔ اعمشؒ نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ بہت ہوشیار ہیں ان کو امام ابو حنیفہؒ کا یہ استنباط بہت پسند آیا۔

یعقوب بن شیبہ نے امام اعمشؒ سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا اچھا جواب نعمان بن ثابت خزاز دے سکتے ہیں میرا یقین ہے کہ ان کے علم میں برکت عطا کی گئی ہے

۲۷- فضل بن موسیٰ سینانی

ابو یعقوب مکی نے یحییٰ بن آدم سے روایت کی ہے کہ میں نے فضل

بن موسیٰ سینانی سے کہا کہ جو لوگ امام ابو حنیفہؒ کی برائی اور غیبت میں لگے ہوئے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ وہ علم لائے جس کو یہ لوگ نہیں جانتے ہیں بس ان سے حسد کرنے لگے۔

۲۸- عبد اللہ بن یزید مقری

خطیبؒ نے ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن یزید مقری سے روایت کی ہے کہ کسی کالے سر والے کو ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔
خطیب بغدادی نے بشر بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن یزید مقری جب ہم سے ابو حنیفہؒ کی حدیث بیان کرتے تو فرماتے "حدثنا شاھان شاہ" یعنی علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی۔

۲۹- وکیع بن جراح

خطیب نے امام وکیع بن جراح سے روایت کی کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

۳۰- یحییٰ بن معین

صمیریؒ نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ فقہاء چار ہوئے ہیں: ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، امام مالکؒ، اور امام اوزاعیؒ۔
یحییٰ بن معین سے یہ بھی روایت ہے کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے اور فقہ ابو حنیفہؒ کی میں نے لوگوں کو اسی پر پایا ہے۔

یحییٰ بن معین سے یہ بھی روایت ہے کہ ان سے معلوم کیا گیا کہ

کیا سفیان ثوریؒ نے ابو حنیفہؒ سے حدیث روایت کی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔ ابو حنیفہؒ ثقہ تھے حدیث اور فقہ بیان کرنے میں سچے تھے اور اللہ کے دین کے سلسلہ میں مامون تھے۔

ابو یعقوبؒ یوسف بن احمد مکی نے عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی سے روایت کی ہے کہ یحیٰی بن معین سے ابو حنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا یحیٰی بن معینؒ نے فرمایا ثقہ ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے ان کو ضعیف کہا ہو دیکھو یہ شعبہ بن حجاج ہیں امام ابو حنیفہؒ کو لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں، ان کو حدیث بیان کرنے کا حکم دیتے ہیں اور شعبہ شعبہ ہی ہیں یعنی علم حدیث میں عظیم المرتبت ہیں۔

۳۱- امام محمد

صیمری نے امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ میں یکتا تھے اگر ان سے زمین پھٹتی تو علم کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ سے پھٹتی۔ جود و سخا، غمخواری، پرہیز گاری اور اللہ کے لئے ایثار سے پھٹتی، علم اور فقہ سے پھٹتی۔

۳۲- یزید بن زریع

خطیب نے یزید بن زریع سے روایت کی ہے کہ جب ان کے پاس ابو حنیفہؒ کا ذکر مبارک ہوتا تو فرماتے " هيهات طارت بفتياه البغال الشهب " تیز رفتار سواریاں ان کے فتاویٰ کو بہت دور تک لے اڑیں۔

خطیب نے حافظ حکم بن ہشام ثقفی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہؒ ایسے تھے کہ کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ سے نہ نکالتے تھے (کافر قرار نہ دیتے تھے) یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اس دروازہ سے

نکل جاتا جس سے داخل ہوا تھا (یعنی کفر کو اختیار کر لیتا) امانت کے اعتبار سے بھی لوگوں سے بڑے تھے۔ بادشاہ نے چاہا کہ آپ خزانوں کی تالیوں کا انتظام قبول کریں ورنہ کوڑے لگیں گے تو ابو حنیفہؒ نے اس کی سزا اور عذاب کو اختیار کر لیا تاکہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

۳۳۔ ابن محمد لیثی

خطیب نے ابن محمد لیثی سے روایت کی کہ میں نے کوفہ پہنچ کر سب سے بڑے عابد کے متعلق معلومات کیں تو ابو حنیفہؒ کی پاس بھیج دیا گیا جب میں بڑھاپے میں دوبارہ پہونچا تو سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں معلومات کیں اس وقت بھی ابو حنیفہؒ کے پاس بھیجا گیا۔

۳۴۔ حسن بن عمارہ

خطیب نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں نے حسن بن عمارہ کو ابو حنیفہؒ کی رکاب پکڑے ہوئے امام صاحب کو خطاب فرما کر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم ہم نے آپ سے زیادہ بلیغ، غور و فکر کرنے والا اور حاضر جواب کسی کو نہیں پایا۔ بیشک آپ اپنے وقت کے تمام فقہاء کے سردار ہیں اور یہ بات یقینی ہے اور جن لوگوں نے آپ پر طعن کیا ہے، وہ سراسر حسد کی وجہ سے کیا ہے۔

۳۵۔ قاسم بن معن

خطیب نے حجر بن عبد الجبار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے قاسم بن معن بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ کے غلاموں میں سے ہوں؟ قاسمؒ نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کی مجلس سے زیادہ کوئی مجلس نفع بخش نہیں اور فرمایا کہ آؤ چلیں۔

جب وہ امام صاحبؒ کے پاس آئے تو وہ شخص امام صاحبؒ سے چمٹ گیا اور کہا کہ اس جیسا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ امام صاحبؒ پرہیزگار اور بڑے سخی تھے۔

۳۶- بشر بن حارث

خطیبؒ نے بشر بن حارث سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر تم پرہیزگاری چاہتے ہو تو سفیان ثوریؒ کو لازم پکڑو اور اگر باریک ترین مسائل پر مطلع ہونا چاہتے ہو تو ابو حنیفہؒ کو لازم پکڑو۔

۳۷- حماد بن ابی سلیمان

صیمری نے امام شعبہ بن الحجاج سے روایت کی ہے کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابو حنیفہؒ ہمارے پاس وقار، ادب اور ورع کے ساتھ بیٹھتے ہیں ہم ان کو علم کی غذا پہنچاتے ہیں۔ شعبہ نے کہا میں حماد کے اس قول کی وجہ سے ڈرتا ہوں۔ ابو حنیفہؒ خدا کی قسم حسنِ فہم اور جودتِ حفظ کی دولت سے مالا مال تھے لوگوں نے ان پر بلاوجہ زبان درازی کی جس کا خمیازہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھگتنا ہوگا اور میں خوب جانتا ہوں کہ علم ابو حنیفہؒ کا ہم نشین ہے جیسا کہ میں یہ جانتا ہوں کہ دن کی روشنی رات کی تاریکی پر چھا جاتی ہے۔

۳۸- شعبہ بن حجاج

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے شبابہ بن سوار سے روایت کی ہے کہ شعبہ بن حجاج امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے تھے ان پر بہت رحم کرتے تھے کیونکہ حساد ان کو بہت ستاتے تھے۔

۳۹-ایوب سختیانی

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے حماد بن زید سے روایت کی ہے کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تو ایوب بن ابی تیمہ سختیانی کے پاس رخصت ہونے کے لئے آیا انہوں نے فرمایا مجھ کو خبر پہونچی ہے کہ رجل صالح فقیہ ابو حنیفہؒ حج کا ارادہ کر رہے ہیں ان کو میر اسلام کہہ دینا۔

۴۰-عبد اللہ بن عون

انہوں نے عبد اللہ بن عون سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ رات کو بیدار رہنے والے، عبادت گذار آدمی ہیں کسی نے کہا وہ تو آج ایک بات کہتے ہیں پھر کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں ابن عون نے فرمایا کہ یہ ان کی پرہیزگاری کی دلیل ہے کیوں کہ وہ خطا سے صواب کی طرف لوٹ آتے ہیں اگر ورع نہ ہوتا تو اپنی غلطی کے اوپر جم جاتے اور اعتراض کو دفع کرتے۔

۴۱-عمرو بن دینار

انہوں نے حماد بن زید سے نقل کیا ہے کہ ہم عمرو بن دینار کے پاس آتے تھے جب ابو حنیفہؒ آجاتے تو ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم کو چھوڑ دیتے ہم ابو حنیفہؒ سے کہتے اور وہ عمرو بن دینار سے کہتے تب وہ حدیث بیان فرماتے تھے۔

انہوں نے ہی محمد بن فضیل سے روایت کی کہ ہم خصیف بن عبد الرحمٰن کی خدمت میں ابو حنیفہؒ کے ساتھ حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر خصیف بن عبد الرحمٰن کھڑے ہو گئے، ان کا استقبال کیا ان کی طرف

متوجہ ہوئے ان کی بڑی عظمت کی۔ ابو حنیفہؒ نے ان سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شتر مرغ کے بیضہ والی حدیث کی بارے میں پوچھا۔ خصیفؒ نے فرمایا مجھ سے ابو عبید نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے شتر مرغ کے انڈے کے بارے میں جس کو محرم نقصان پہنچادے یہ بات بیان کی کہ اس پر قیمت واجب ہے۔

۴۲۔عبد العزیز بن ابو روّاد

ابو محمد حارثی نے حافظ عبد العزیز بن ابو روّاد سے اس طرح نقل کیا ہے کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان ابو حنیفہؒ حد فاصل ہیں جو ان سے محبت اور دوستی رکھتا ہے ہم جان لیتے ہیں کہ یہ اہلِ سنت والجماعت میں سے ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بدعتی ہے۔

۴۳۔سعید بن ابو عروبہ

قاضی ابو القاسم بن کاس نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ ہم سعید بن ابو عروبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا مجھے ابو حنیفہؒ کے علم کثیر، خدمتِ خلقِ خدا اور علوم کی گہرائی کی خبریں ملی ہیں کاش آپ لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے۔

صمری نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ میں سعید بن ابو عروبہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا ابو محمد! میں نے اس علم جیسا نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر کوفہ سے ابو حنیفہؒ کی طرف سے آرہا ہے میں بڑا مشتاق ہوں کہ اللہ اس علم کو جو ابو حنیفہؒ کے پاس ہے مؤمنین کے قلوب میں منتقل فرمادے یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس

آدمی کے لئے فقہ کا عجیب دروازہ کھول دیا ہے جیسے کہ وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہوں۔

۴۴-زہیر بن معاویہ

ابوالقاسم بن کاس نے عبداللہ بن ابو عبدالرحمٰن بحتری سے نقل کیا ہے کہ میں زہیر بن معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا ابو حنیفہؒ کے پاس سے۔ فرمانے لگے سبحان اللہ!! آپ کا ان کی خدمت میں ایک دن بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۴۵-خارجہ بن مصعب

ابوالقاسم بن کاس نے خارجہ بن مصعب سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چکی میں کھونٹی (کہ چکی اس پر گھومتی ہے ایسے ہی فقہاء کے اقوال ابو حنیفہؒ کے گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پرکھتا ہے۔

۴۶-نوح بن ابو مریم

ابوالقاسم بن کاس نے ابو عصمہ نوح بن ابو مریم سے روایت کی ہے کہ فقہاء میں ابو حنیفہؒ سے زیادہ صاحبِ علم میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

۴۷- محمد بن میمون

انہوں نے حافظ ابو حمزہ سکری محمد بن میمون سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی عالم تھا، نہ پرہیزگار، نہ تارکِ دنیا، نہ صاحبِ معرفت اور نہ فقیہ۔ خدا کی قسم ان سے علم حاصل

کرنے کے بدلہ اگر مجھے ایک لاکھ اشرفیاں ملتیں تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی۔

۴۸۔ابراہیم بن ابو معاویہ

ابراہیم بن ابو معاویہ نے ضریر سے نقل کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سنت کی تکمیل ابو حنیفہؒ کی محبت ہے۔

ابو محمد حارثی نے انہی ضریر سے نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ انصاف کی تعریف کرتے تھے اور انصاف ہی کی بات کہتے تھے انہوں نے لوگوں کے لئے علم کا راستہ اور اس کے حاصل کرنے کی ترکیب بیان کی اور لوگوں کے سامنے علم کی شرح کر دی، علم کے مشکلات کو واضح کر دیا کون ہے جو علم میں ان کے مقام تک پہنچا۔ علم سے ایسی ہدایت کسی کو نہ ملی جیسی ان کو ملی ان کے اوپر اللہ کا احسان بہت ہی بڑا ہے اور ان کا احسان ہم سب پر۔

۴۹۔اسد بن حکیم

ابو القاسم بن کاس نے اسد بن حکیم سے نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ کی بدگوئی صرف جاہل، یا حاسد ہی کر سکتا ہے ابو محمد حارثی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

۵۰۔ابو سلیمان جوزجانی

ابو محمد حارثی نے ابو سلیمان جوزجانی سے نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فقہ کو اور واضح کر دیا تھا۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے اصحاب کسی مسئلہ میں گفتگو شروع کرتے، بات بڑھ جاتی، آواز بلند ہو جاتی تھی ہر پہلو پر بحث کرتے تھے اور امام ابو حنیفہؒ خاموش سنتے رہتے

پھر جب ابو حنیفہؒ اس کی شرح شروع کرتے تو تمام شاگرد ایسے خاموش ہو جاتے گویا مجلس میں کوئی ہے ہی نہیں حالانکہ ان میں فقہ اور علم کے پہاڑ موجود ہوتے۔ صرف ابو حنیفہؒ بولتے پھر جب وہ خاموش ہوتے تو ان میں بعض شاگرد بول اٹھتے پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کے لئے ہم سب کو خاموش کر دیا۔

ابو سلیمان جوزجانی نے فرمایا ابو حنیفہؒ عجائب دوراں میں سے تھے ان کے کلام سے وہی آدمی منہ پھیر سکتا ہے جو ناواقف ہو یا اس کی سمجھ نہ رکھتا ہو۔

۵۱- عطاء بن ابی رباح

صیمری نے حارث بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ہم عطاء بن ابی رباح کے پاس بیٹھے ہوتے تھے جب ابو حنیفہؒ آتے تو ان کے لئے جگہ بناتے اور اپنے قریب بیٹھاتے۔

انہوں نے نصر بن علی سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوالقاسم سے کہا آپ کے نزدیک ابو حنیفہؒ بڑے فقیہ ہیں، یا سفیان ثوریؒ؟ تو انہوں نے فرمایا ابو حنیفہؒ میرے نزدیک ابن جریج سے بھی زیادہ فقیہ ہیں ان سے زیادہ فقہ پر قادر شخص میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔

۵۲- داؤد طائی

انہوں نے داؤد طائی سے نقل کیا ہے کہ ان کے پاس ابو حنیفہؒ کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا یہ ایسے ستارے ہیں جس سے رات کو راستہ چلنے والا راستہ پاتا ہے اور وہ علم ہیں جس کو مؤمنین کے دلوں نے قبول کر لیا ہے۔

۵۳- یوسف بن خالد سمتی

صیمری نے فقیہ یوسف بن خالد سمتی سے روایت کی ہے کہ ہم عثمان بتی کے پاس بصرہ میں بیٹھا کرتے تھے جب کوفہ آئے تو ابو حنیفہؒ کے پاس بیٹھنے لگے بھلا کہاں سمندر اور کہاں چھوٹی سی نہر۔ کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ان کا ذکر کرتا اور کہتا کہ میں نے ان جیسا دیکھا ہے ان کو علم میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔ ان پر لوگ بہت حسد کرتے تھے۔

۵۴- قاضی شریک

انہوں نے قاضی شریک سے نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ لمبی خاموشی، کثیر التفکر، دقیق النظر فی الفقہ، لطیف الاخراج فی العلم والعمل والبحث تھے۔ طلبہ کے ساتھ بہت صبر کرتے تھے اگر طالب علم محتاج ہوتا تو اس کو مالدار بنا دیتے زمانہ طالب علمی تک اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لئے وظیفہ جاری کر دیتے جب وہ پڑھ چکتا تو فرماتے اب تم حلال اور حرام کو جان کر بڑی مالداری اور غنائے اکبر تک پہنچ گئے۔

خطیب نے خلف بن ایوب سے روایت کی ہے کہ علم اللہ جل مجدہٗ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا پھر ان کے پاس سے صحابہؓ کی طرف منتقل ہوا پھر اصحابہؓ سے تابعینؒ کی طرف پھر تابعینؒ سے ابو حنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کی طرف چلا گیا اب جس کا جی چاہے راضی ہو جس کا جی چاہے ناراض ہو۔

۵۵- خزیمہ

ابو محمد حارثیؒ نے عمر بن محمد سے روایت کی ہے کہ میں نے خزیمہ سے اس وقت سنا جبکہ ان کے پاس امام ابو حنیفہؒ کا تذکرہ ہوا انہوں نے

فرمایا کہ آپ لوگوں نے بہترین فاضل آدمی کا تذکرہ کیا۔

۵۶-ابو ضمرہ

حسن بن بہلول سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو ضمرہ سے سناوہ ابو حنیفہؒ کا تذکرہ بڑی اچھائی سے کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے بڑا تعجب ہے کہ ایسے مشغلے کے ساتھ ایسی عبادت کس طرح ہوتی تھی؟

۵۷-عبدالعزیز بن ابو سلمہ

عبدالعزیز بن ابو سلمہ الماجشون سے روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہم نے ان سے مسائل کے سلسلہ میں گفتگو کی وہ بہترین دلیلوں سے استدلال کرتے تھے ان پر کوئی عیب نہیں ہم سب رائے و قیاس سے بحث کرتے اور امام صاحب اس کی دلیل دیتے تھے۔

۵۸-مغیرہ بن شعبہ

جریر سے روایت ہے کہ مغیرہ مجھ کو ملامت کرتے تھے جب ابو حنیفہؒ کی مجلس میں نہیں حاضر ہوتا تھا اور فرماتے تھے کہ برابر حاضر ہوا کرو ان کی مجلس سے غیر حاضر مت رہو کیونکہ ہم لوگ حماد بن ابو سلیمان کے پاس حاضر ہوتے تھے تو وہ اس علم کی ہمارے لئے وضاحت نہیں کرتے تھے بلکہ ابو حنیفہؒ کے لئے کرتے تھے۔

۵۹-رقبہ بن مصقلہ

رقبہ بن مصقلہ سے روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ علم میں اس طرح گھسے کہ ان سے پہلے کوئی نہیں گھسا پھر کیا تھا جس چیز کا ارادہ کیا حاصل ہو گئی۔

۶۰- جریج بن معاویہ

یحییٰ بن آدم سے روایت ہے کہ جریج بن معاویہ جب امام ابو حنیفہؒ کا تذکرہ کرتے تو بڑی تعظیم سے کرتے اور بڑی تعریف کرتے میں نے عرض کیا معاملہ کیا ہے؟ آپ جب ابو حنیفہؒ کا ذکر کرتے ہیں تو بڑی تعظیم کرتے لور بڑی تعریف کرتے ہیں اور جب کسی اور کا ذکر کرتے ہیں تو کچھ نہیں؟ انہوں نے فرمایا ابو حنیفہؒ کا مقام ان کے علم سے نفع اٹھانے میں اور لوگوں کے مقام کی طرح نہیں۔ اس لئے ان کے تذکرے کے وقت خصوصیت کے ساتھ ان کی بزرگی اور مدح سرائی کرتا ہوں۔ تاکہ لوگوں کو ان کے حق میں دعاء کی رغبت ہو۔

۶۱- امام ابو شیبہ

عثمان بن شیبہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہؒ مسجد میں اس جگہ بیٹھے اور کچھ انہوں نے فرمایا۔ بعض لوگوں نے کہا ان کو چھوڑو میں نہیں سمجھتا کہ ان کی بات پل پار جاسکے گی۔ میرے والد ابو شیبہؒ نے فرمایا کہ چند ہی دن گذرے تھے کہ ان کا کلام سننے کے لئے لوگ اطراف واکناف سے آنے لگے۔

۶۲- امام زفر بن ہذیل

امام زفر بن ہذیل سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں ۲۰ سال سے زیادہ بیٹھا۔ میں نے ان سے بڑھ کر لوگوں کا خیر خواہ اور مہربان کسی کو نہیں دیکھا انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دیا تھا سارے دن تو وہ علم میں مشغول رہتے تھے، مسائل اور نئے نئے پیش آمدہ استفتاء آتے اور وہ ان کا جواب دیتے جب مسند درس سے اٹھتے

تو مریض کی تیمارداری، جنازہ کے پیچھے چلنا، کسی فقیر کی غمخواری، یا کسی مسلمان بھائی سے ملاقات یالور کسی حاجت روائی کے لئے چل دیتے جب رات ہوتی تو عبادت، تلاوت قرآن کریم لور نماز کے لئے تنہائی اختیار کرتے موت تک ان کا یہی طریقہ رہا۔

صمری نے وکیع بن جراح سے روایت کی کہ سفیان ثوری لور ابو حنیفہ کا تذکرہ ہوا تو امام زفر نے فرمایا ابو حنیفہ سے افضل کون تھا؟ انہوں نے غیبت چھوڑ دی لور پرہیز گاری کے ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ مخلوق وہاں تک پہنچنے سے عاجز تھی۔ سب کچھ برداشت کرنے والے لور صبر کرنے والے تھے۔

۶۳-سعید بن عبد العزیز

صمری نے سعید بن عبد العزیز امام اہل شام سے روایت کی کہ سعید بن عبد العزیز نے فرمایا لوگو! سنو میں مکہ مکرمہ میں ابو حنیفہؒ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ وہ جو چاہتے ہیں اس کے کہنے پر قادر ہیں علم کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوتے ہیں لور جو چاہتے ہیں نکال لیتے ہیں یہ فن ان کے لیے بہت آسان ہے۔

۶۴-حارث بن مسلم

حارث بن مسلم سے روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ کا ایک دن ہمارے زمانہ کے بعض علماء کی ساری زندگی سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ابو حنیفہؒ کا علم عام لوگوں کے نفع کے لئے ہے لور دوسروں کے علم سے لوگوں نے زیادہ نفع نہیں اٹھایا۔

۶۵-ہارون بن مغیرہ

ہارون بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں سے سناوہ کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ان کی ایک مرتبہ نظیر تلاش کی گئی تو نہیں مل سکی۔

۶۶-محمد بن عبد العزیز

محمد بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ ہم ائمہ میں سے کسی بھی امام کو ایسا نہیں پاتے جو اہل اسلام کے امور کو اتنی عظمت دیتا ہو جتنی امام ابو حنیفہؒ دیتے ہیں۔

۶۷-حازم مجتہد

حازم مجتہد سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زہد، عبادت، یقین، توکل اور اجتہاد کے ابواب پر گفتگو کی اللہ اکبر!! انہوں نے ہر بات کی علیحدہ علیحدہ تفسیر کی اور ہر فن کو اچھی طرح دوسرے سے بالکل جدا کر کے بیان فرمایا میں نے ان کو ان ابواب کا عالم پایا (سبحان اللہ) وہ تو فقہاء، زہاد، عباد، اصحابِ یقین، اصحاب توکل اور اصحاب اجتہاد سب کے امام نکلے ان سب امور کے عارفِ کامل تھے۔

مصنفؒ کی شہادتِ عدل

ائمہ دین کے جو آثار واقوال امام ابو حنیفہؒ کے مناقب و محامد میں منقول ہیں وہ مذکورہ بالا ستائشوں سے بہت زیادہ ہیں حق شناس اور منصف مزاج کے لئے مذکورہ آثار ہی کافی ہیں، اسے بد ظنی، بد گوئی سے حسنِ ظن اور حق گوئی کی طرف لا سکتے ہیں اسے قانع بنا سکتے ہیں پھر بھی

آئندہ ابواب میں دوسری باتیں بیان کی جائیں گی۔

ہم اس باب کو ابن عبد البر مالکی کے اس بیان پر ختم کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب "الاستغناء فی الکنی" میں ذکر کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، غضب کے ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت ہی عقلمند تھے البتہ ان کا مذہب یہ تھا کہ اخبار آحاد اگر چہ عادل کی ہوں جب متفق علیہ اصول کے خلاف ہوں تو قبول نہیں کرتے تھے اس لئے اصحاب حدیث نے ان پر عیب لگایا، ان کی برائی بیان کی اور اس معاملہ میں حد سے بڑھ گئے ہم عصروں نے حسد کیا ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ان کی غیبت کو حلال قرار دیا تاہم دوسرا رخ بھی کم نہیں مداحین نے ان کی خوب عظمت بیان کی، ان کا ذکر خیر کثرت سے کیا، ان کو امام بنادیا ان لوگوں نے افراط سے کام لیا۔ دونوں طرف کے لوگوں نے تصیفات لکھیں ایک نے مثالب اور برائیوں میں، دوسرے نے مناقب اور مدح سرائی میں۔

علاوہ ازیں کتاب العلم میں جو کچھ ابن عبد البر نے لکھا ہے اس کو خاتمہ میں نقل کیا جائے گا یہاں خوارزمیؒ کے اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

شهدت لنعمان الإمام بسبق ۔۔۔ فی العلم والتقوی بنو الأيام

وتألبت وتظاهرت فی مدحه ۔۔۔ فرق الهدی وأئمة الإسلام

أهل الحجاز مع العراق بأسرهم ۔۔۔ مدحوه مثل مديح أهل الشام

بل كل أهل الارض قدمدحوا الرضی ۔۔۔ مدحا يجد علی مدی الأعوام

نادوا بأن أبا حنيفة للتقی ۔۔۔ والعلم صار إمام كل إمام

أخذ الإمام من الشريعة والتقی ۔۔۔ ومن العبادة أوفر الأقسام

لله قد مدحوه إذ لم تدعهم ۔۔۔ نحو المديح شوافع الأرحام

عرفت ملوك الحق حق علومه فثنوا إليه أعنة الأعظام

اہل زمانہ نے نعمان بن ثابت کے لئے شہادت دی کہ وہ علم
اور تقوی میں سب سے سبقت لے گئے۔

ہدایت یافتہ جماعتیں اور ائمہ اسلام ان کی مدح سرائی پر متفق رہے
اور مدح سرائی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے

تمام حجازی اور عراقی لوگوں نے ان کی تعریف کی ایسے جیسے اہل
شام نے کی۔

بلکہ تمام روئے زمین کے لوگوں نے ان سے خوش ہو کر ان کی ایسی
تعریف کی جو زمانے کے گذرنے سے پرانی نہ ہو گی بلکہ نئی شگفتگی کے
ساتھ دل کو تازگی بخشے گی۔

وہ سب پکار اٹھے کہ امام ابوحنیفہؒ تقوی اور علم میں سب اماموں
کے امام ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ نے شریعت، تقوی اور عبادت کا سب سے بڑا حصہ
حاصل کر لیا۔

اللہ والوں نے ان کی مدح اللہ کے لئے کی کیونکہ اس مدح پر کوئی
رشتہ ناتا نہیں ابھار رہا تھا۔

حقانیت کے بادشاہوں نے ان کے علوم کے حق کو پہچان لیا اس
لئے تعظیم کی لگام ان کی طرف پھیر دی۔

گیارہواں باب

امام صاحبؒ کی کثرتِ عبادت، شب بیداری اور کثرتِ تلاوتِ قرآنِ کریم

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی عبادت، خاص کر تہجد اور قیام لیل خبر متواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

۱- قاضی ابوالقاسم بن کاس اور خطیب بغدادیؒ نے ابوالعاصم ضحاک بن مخلد سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا نام وتد (کیل) پڑ گیا تھا اس لئے کہ رات کو نماز میں لمبا قیام فرمایا کرتے تھے۔

۲- خطیب بغدادی نے یحییٰ بن ایوب الزاہد سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ رات کو سوتے نہیں تھے۔

۳- حفص بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے تیس سال تک ایک رکعت میں سارا قرآن مجید پڑھ کر قیام لیل فرمایا۔

۴- زافر بن سلیمان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ایک رکعت میں ساری رات گذار دیتے اور اس میں قرآن کریم پڑھ لیتے تھے۔

۵- اسد بن عمر سے روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ نے ۴۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اکثر ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے گھر کے اندر ان کا رونا، باہر سنائی پڑتا تھا ان کے پڑوسی ان پر ترس کھاتے تھے جس جگہ سے گرفتار کر کے بغداد بھیجے گئے اس جگہ سات ہزار مرتبہ قرآن مجید کا ختم کیا تھا۔

۶۔ خطیب ہی نے منصور بن عاصم سے نقل کیا ہے کہ ایک کوفی آدمی ابو حنیفہؒ کی برائی کرنے لگا عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا تیرا ناس ہو کیا تو ایسے آدمی کی بدگوئی کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں جو ایک ہی رات میں ایک ہی رکعت میں سارا قرآن پڑھتا تھا اور جو فقہ میرے پاس ہے وہ انہی ابو حنیفہؒ سے حاصل کی ہوئی ہے۔

۷۔ سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہؒ پر اللہ رحم فرمائے نمازی لوگوں میں سے تھے یعنی بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔

۸۔ سفیان بن عیینہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ہمارے زمانے میں امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر نماز پڑھنے والا مکہ مکرمہ میں کوئی نہیں آیا۔

۹۔ ابو مطیع سے روایت ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا رات کو جس وقت بھی طواف کرنے گیا ابو حنیفہؒ اور سفیان بن عیینہؒ کو طواف کرتے ہوئے پایا۔

۱۰۔ حماد بن امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ جب امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہو گیا تو ہم نے حسن بن عمارہ سے عرض کیا کہ ان کو غسل دے دیں وہ غسل دے کر فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ آپ کے اوپر رحم کرے اور آپ کی مغفرت فرمائے تیس سال سے افطار نہیں کیا (یعنی برابر روزہ رکھتے رہے) اور چالیس سال سے رات کو نہیں سوئے آپ نے اپنی اتباع کرنے میں بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے اور قراء کو جو آپ کی اتباع نہ کر سکیں، رسوا کر دیا ہے۔

۱۱۔ قاضی ابو القاسم بن کاس اور خطیبؒ بغدادی دونوں نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ جا رہا تھا اچانک انہوں نے ایک آدمی کو دوسرے سے کہتے ہوئے سنا کہ یہ ابو حنیفہؒ ہیں

رات کو بالکل نہیں سوتے۔ یہ سن کر امام صاحب نے فرمایا سبحان اللہ!! ابو یوسف! دیکھ رہے ہو اللہ تعالیٰ نے ہمارا ایسا ذکر پھیلا رکھا ہے کیا یہ بات بری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خبر کے خلاف ہمارا عمل دیکھیں خدا کی قسم لوگ میری طرف ایسا عمل نہیں منسوب کر سکتے ہیں جسے میں نہ کرتا ہوں بس اس کے بعد ساری رات نماز، دعا اور اللہ رب العزت کے سامنے گڑگڑاتے رہتے تھے۔

۱۲- صیمری نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ رات اور دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے البتہ رمضان المبارک میں عید کے دن اور رات ملا کر ۶۲ قرآن ختم فرماتے تھے۔ مال خرچ کرنے میں سخی، علم سکھانے میں بہت صابر، لوگوں کی طعن و تشنیع بہت برداشت کرنے والے اور بہت کم غصہ والے تھے۔ ہمارے ساتھ پڑھنے والے کہا کرتے تھے کہ صبح کی نماز مغرب کے وضو سے پڑھتے ہیں بیس سال تک میں نے بھی دیکھا ہے جن لوگوں نے ہم سے پہلے آپ کی صحبت اٹھائی وہ کہتے تھے کہ آپ نے چالیس سال مغرب کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

۱۳- خطیب نے یحییٰ بن فضیل سے نقل کیا ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ تھا اِدھر سے امام ابو حنیفہؒ کا گذر ہوا کسی نے کہا تم لوگ کیا سمجھتے ہو؟ یہ رات کو نہیں سوتے یحییٰ بن فضیل کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس کو سن لیا کہنے لگے لوگ مجھے ایسا سمجھتے ہیں جیسا عند اللہ نہیں ہوں۔ اب موت تک بستر پر نہیں سو سکتا۔ یحییٰ بن فضیل کہتے ہیں اس کے بعد سے تاحیات ساری رات قیام میں گذارتے رہے۔

۱۴- انہوں نے مسعر بن کدام سے نقل کیا ہے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ مجھے اس کا قرآن مجید

پڑھنا اچھا معلوم ہوا اس نے ساتواں پارہ پڑھ لیا میرا خیال ہوا اب رکوع کرے گا مگر نہیں کیا ایک تہائی پڑھ لیا پھر نصف پڑھا یہاں تک کہ ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھ لیا جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہؒ تھے۔

۱۵- خطیب بغدادی، ابو محمد حارثیؒ اور ابو عبد اللہ خسرو سب نے مسعر بن کدام سے نقل کیا ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس ان کی مسجد میں گیا میں نے دیکھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ظہر تک پڑھاتے ہیں۔ ظہر پڑھ کر عصر تک پڑھاتے ہیں عصر پڑھ کر مغرب تک پڑھاتے ہیں۔ مغرب پڑھ کر عشاء تک تعلیم دیتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ آدمی تعلیم کی ایسی مشغولی کے بعد عبادت کب کرتا ہو گا؟ میں اس کی تحقیق کروں گا جب عشاء کی نماز کے بعد لوگ چلے گئے تو امام صاحبؒ مسجد میں واپس آئے خوب عطر لگا رکھا تھا ایسی خوشبو تھی جیسے دولہن کی خوشبو ہو، آکر نماز میں کھڑے ہو گئے اور صبح صادق تک نماز پڑھتے رہے اس کے بعد گھر گئے اور اپنے کپڑے پہن کر واپس آگئے فجر کی نماز ادا کی اس کے بعد حسب سابق عشاء تک تعلیم دینے میں لگے رہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ کل عبادت میں نشاط ہو گیا ہو گا آج دیکھوں گا۔ عشاء پڑھ کر گھر میں گئے اور حسبِ سابق جب لوگ چلے گئے، نکلے اور صبح تک عبادت میں مشغول رہے اس کے بعد گھر میں داخل ہوئے پھر واپس آکر صبح کی نماز ادا کی اور عشاء تک اسی طرح لوگوں کی تعلیم میں لگے رہے پھر گھر میں چلے گئے میں نے کہا کہ ایک دو راتوں میں تو اس طرح نشاط ہو سکتا ہے میں آج بھی ضرور دیکھوں گا آج بھی اسی طرح آئے اور ساری رات عبادت میں مشغول رہے جب صبح ہوئی تو اسی طرح تعلیم و تدریس میں لگ گئے میں نے کہا اب ان کو نہیں

چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں چنانچہ میں برابر ان کی مسجد میں ان کے پاس رہا میں نے امام ابو حنیفہؒ کو دن میں بے روزہ اور رات کو سوتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ ظہر سے پہلے تھوڑی دیر آرام کیا کرتے تھے ابن ابی معاذ کہتے ہیں کہ مسعر بن کدام امام ابو حنیفہؒ کی مسجد میں بحالتِ سجدہ اللہ کو پیارے ہوئے۔

۱۶- صیمری نے "اخبار ابی حنیفہؒ" میں شریک سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان، علقمہ بن مرشد، محارب بن دثار، عون بن عبد اللہ بن عتبہ، عبد الملک بن عمیر، ابو ہمام ولید بن قیس سکونی، موسیٰ بن طلحہ اور ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے لیکن ان سب میں ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر شب بیدار کسی کو نہیں دیکھا ایک سال ان کے ساتھ رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رات کو بستر سے پہلو لگایا ہو۔

۱۷- خارجہ بن مصعب سے منقول ہے کہ چار حضرات نے ایک رکعت میں قرآن کریم ختم کیا ہے: حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ اور امام ابو حنیفہؒ۔ قاضی ابو القاسم بن کأس نے امام صاحبؒ کے خانۂ کعبہ میں سارا قرآن شریف ختم کرنے کی صراحت کی ہے۔

۱۸- خطیبؒ نے یحییٰ بن نصرؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اکثر رمضان کے ایک مہینہ میں ساٹھ ختم کیے۔

۱۹- خطیب نے ابو الجویریہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان، علقمہ بن مرشد، محارب بن دثار، عون بن عبد اللہ اور ابو حنیفہؒ کی صحبت پائی ہے ابو حنیفہؒ ان سب میں کم عمر تھے پھر بھی ان بزرگوں میں سے کوئی بھی ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر شب بیدار نہیں تھا میں ان کے ساتھ چھ مہینہ رہا مگر کبھی نہیں دیکھا کہ وہ رات کو سوئے ہوں۔

۲۰- علی بن یزید صدائی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا کہ رمضان کے مہینے میں ساٹھ ختم کئے رات میں ایک ختم اور دن میں ایک۔

۲۱- خطیب نے انہی علی بن یزید صدائی سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا رات کا معمول یہ تھا کہ ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے کبھی کبھی ایک رکعت میں ختم کرتے اور کبھی کبھی رات کی ساری نمازوں میں ختم کرتے تھے۔ اور سارے دن اپنے اصحاب کے ساتھ مسائل اور فتاویٰ میں مشغول رہتے تھے۔ میری آنکھوں نے ان جیسا مجتہد نہیں دیکھا۔

۲۲- خطیب نے امام ابو حنیفہؒ کے بعض شاگردوں سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام صاحبؒ جب رات کو نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو ڈاڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے۔

۲۳- حافظ غنجار نے اپنی تاریخ میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا قرآن کی کوئی سورت باقی نہیں جس کو میں نے اپنی وتر میں نہ پڑھ لیا ہو۔

۲۴- ابو محمد حارثی اور خوارزمی نے حفص بن زیاد الاحمر سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی کوئی آیت جو رأس القرآت ہو ایسی نہیں جس سے میں نے وتر کی ابتداء نہ کی ہو۔ نصر سے دریافت کیا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے بتایا کہ قرآن کا ایک پارہ پڑھتے تھے جب وتر کا نمبر آتا تو جہاں تک پہونچے تھے وہیں سے وتر کی ابتداء کرتے۔

۲۵- قاضی ابو القاسم بن کاس نے ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کی ہے فضل بن دکین نے کہا کہ میں نے اعمش، مسعر، حمزہ زیات، مالک بن مغول، اسرائیل، شریک اور علماء کی ایک بڑی جماعت

کے ساتھ نماز پڑھی ہے مگر کسی کو ابو حنیفہؒ سے بہتر نمازی نہیں پایا۔ آپ نماز شروع کرنے سے پہلے دعا کرتے اور روتے تھے دیکھنے والا بے اختیار کہہ اٹھتا بخدا یہ آدمی خدا سے ڈرتا ہے۔

۲۶۔ فضل بن دکین سے ابن کاس نے یہ بھی روایت کی ہے کہ میں ابو حنیفہؒ کو کثرت عبادت کی وجہ سے شن البالی یعنی پرانی مشک کی طرح دیکھتا تھا۔

۲۷۔ قاضی ابوالقاسم بن کاس نے ابوالولید سے روایت کی کہ میں ۷ ا سال ابو حنیفہؒ کے پاس آتا جاتا رہا میں نے ان کو برابر دیکھا کہ فجر کی نماز اول لیل کے وضو سے پڑھتے۔ میں نے ان سے بڑھ کر کسی آدمی کو اس بات کا حریص نہیں دیکھا کہ اپنے علم پر عمل کرے اور دوسرے لوگوں کو بتائے۔

۲۸۔ عبداللہ بن اسید سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا یہ دستور تھا کہ جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو سب مشاغل چھوڑ کر قرآن کے لئے فارغ ہو جاتے تھے جب ماہ مبارک کا عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو ان سے گفتگو بھی شاید باید ہو سکتی تھی۔

۲۹۔ صیمری نے یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی سے نقل کیا کہ ان کے والد عبدالحمید نے امام ابو حنیفہؒ کی صحبت چھ مہینہ اٹھائی وہ کہتے ہیں کہ میں نے برابر یہ بات دیکھی کہ فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے اور رات میں ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

۳۰۔ خطیبؒ نے امام زفر بن ہذیلؒ سے روایت کی ہے کہ ایک رات امام ابو حنیفہؒ نے میرے پاس گذاری۔ ساری رات تہجد میں یہ آیت پڑھتے رہے " بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر "(۱)

۱۔ سورۂ قمر، آیت: ۴۶

سب کے وعدے کا دن قیامت کا دن ہے اور قیامت کا دن سخت ہلاک کرنے والا اور بہت تکلیف دہ ہے۔

۳۱۔ خطیبؒ نے زائدہ سے روایت کی کہ میں نے ابو حنیفہؒ کے ساتھ ان کی مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے ابو حنیفہؒ کو میری موجودگی کا علم نہیں تھا میں اس لئے رکا تھا کہ ان سے ایک مسئلہ تنہائی میں معلوم کروں وہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے قرآن عظیم پڑھنے لگے۔ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہونچے "فمنّ اللہ علینا ووقانا عذاب السموم" (۱) اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور جھلسا دینے والے عذاب سے بچالیا۔ اسی آیت کو صبح تک دہراتے رہے اور میں نماز سے ان کی فراغت کا انتظار ہی کرتا رہا۔

۳۲۔ قاضی ابو القاسم بن کاس نے محمد بن قاسم اسدی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے چالیس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔

۳۳۔ امام ذہبیؒ نے ابو سنان سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ عشاء اور فجر ایک ہی وضو سے ادا فرماتے تھے۔

۳۴۔ انہوں نے ام حمید (امام صاحب کے صاحبزادے کی دایا) سے نقل کیا کہ ان سے امام ابو حنیفہؒ کی ام ولد نے بتلایا کہ جب سے میں نے ان کو پہچانا ہے یہ رات کو کبھی نہیں سوئے۔ گرمی کے زمانہ میں ظہر اور عصر کے درمیان سوتے تھے اور جاڑے میں اپنی مسجد میں مغرب اور عشاء کے درمیان آرام کرتے تھے۔

۳۵۔ امام ذہبیؒ نے عبد الرحمٰن مقری سے روایت کی ہے کہ اگر تم ابو حنیفہؒ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے تو معلوم ہوتا کہ نماز ہی مقصود ہے۔

۱۔ سورۂ فاطر، آیت نمبر: ۲۷

۳۶۔ ابو محمد حارثی نے ابوالحسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ جس کسی نے بھی امام ابو حنیفہؒ کی صحبت اٹھائی، اس کی نظر میں بعد کے لوگ معمولی دکھائی دینے لگے اور جس نے ابو حنیفہؒ کو دیکھا اُس کو ان پر کثرت عبادت کے سبب چہرہ کی زردی اور جسم مبارک کی کمزوری پر ترس آیا۔

۳۷۔ یعقوب بن یوسف بن احمد نے حمزہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ ہم قیام رمضان میں عمر بن ذر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، امام ابو حنیفہؒ اپنی والدہ کو لے کر آتے تھے حالانکہ ان کی قیام گاہ بہت دور تھی عمر بن ذر صبح صادق کے قریب تک پڑھتے تھے۔

۳۸۔ ابو محمد حارثی نے حسن بن طریف سے روایت بیان کی کہ میرے والد طریف نے بتایا کہ امام ابو حنیفہؒ کی پیشانی مبارک پر سجدوں کا ہلکا نشان تھا۔

۳۹۔ صیمریؒ نے عبدالمجید بن ابو رواد سے روایت نقل کی کہ مکہ مکرمہ میں میں نے کسی کو بھی طواف، نماز، قیام لیل اور فتویٰ میں ابو حنیفہؒ سے زیادہ صابر نہیں دیکھا۔ رات دن طلبِ آخرت اور نجات کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ جو کوئی علم طلب کرنے آتا اس کے ساتھ بڑے صبر سے کام لیتے۔ میں نے ان کو دس راتوں میں دیکھا کبھی بھی رات کو نہیں سوئے اور دن میں طواف، نماز اور تعلیم سے فرصت نہیں ہوتی تھی۔

۴۰۔ صیمریؒ نے یحییٰ حمانی سے نقل کیا ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں قریب ایک سال تک رہا۔ میں نے ہمیشہ دن میں روزہ اور رات میں قیام لیل کرتے دیکھا۔ غیر کا مال ان کے پیٹ میں کبھی نہیں جاتا تھا۔ اول لیل کے وضو سے برابر فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور صبح صادق تک قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ صبح صادق کے بعد دو

رکعتیں پڑھتے تھے ساری رات عبادت میں گذار دیتے تھے۔

۴۱۔ امام کردریؒ نے مناقب ابو حنیفہؒ میں نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے پچپن حج کیے۔

۴۲۔ امام کردریؒ نے فرمایا کہ ہمدانی نے خزانہ میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جب آخری حج کیا تو خانہ کعبہ کے خدام کو اپنا آدھا مال دے کر خانہ کعبہ میں خلوت فرمائی اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر آدھا قرآن کریم پڑھا۔ پھر دوسرے پاؤں پر کھڑے ہوئے دوسرا نصف پورا کیا اور عرض کیا اے رب! جیسا تیری پہچان کا حق ہے پہچان تو گیا لیکن جیسا تیری عبادت کا حق ہے، عبادت نہیں کر سکا۔ کمالِ معرفت کے صدقے نقصانِ عبادت کو معاف فرمادے۔ بیت اللہ شریف کے ایک کونہ سے ندا آئی تو نے پہچانا اور بہت اچھی طرح پہچانا اور خوب اخلاص کے ساتھ عبادت کی۔ ہم نے تمہیں بھی اور قیامت تک جو تمہارے طریقہ پر رہیں، سب کو بخش دیا (میرا خیال ہے اس سے مراد اخلاص نیت و عبادت ہے، مذہب حنفی نہیں نیز مذہب حنفی بھی مراد ہو سکتا ہے) قال اللہ تعالیٰ "رحمتی وسعت کلّ شیء" (۱) یہاں فیضانِ رحمت ہی کا مسئلہ ہے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر دمشق میں تھا اتفاق ایسا ہوا کہ علامہ شمس الدین محمد بن عیسیٰ عجمی حنفی نے ایک آدمی کو سیدی شیخ یوسف عجمی کا حزب پڑھتے ہوئے سنا اس میں تھا کہ!

سبحَانك ما عبدناك حق عبَادتك سبحانك ما عرفناك حق معرفتك (خدایا! تیری ذات پاک ہے۔ ہم نے نہ کما حقہ تیری عبادت کی اور نہ کما حقہ تیری معرفت ہمیں حاصل ہو سکی) شیخ شمس

ا۔ سورۂ اعراف، آیت: ۱۵۶

الدین حنفی نے اس سے منع فرمایا اور کہا یوں کہو عرفناك حق معرفتك ہم تجھے خوب پہچانتے ہیں جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ وظیفہ پڑھنے والے نے سوال مرتب کیا اور علمائے دمشق کی خدمت میں بھیجا۔ سب نے شیخ شمس الدین کی رائے کا انکار کیا۔ شیخ شمس الدین نے امام ابو حنیفہؒ کی مذکورہ حکایت سے استدلال کیا لیکن شیخ کمال الدین اور شیخ برہان الدین ابو شریف کے بیٹے اور شیخ تقی الدین قاضی عجلون وغیرہ مشائخ اسلام نے شیخ شمس الدین کی رائے کو غلط قرار دیا اور امام ابو حنیفہؒ کے کلام کی تاویل کی اور بڑا طویل بیان لکھا جو میرے پاس تھا مگر کوئی مانگ کر لے گیا پھر واپس نہیں کیا۔

خوارزمی نے احمد بن بشیر اور حفص بن غیاث سے روایت کی کہ ہم نے کسی بھی مجتہد فی العبادت کو حرام اور حلال کے بارے میں کامل نہیں دیکھا اور کسی بھی حلال و حرام کے عارف کو کامل العبادت والا جتہاد نہیں پایا۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ دونوں کمالوں میں یکتا تھے، دونوں کے جامع تھے۔ ہم نے ان کے قرآن مجید کے اس مقام پر ختم کا حساب لگایا جہاں سے اٹھا کر لے جانے کے بعد انہوں نے دنیا کو خیر باد کہا تو وہ سات ہزار ختم تھے اس مقام کے علاوہ بھی انہوں نے قرآن ختم کیے ہر رمضان میں ساٹھ ختم کرتے تھے۔

امام ہذلی کی "کامل" میں ہے کہ جب امام ابو حنیفہؒ کا وصال ہو گیا تو ایک پڑوسی کے بچے نے اپنے باپ سے کہا ابا جی! جو ستون میں امام ابو حنیفہؒ کی چھت پر ہر رات دیکھتا تھا اب وہ کہاں چلا گیا؟ باپ نے کہا بیٹا وہ ستون نہیں تھا بلکہ ابو حنیفہؒ کی شریعت کا ستون تھا۔ ابو المؤید خوارزمی کہتے ہیں۔

نهار أبي حَنيفـة للإفـاده   وَلَيـل أبي حَنيفـة للعبَاده

و سُورة زلزلت قد زلزلتـه بسورتها وقد سلبت فؤاده
وودّع نومه خمسين عاماً بطاعتـه و خـداه الـوسَاده

ابو حنیفہؒ کا دن لوگوں کو نفع رسانی اور رات عبادت کے لیے ہے
سورہ زلزال نے ابو حنیفہؒ کو اپنے حملے سے جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ان کے
دل کو اڑا لے گئی۔ اللہ کی عبادت میں انہوں نے ۵۰/ سال تک نیند کو
خیر باد کہا اور ان کے رخساروں نے تکیہ کو الوداع کر دیا۔

ایک اعتراض اور امام کردریؒ کی طرف سے دفاع

امام کردریؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم یہ اعتراض کرو کہ یہ روایت ہے
کہ جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اس کو نہیں سمجھا
تو میں جواب دوں گا کہ یہ اس کے حق میں ہے جس کے لیے تلاوت
آسان نہیں کی گئی۔ تم یہ نہیں دیکھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے بسند
صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت داؤد (علی نبینا علیہ الصلوٰۃ
والسلام) پر قراءت کو ہلکا کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ وہ گھوڑے کو زین کسنے
کا حکم دیتے تھے زین کسنے کے بقدر وقت میں زبور کی تلاوت کر لیتے
تھے۔ اسی طرح حضرت عثمان بن عفان، حضرت تمیم داری، حضرت
سعید بن جبیرؒ سے صحیح روایت میں ثابت ہے کہ یہ لوگ ایک رکعت میں
قرآن کریم ختم کر دیتے تھے۔

بارھواں باب

امام صاحبؒ کی خشیت الٰہی، مراقبہ اور لایعنی امور سے کنارہ کشی

خطیب بغدادی نے اسد بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ رات کو امام ابو حنیفہؒ کا خوفِ خدا کے سبب رونا باہر سنائی پڑتا تھا یہاں تک کہ پڑوس والے ان پر ترس کھاتے تھے۔

وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ عظیم الامانت تھے۔ ان کے دل میں خدا کی عظمت اور اس کا جلال بہت تھا۔ وہ اللہ کی رضا کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے۔ اگر اللہ کے لیے ان کی گردن پر تلوار چل پڑتی تو خوشی سے برداشت کرتے۔ اس لیے کہ وہ ابرار میں سے تھے۔

یحییٰ بن معین سے بھی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ واللہ! ہم امام ابو حنیفہؒ کے پاس بیٹھے اور ان سے دین کی باتیں سنیں۔ خدا کی قسم جب میں ان کی طرف دیکھتا تو ان کے چہرے سے یقین ہو جاتا تھا کہ یہ اللہ سے بہت ڈرتے ہیں۔

قاسم بن معن سے روایت ہے کہ ایک پوری رات امام ابو حنیفہؒ

نے اس آیت کے ساتھ قیام فرمایا "بل الساعة موعدهم والساعة ادهی وامر" اس کو بار بار پڑھتے، روتے اور گڑگڑاتے رہے۔

یزید بن کمیت ایک صالح بزرگ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ ایک رات عشاء کی نماز میں علی بن حسین موذن نے سورہ "اذا زلزلت الارض" پڑھی۔ امام ابو حنیفہؒ بھی ان کے پیچھے تھے جب نماز ہو چکی اور لوگ چلے گئے تو میں نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا کہ بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں اور لمبی لمبی سانس لے رہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں سوچا میں بھی چلوں تاکہ میری طرف ان کا دھیان نہ بٹے۔ جب میں نکلا تو قندیل جلتی چھوڑ دی اس میں ذرا سا تیل باقی تھا پھر صبح صادق کے بعد میں واپس آیا تو دیکھا کہ وہ اپنی ڈاڑھی پکڑ کر یہ کہہ رہے ہیں:

"یا من یجزی بمثقال ذرة خیر خیراً و یا من یجزی بمثقال ذرة شر شراً"

اے وہ ذات جو ذرہ برابر نیکی کا بدلہ نیکی دے گی۔ اور اے وہ ذات جو ذرہ برابر برائی کا بدلہ برائی دے گی۔ اپنے بندے نعمان کو آگ اور اس برائی سے جو آگ کے قریب کرے بچا اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کر دے۔ یزید بن کمیت کہتے ہیں کہ میں نے اذان دی۔ قندیل ضوء فشانی کر رہا تھا اور وہ کھڑے تھے۔ جب میں اندر آیا تو کہنے لگے قندیل چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ فجر کی اذان دے چکا۔ فرمانے لگے اچھا جو کچھ دیکھا ہے، کسی پر ظاہر مت کرنا۔ اس کے بعد فجر کی دو سنتیں پڑھ کر بیٹھ گئے پھر اقامت کہی گئی اور انہوں نے ہمارے ساتھ اولِ لیل کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

صیمری نے بکر العابد سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو ایک رات نماز پڑھتے دیکھا وہ رو رہے تھے اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اے

میرے رب! اس دن میرے اوپر رحم کرنا جس دن تو اپنے بندوں کو حساب کتاب کے لیے اٹھائے گا اور مجھے اپنے عذاب سے بچالینا اور جس دن حساب ہوگا، میرے گناہوں پر پردہ ڈال دینا۔

عبدالرزاق بن ہمام سے روایت ہے کہ میں نے جب بھی امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا ان کی آنکھوں اور رخسار پر گریہ وزاری کے آثار دیکھے۔

امام احوص سے منقول ہے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ سے کہا جاتا کہ تم تین دن میں مر جاؤ گے تو ان سے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ان اعمالِ آخرت پر کچھ اضافہ کر دیں جن پر وہ پہلے سے عمل پیرا تھے (یعنی وہ ہر وقت آخرت کی اتنی تیاری میں لگے رہتے تھے جس سے زیادہ نہیں کر سکتے تھے)

یزید بن کمیتؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک آدمی نے مناظرہ کے وقت امام ابو حنیفہؒ سے کہا اے بدعتی اے زندیق! اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا اللہ تجھ کو معاف کرے اللہ میرے اندر اس کا الٹا جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا اللہ کو خوب معلوم ہے کہ جب سے میں نے اس کو پہچانا، کسی کو اس کے برابر نہیں سمجھا اور میں صرف اس کے عفو کی امید لگائے ہوئے ہوں اور صرف اسی کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ عذاب کا ذکر آتے ہی رو پڑے اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو اس آدمی نے کہا مجھے معاف کر دیجئے۔ فرمانے لگے جو جاہل میرے بارے میں کوئی غلط بات کہے وہ معاف ہے لیکن جو عالم میرے اندر ایسی غلط بات بیان کرے جس سے میں بری ہوں تو وہ معاف نہیں اس لیے کہ علماء کی غیبت ان کے بعد بھی باقی رہے گی (اور جاہل کی بات ہوا میں اڑ جائے گی)

امام مکحول سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اگر حرج نہ ہوتا تو میں لوگوں کو فتویٰ نہ دیتا۔ نیز فرمایا جس چیز سے سب سے زیادہ ڈر لگتا

ہے کہ وہ مجھ کو آگ میں داخل نہ کر دے وہ فتویٰ ہے۔

عیسیٰ بن یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا ذکر مبارک کیا اور ان کے لیے دعا فرمائی اس کے بعد فرمایا امام ابو حنیفہؒ کی سب سے بڑی کوشش اس بات کی ہوتی تھی کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہونے پائے اور اللہ کی پوری پوری تعظیم ہو۔

ابو نعیم فضل بن دکین سے منقول ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ کو تکلیف دے اللہ اسے مفتی بنا دے، کہ آپ کے خیال میں سب سے اہم ذمے داری اور خطرے کی بات فتویٰ دینا تھا۔

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کی ہے کہ امام صاحبؒ لوگوں سے بہت بچتے تھے ان سے صرف جواباً ہی کچھ فرماتے تھے۔ لایعنی باتوں میں نہ غور و فکر کرتے تھے اور نہ سنتے تھے۔

ابو محمد حارثی اور محمد بن حماد بن مبارک مصیصی نے سیرت امام ابو حنیفہؒ میں یزید بن کمیت سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک آدمی کو امام ابو حنیفہؒ سے کہتے ہوئے سنا "اِتَّقِ اللّٰہ" (اللہ سے ڈرو) یہ سنتے ہی امام ابو حنیفہؒ پسینہ پسینہ ہو گئے، چہرے کا رنگ زرد ہو گیا، سر جھکا لیا پھر فرمایا اے بھائی! اللہ تجھ کو اس کے بدلہ خیر عطا فرمائے جس وقت لوگوں کی زبان سے علم کے فوارے اُبل رہے ہوں اور وہ اپنے اس نیک عمل پر پھولے نہ سماتے ہوں، اس وقت وہ ایسے بزرگوں کے بہت محتاج ہوتے ہیں جو انہیں اللہ کی یاد دلائیں تاکہ نیت خالص ہو جائے اور نیک عمل سے ان کا مقصود اللہ کی ذات ہو جائے۔

میرے بھائی! سن میں اسی وقت علمی باتیں کرتا ہوں جب یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سوال فرمائیں گے (اگر خاموش رہا) اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے سلامتی طلب کرنے میں بڑی آہ و زاری کرتا ہوں۔

ایک واقعہ

ایک دن ان کے غلام نے ریشم کا گٹھر کھولا تو اس میں سبز، سرخ اور زرد رنگ کا ریشم تھا۔ غلام نے کہا نسئل الله الجنة اللہ سے جنت مانگتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ پر رقت طاری ہو گئی رونے لگے آنسوؤں سے رخسار مبارک بلکہ کندھے بھی تر ہو گئے اور دوکان بند کرنے کا حکم دیا اور جلدی سے سر چھپا کر وہاں سے نکل گئے جب اگلا دن ہوا یزید بن کمیت کہتے ہیں میں ان کے پاس بیٹھا تھا فرمانے لگے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ پر کتنے جری ہو گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں نسئل الله الجنة بھائی جنت تو وہ مانگے جس نے اس کی ذات کو خوش کر لیا ہو ہم جیسے تو صرف عفو طلب کر سکتے ہیں۔

اللهم ربنا نسئلك العفو والعافية والمعافاة الدائمة فی الدين والدنيا والآخرة.

عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت ہے کہ ابو حنیفہؒ جب راستہ چلتے تو ان کو مرد اور عورت میں تمیز نہیں ہوتی تھی۔

نگاہیں نیچی کیے سر جھکائے چلتے تھے
خدا کے ذکر میں ہر وقت مگن رہتے تھے (مترجم)

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب سے سمجھ آئی میں نے اللہ پر ڈھٹائی نہیں کی۔

بکر بن جعفر سے روایت ہے کہ بعض مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس کوئی آنے والا آتا اور واقعات بیان کرنا شروع کرتا کہ ایسا ہوا، ایسا ہوا جب کافی دیر تک بیان کر چکتا تو امام صاحب اس کی بات کاٹ کر دوسری طرف مشغول کر دیتے کہ آپ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کرتے تھے کہ اس بات کے نقل کرنے سے بچو جس کو لوگ پسند

نہیں کرتے ہیں۔ اللہ اس کو معاف کرے جو ہمارے بارے میں ناپسندیدہ بات کہے اور اللہ اس پر رحم فرمائے جو ہمارے بارے میں اچھی بات کہے۔ اللہ کا دین سیکھو اور لوگوں کو اسی کام میں چھوڑ دو جس کو انہوں نے اپنے لیے پسند کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کو تمہارا محتاج بنادے گا۔

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے یزید بن ہارون سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی فضل، دین داری، حفظ لسان لور ہر اس چیز کی طرف خصوصی توجہ رہتی جس کی ان کو ضرورت ہے۔

صمریؒ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا گیا کہ علقمہ اور اسود میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا خدا کی قسم میرا مرتبہ تو صرف یہ ہے کہ ان کی تعظیم کی وجہ سے ان کا صرف دعا لور استغفار کے ساتھ ذکر کروں۔ میں ان میں سے کسی کو کسی پر فضیلت کیسے دے سکتا ہوں۔

عمر بن ابراہیم بصری سے روایت ہے کہ ان کے والد ابراہیمؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کو رنجیدہ اور متفکر دیکھا کہ لمبی لمبی سانس لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا ماجرا ہے؟ فرمانے لگے کہ ایک ہی مطلوب ہے اسی میں خطرہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ مطلوب ہے اسی کے ملنے نہ ملنے کا مسئلہ مشکل ہو رہا ہے)۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ فجر کی نماز میں، میں بغل میں تھا۔ امام نے پڑھا "ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون"(۱) (اللہ کو ظالموں کے کام سے غافل مت سمجھ) امام ابو حنیفہؒ اس قدر کانپنے لگے کہ مجھے بھی محسوس ہونے لگا۔

ابو جعفر فقیہ بلخی سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ امام

ا۔ سورۂ مریم، آیت: ۴۲

ابو حنیفہؒ کو جب کوئی مسئلہ مشکل اور مشتبہ ہو جاتا تو اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جس کو میں نے کیا ہے۔ اس کے بعد استغفار کرتے اور کبھی کھڑے ہو جاتے وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر استغفار کرتے (اللہ کے فضل سے) مسئلہ حل ہو جاتا تو فرماتے کہ مجھے خوشی ہے کہ میری توبہ قبول ہو گئی اسی وجہ سے مسئلہ حل ہو گیا۔ جب یہ بات ان کے ایک شاگردؒ کے ذریعہ فضیل بن عیاضؒ کو پہونچی تو بہت روئے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہؒ پر رحم فرمائے یہ معاملہ ان کے گناہوں کی قلت کی وجہ سے ہے ان کے سوا دوسروں کا حال تو یہ ہے کہ گناہوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے مگر ایسی باتوں کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں ہوتی ہے۔

ابو محمد حارثیؒ نے امام مسعرؒ سے روایت کی ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ جا رہا تھا۔ اتفاق سے ان سے ایک بچے کا پاؤں کچلا گیا۔ آپ نے اس کو دیکھا نہیں تھا بچے نے کہا شیخ! قیامت کے دن قصاص کا خوف نہیں؟ مسعرؒ فرماتے ہیں کہ یہ سنتے ہی امام ابو حنیفہؒ پر غشی طاری ہو گئی میں وہیں کھڑا رہا جب ان کو ہوش آیا تو میں نے عرض کیا اس بچے کی بات نے آپ کے قلب کو بہت سخت پکڑا فرمایا مجھے خوف یہ ہوا کہ شاید اللہ کی طرف سے اس کو اس کی تلقین کی گئی ہے۔

ابو محمد حارثی نے نصر بن الحاجب قرشی سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ عمر بن ذر کی مجلس میں حاضر ہونے میں کوئی حرج نہیں محسوس فرماتے تھے۔ ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ ان کا وعظ سن رہے ہیں اور آنکھیں اشک بار ہیں۔

ابو خباب سے روایت ہے کہ میں نے منصور بن المعتمر اور امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا دونوں ایک ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور بڑی دیر تک

کھڑے آہستہ آہستہ باتیں کرتے اور روتے رہے۔ اس کے بعد مسجد سے دونوں ہی باہر آ گئے۔ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا کیا بات تھی آج تو بہت روئے؟ فرمایا ہم نے اس زمانے کا اور اہل باطل کے اہل خیر پر غلبہ کا تذکرہ کیا اس پر ہمارا رونا بہت بڑھ گیا۔

یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نصر بن حاجب امام ابو حنیفہؒ کے دوست تھے کبھی کبھی رات کو میں ان کے پاس سویا میں نے ان کو دیکھا وہ ساری رات نماز پڑھتے رہے اور ان کے آنسو بارش کی طرح چٹائی پر گرتے رہے۔ میں گرنے کی آواز سنتا تھا۔

لیث بن خالد سے روایت ہے کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے کسی شاگرد سے نقل کرتے ہیں جن کا نام راوی بھول گئے وہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی اکثر نماز رات کو ہوتی تھی میں نے ان کو ایک رات دیکھا نماز میں کھڑے ہوئے پورا قرآن کریم پڑھ لیا جب الھکم التکاثر پر پہونچے تو وہیں رک گئے ختم کرتے پھر شروع کرتے اسی طرح صبح تک پڑھتے رہے۔

خطیب نے جعفر بن ربیع سے روایت کی ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پانچ سال رہا۔ میں نے ان سے زیادہ خاموش رہنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

یحییٰ حمانی سے نقل کیا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مبارکؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے عرض کیا کہ ابو حنیفہؒ غیبت سے بہت دور ہیں۔ میں نے ان کو کسی دشمن کی بھی غیبت کرتے نہیں سنا۔ کہنے لگے خدا کی قسم وہ اس شخص سے بہت زیادہ سمجھ دار ہیں جو اپنے حسنات پر اس کو قبضہ دے دیتا ہے جو ان حسنات کو لے اڑے۔

صمیری نے شریک سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہؒ بہت دیر تک خاموش رہنے والے، بہت سوچنے والے، فقہ میں باریک بیں، لطیف الاستخراج فی العلم والعمل والبحث، کثیر العقل تھے۔ بہت کم مجادلہ کرنے والے اور کم باتیں کرنے والے تھے۔

ابو محمد حارثی نے حمزہ بن ربیعہ سے نقل فرمایا ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ابو حنیفہؒ مستقیم اللسان تھے۔ کسی کو بھی برائی سے نہیں یاد کرتے تھے۔

بکر بن معروف سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کہ لوگ تمہاری برائی بیان کرتے ہیں اور تم کسی کی برائی نہیں بیان کرتے فرمانے لگے ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے (یعنی غیبت سے حفاظت)

بکر بن معروف سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ابو حنیفہؒ سے بہتر سیرت کا مالک کسی کو نہیں دیکھا۔

تیرہواں باب

امام صاحبؒ کی کرم گستری

خطیب بغدادیؒ نے حجر بن عبدالجبارؒ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر اچھی صحبت والا اور اپنے شاگردوں کا اکرام کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حفص بن حمزہ قرشی سے روایت ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس آدمی بلا قصد آبیٹھتا۔ کوئی نیت ہم نشینی کی نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ کھڑا ہوتا تو امام صاحب اس سے خود معلوم کرتے۔ اگر فقیر ہوتا، مدد کرتے۔ مریض ہوتا تو عیادت کرتے۔ ان اخلاق کریمانہ کے ذریعہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہم نشینی میں اکرم الناس تھے۔

حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے ایک شاگرد کے بدن پر خراب کپڑے دیکھے تو اس سے کہا بیٹھے رہو جب لوگ چلے گئے وہ تنہا رہ گئے تو فرمایا مصلیٰ اٹھاؤ جو کچھ اس کے نیچے ہے لے لو اور اپنی حالت درست کرو، اس نے مصلیٰ اُٹھایا تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم تھے۔

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے جب کسی حاجت کا سوال کیا جاتا تو وہ پوری فرماتے۔

اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ جب حماد (امام صاحب کے بیٹے) نے الحمد شریف مکمل کی تو معلم کو ۵۰۰ درہم انعام

تیرہواں باب

امام صاحبؒ کی کرم گستری

خطیب بغدادیؒ نے حجر بن عبد الجبارؒ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر اچھی صحبت والا اور اپنے شاگردوں کا اکرام کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

حفص بن حمزہ قرشی سے روایت ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس آدمی بلا قصد آبیٹھتا۔ کوئی نیت ہم نشینی کی نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ کھڑا ہوتا تو امام صاحب اس سے خود معلوم کرتے۔ اگر فقیر ہوتا، مدد کرتے۔ مریض ہوتا تو عیادت کرتے۔ ان اخلاق کریمانہ کے ذریعہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہم نشینی میں اکرم الناس تھے۔

حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے ایک شاگرد کے بدن پر خراب کپڑے دیکھے تو اس سے کہا بیٹھے رہو جب لوگ چلے گئے وہ تنہا رہ گئے تو فرمایا مصلیٰ اٹھاؤ جو کچھ اس کے نیچے ہے لے لو اور اپنی حالت درست کرو، اس نے مصلیٰ اُٹھایا تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم تھے۔

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے جب کسی حاجت کا سوال کیا جاتا تو وہ پوری فرماتے۔

اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ جب حماد (امام صاحب کے بیٹے) نے الحمد شریف مکمل کی تو معلم کو ۵۰۰ درہم انعام

بھیجے۔ زرنجری کی روایت میں ایک ہزار درہم بھیجے ابن جبارہ نے کامل میں نقل کیا ہے کہ معلم کو جب رقم پہونچی تو اس نے کہا میں نے کیا کیا ہے جو اتنی بڑی رقم انعام میں دی؟ امام صاحب کو خبر ہوئی تو خود حاضر ہوئے اور فرمایا بزرگوار! جو کچھ آپ نے میرے بچے کو پڑھا دیا اس کو حقیر مت سمجھئے۔ میرے پاس اگر اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن کریم کی تعظیم میں اور زیادہ پیش کرتا۔

قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ہر اس شخص کے ساتھ بہت زیادہ احسان و مروت کرتے تھے جو ان سے رجوع کرتا تھا اور اپنے اخوان پر تو بے حد فضل فرماتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ بغداد میں نقود بھیجتے تھے۔ اس سے سامان خرید کر کوفہ لایا جاتا اور بیچا جاتا تھا۔ اس سے جو نفع ہوتا اس کو جمع کرتے پھر محدثین کرام کی ضروریات، کپڑے، کھانے کی چیزیں خرید کر انہیں ہدیہ کرتے۔ بعد میں بچی ہوئی رقم نقد کی صورت میں پیش کرتے اور فرماتے کہ صرف اللہ کی تعریف کریں میری نہیں اس لیے کہ میں نے اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا ہے بلکہ اللہ کے فضل سے دیا ہے جو اس نے مجھ پر کیا بخدا یہ آپ لوگوں ہی کی امانت ہے جس کو اللہ میرے ہاتھوں آپ لوگوں تک پہونچا رہا ہے۔

صیمریؒ نے وکیع بن جراح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ چالیس سال سے میرا دستور یہ ہے کہ جب چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہو جاتا ہوں تو زیادتی کو خرچ کر دیتا ہوں۔ اس کو اس لیے روکتا ہوں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس سے کم نفقہ ہے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں ان لوگوں کا محتاج ہو جاؤں گا تو ایک درہم بھی پاس نہ روکتا۔

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کثیر الصیام والصدقات تھے جو مال بھی ان کو نفع ہوتا تھا، اس کو خرچ کر دیتے تھے۔ میرے پاس ایک مرتبہ بہت زیادہ ہدیہ بھیجا اتنا زیادہ کہ مجھ کو اس کی زیادتی سے وحشت ہوئی۔ میں نے ان کے بعض ساتھیوں سے شکایت کی، انہوں نے کہا یہ کیا ہے اگر آپ ان تحائف کو دیکھتے جو انہوں نے سعید بن عروبہ کو بھیجے تو ہرگز تعجب نہ کرتے۔ پھر فرمایا کہ کوئی محدث ایسا نہیں تھا جس کے ساتھ بے پناہ احسان نہ کرتے ہوں۔

امام مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا دستور تھا کہ جب اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ خریدتے تو اتنا ہی کبار علماء پر خرچ کرتے اور جب اہل و عیال کے لیے کپڑا خریدتے تو علماء و مشائخ کے لئے بھی اتنی ہی مقدار خریدتے اور جب پھلوں اور کھجوروں کا موسم آتا تو جو چیز اپنے اور اہل و عیال کے لیے خریدنے کا ارادہ کرتے پہلے علماء و مشائخ کے لیے اتنا ہی خریدتے جتنا بعد میں اپنے لیے خریدتے۔

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جس کو پہچانتے تھے، اس پر بہت زیادہ احسان کرتے تھے۔ پچاس اشرفی یا زیادہ عنایت کرتے تھے اگر اس نے لوگوں کے سامنے شکریہ ادا کیا تو ان کو رنج ہوتا تھا اور فرماتے تھے کہ اللہ کا شکر ادا کرو اس لیے کہ یہ اللہ ہی کا رزق ہے اسی نے تیری طرف بھیجا ہے۔

ابو محمد حارثیؒ نے اسحاق بن اسرائیل سے روایت کی اسحاقؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد محترم سے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ بہت سخی تھے۔ اپنے دوستوں اور شاگردوں کی بڑی غم خواری کرتے تھے خاص کر عید کے موقع پر خوب تحائف بھیجتے تھے۔ ہر ایک کے پاس اس کے مرتبہ کے لحاظ سے تحائف بھیجتے۔ جس کو شادی کی ضرورت ہوتی اس کی شادی

کرواتے اپنے پاس سے خرچ کرتے اور اس کی ضروریات کی کفالت کرتے۔

ابو محمد حارثی نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ میں ان سے کہتا تھا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر سخی نہیں دیکھا اس پر وہ فرماتے کہ اگر تم میرے استاد حمادؒ کو دیکھتے تو ایسا نہ کہتے ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ نے دس سال تک میرا اور میرے اہل و عیال کا نفقہ برداشت کیا میں نے ان سے بڑھ کر اخلاقِ حسنہ کا جامع کسی کو نہیں دیکھا۔

ابو محمد حارثی نے حسن بن سلیمان سے روایت کی کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا سخی نہیں دیکھا۔ اپنے شاگردوں میں سے ایک جماعت کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر رکھا تھا اس کے علاوہ سالانہ الگ سے مقرر تھا۔

انہوں نے شقیق بن ابراہیم سے روایت کی کہ میں ایک مرتبہ امام صاحب کے ساتھ تھا وہ ایک مریض کی عیادت کے لیے جا رہے تھے ادھر سے ایک آدمی آرہا تھا اس نے امام صاحب کو دور سے دیکھا تو چھپ گیا اور دوسرے راستہ پر چل پڑا امام صاحب نے اس کا نام لے کر زور سے پکارا اے فلاں! وہ راستہ چل، جس پر چل رہا تھا دوسرا راستہ مت اختیار کر۔ جب اس آدمی کو معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس کو دیکھ لیا ہے تو شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا جب امام صاحب پاس پہونچے تو پوچھا تم نے وہ راستہ کیوں چھوڑا جس پر چل رہے تھے؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ آپ کے دس ہزار درہم میرے اوپر قرض ہیں اور مدت لمبی ہو گئی میں ادا نہیں کر سکا، وعدہ خلافی ہوئی جب میں نے آپ کو دیکھا تو شرما گیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا سبحان اللہ یہاں تک نوبت آگئی کہ آپ مجھے دیکھیں تو چھپ جائیں۔ میں نے یہ ساری رقم آپ کو بخش دی اور

میں خود اپنے اوپر شاہد ہوں اب خبردار مجھ سے مت چھپنا اور میری طرف سے جو کچھ تمہارے قلب میں آگیا اس کو معاف فرمادو شقیق فرماتے ہیں اس وقت مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ یہ حقیقی زاہد ہیں۔

صیمری ؒ نے فضل بن عیاض سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ داد و دہش، کم گوئی اور علم و اہل علم کے اکرام میں مشہور تھے۔

انہوں نے شریک سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے شاگردوں کے ساتھ بہت صبر کرتے تھے۔ اگر کوئی محتاج ہوتا غنی کر دیتے۔ اس کے اور اس کے عیال پر طالب علمی کے زمانہ میں خرچ کرتے۔ جب وہ پڑھ چکتا تو فرماتے کہ اب تم بہت بڑی مالداری تک پہونچ گئے کیوں کہ حلال اور حرام کو سمجھ گئے ہو۔

علی بن جعد سے روایت ہے کہ الحاج نے امام صاحبؒ کو ایک ہزار جوتے ہدیہ میں بھیجے انہوں نے طلبہ کو تقسیم کر دیے۔ اس کے بعد ان کو جوتے خریدنے کی ضرورت پڑی کسی نے عرض کیا حضرت وہ جوتے کیا ہوئے؟ فرمایا اس میں سے کوئی بھی میرے گھر نہیں پہونچا وہ سب ساتھیوں کو بخش دیے تھے۔

زائدہ بن حسن سے روایت ہے کہ میرے والد محترم نے امام ابو حنیفہؒ کو ایک رومال ہدیہ کیا جس کو تین اشرفیوں میں خریدا تھا امام صاحب نے قبول فرمالیا اور ان کو ایک ریشمی کپڑا ہدیہ کیا جس کی قیمت ۵۰/ درہم تھی۔

زکریا بن عدی سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عمرو الرقی نے امام ابو حنیفہؒ کو کچھ میوے ہدیہ کئے امام صاحب نے ان کے پاس ہدیہ میں بہت سا قیمتی سامان روانہ فرمایا۔

عبد اللہ بن بکر السہمی سے روایت ہے کہ اونٹ والے نے مکہ مکرمہ

جاتے ہوئے راستہ میں مجھ سے کچھ مخاصمت کی اور کھینچ کر امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں لے گیا۔ انہوں نے ہم دونوں سے سوال کیا ہم دونوں کے جواب مختلف تھے۔ امام صاحب نے فرمایا اختلاف کتنے میں ہے اونٹ والے نے کہا چالیس درہم میں امام صاحبؒ نے فرمایا لوگوں کی مروت ختم ہو گئی مجھے بڑی شرم آئی اور امام ابو حنیفہؒ نے اونٹ والے کو چالیس درہم عنایت کر دیے۔

یحیٰ بن خالد سے روایت ہے کہ ابراہیم بن عیینہ کو اس وجہ سے قید کر دیا گیا تھا کہ ان پر لوگوں کا قرض ہو گیا تھا وہ اسی حالت میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس آئے انہوں نے معلوم کیا کہ ان کا قرض کتنا ہے؟ تو بتلایا کہ چار ہزار درہم سے زیادہ۔ امام صاحب نے فرمایا کسی سے کچھ لیا تو نہیں؟ انہوں نے عرض کیا لیا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا جس سے لیا ہو واپس کر دو میں سارا قرض ادا کروں گا۔

ابو محمد حارثیؒ نے غورک السعدی کوفی سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ کو ہدایا پیش کیے انہوں نے کئی گنا بدلے میں عنایت فرمایا۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ ایسا کریں گے تو میں یہ کام نہیں کرتا اس پر امام صاحب نے فرمایا ایسا مت کرنا اس لیے کہ فضیلت پہل اور ابتداء کرنے والے کے لیے ہے۔ کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی کہ سرتاجِ انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "من صنع الیکم معروفاً فکافئوہ " الخ (۱) جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کو بدلہ

۱۔ پوری حدیث اِس طرح ہے۔ الم تسمع الی ما حدثنی به الهیثم عن ابی صالح بلغ به النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من صنع الیکم معروفاً فکافئوه فان لم تجدوا مایکافئونه فاثنوا علیه قال: ما وجدنا هذا الحدیث فی مسانید الامام رواه ابو داؤد فی الزکوٰة و فی آخر الادب و رواه النسائی فی الزکوٰة و الإمام احمد فی مسنده ۳/ ۶۸-۹۷-۹۹-۱۲۷

دے دیا کرو اگر بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اس کی تعریف ہی کرو۔ میں نے عرض کیا یہ حدیث میرے نزدیک پوری دولت سے بہتر اور محبوب ہے۔

وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے آپ میرے ساتھ احسان کریں میں ان کپڑوں کو پہن کر اپنی شکل اچھی بناؤں گا۔ ایک آدمی مجھ کو اپنی دامادی میں لینا چاہتا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا ۱۰ دن ٹھہرو وہ ۱۰ دن بعد آیا۔ امام صاحب نے فرمایا کل آنا وہ اگلے دن آگیا۔ امام صاحب نے اس کے لیے وہ کپڑے نکالے جن کی قیمت بیس اشرفیوں سے زائد تھی، ان کے ساتھ ایک اشرفی بھی تھی اور فرمایا کہ تیرے نام کا سامان بغداد بھیجا تھا وہ سامان بیچا گیا یہ دونوں کپڑے اور ایک دینار نفع ہوا۔ اصل مال بھی آگیا اگر تم اس کو قبول کرتے ہو تو بہتر ہے ورنہ میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت اور اشرفی تمہارے نام پر صدقہ کر دوں گا۔

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ ابو حنیفہؒ کو اللہ تعالٰی نے علم و عمل، سخاوت، کرم گستری اور قرآنی اخلاق سے زینت دی ہے۔

چودھواں باب

امام صاحبؒ کی پرہیزگاری، زہد فی الدنیا اور دیانت و امانت

۱۔ قاضی ابوالقاسم بن کاس نے مکی بن ابراہیم سے روایت کی کہ میں اہل کوفہ کے پاس اٹھا بیٹھا ہوں، مگر میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔

۲۔ ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ بڑے دین دار اور امانت دار تھے۔

۳۔ محمد بن ایمن سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مبارک سے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ان جیسا کوئی ہو سکتا ہے؟ ان کا امتحان کوڑوں سے ہوا، تو انہوں نے صبر کیا۔

۴۔ محمد بن ابراہیم طیالسی سے روایت ہے کہ محمد بن مقاتل سے سفیان ثوریؒ اور ابو حنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا جو بھاگا اور بچ نکلا، وہ اس جیسا نہیں ہو سکتا جس کی آزمائش ہوئی اور پھر اس نے صبر کیا۔

۵۔ عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ میں کوفہ میں داخل ہوا اور لوگوں سے معلومات کیں کہ سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا امام ابو حنیفہؒ۔

۶۔ یعقوب بن ابو شیبہؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ کا ذکر آیا تو عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا اس آدمی کے بارے میں کیا کہا جائے جس کے سامنے دنیا اور مال و اسباب پیش کیے گئے، مگر

سب کو پھینک دیا۔ اس کی کوڑوں سے پٹائی ہوئی تو صبر کیا اور اُس دنیا میں قدم نہیں رکھا، جس کے لئے لوگ بڑی کوششیں کیا کرتے ہیں۔

۷۔ قاضی ابو عبداللہ صیمریؒ نے حسن بن صالحؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا امام ابو حنیفہؒ بڑے پرہیزگار اور حرام سے بے حد محتاط رہتے تھے۔ بہت سے حلال مال کو بھی شبہ کی بنا پر چھوڑ دیتے تھے۔ میں نے کسی فقیہ کو کبھی اپنی جان اور اپنے علم کی ان سے زیادہ حفاظت کرنے والا نہیں دیکھا۔ ان کی تمام تر تیاری آخرت کے لئے تھی۔

۸۔ نضر بن محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔

۹۔ عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے ایک باندی خریدنے کا ارادہ کیا تو دس سال، یا بروایتِ دیگر ۲۰ سال تک اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے رہے کہ کون سے قیدیوں میں سے خریدیں؟

۱۰۔ یزید بن ہارون سے روایت ہے کہ میں نے ایک ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا۔ خدا کی قسم ان میں ابو حنیفہؒ سے بڑا پرہیزگار اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۱۔ حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ نے امراء وسلاطین سے کسی قسم کا انعام، یا ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔

۱۲۔ خطیب بغدادی نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔

۱۳۔ علی بن حفص بزاز سے روایت ہے کہ میرے والد حفص بن عبدالرحمنؒ، ابو حنیفہؒ کے شریک تجارت تھے۔ امام ابو حنیفہؒ ان کے پاس سامان بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سامان بھیجا تو ان کو خبردار کر دیا کہ

فلاں فلاں کپڑے میں عیب ہے جب بیچنا تو بیان کر دینا۔ حفص نے سامان بیچ دیا لیکن خریدار کو عیب بتلانا بھول گئے اور خریدار کا پتہ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ جب امام ابو حنیفہؒ کو علم ہوا تو کل مال کی قیمت خیرات کر دی اور حفص کو شرکت سے الگ کر دیا۔ یہ رقم تیں ہزار درہم تھی۔

۱۴۔ وکیع بن جراحؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا کہ جب بھی گفتگو میں اللہ کی قسم کھائیں گے، ایک درہم خیرات کیا کریں گے۔ ایک مرتبہ قسم کھانی پڑ گئی تو ایک درہم خیرات کر دیا۔ اس کے بعد یہ لازم کیا کہ اگر اللہ کی قسم کھائی تو ایک اشرفی خیرات کروں گا۔ اب یہ طریقہ برابر رہا کہ اگر سچی بات پیش کرنے میں قسم کھانی پڑ گئی تو ایک اشرفی خیرات کر دی۔

۱۵۔ قاضی ابو عبداللہ صیمریؒ نے حفص بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ کو میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہوں، اس کے خلاف دل میں ہو اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ بے وزن چیزوں میں بھی ایسی احتیاط کرتا ہو جیسی وہ کرتے تھے۔ ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب کسی چیز میں شبہ اور شک پیدا ہو جاتا، اسے دل سے نکال دیتے چاہے سارا ہی مال کیوں نہ ہو۔

۱۶۔ سہل بن مزاحم سے روایت ہے کہ ہم ابو حنیفہؒ کے گھر میں داخل ہوتے تو وہاں ہم کو صرف چٹائی نظر آتی تھی۔

۱۷۔ زید بن زرقاء سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا کہ تمہارے اوپر دنیا پیش ہو رہی ہے اور تمہارے بال بچے ہیں پھر تم قبول کیوں نہیں کرتے؟۔ امام صاحب نے فرمایا بال بچوں کے لئے اللہ کافی ہے۔ میرا خرچ تو مہینہ میں دو درہم ہے۔ میرا جمع کرنا ان کے لئے نہیں ہو سکتا، جن کے لئے جمع کرنے میں مجھ سے سوال ہو۔ وہ اللہ کے

فرمانبردار ہوں تو بھی، نافرمان ہوں تو بھی۔ اس لئے کہ اللہ کا رزق فرمانبردار اور نافرمان سب کے لئے صبح وشام آتا رہتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "و فی السماء رزقکم و ماتوعدون" (۱) اور آسمان میں تمہاری روزی اور وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

۱۸۔ خارجہ بن مصعب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں حج کو جانے لگا تو اپنی باندی امام ابو حنیفہؒ کے پاس چھوڑ گیا۔ مکہ مکرمہ میں تقریباً ۴ر مہینہ رہا۔ جب واپس آیا تو امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا کہ اس باندی کے اخلاق اور اس کی خدمت کیسی رہی؟ فرمانے لگے جس نے قرآن پڑھا، لوگوں کے دین کی حفاظت کرنے لگا، حلال اور حرام بتلانے لگا، وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے آپ کو فتنہ سے بچائے۔ خدا کی قسم تیری باندی کو اب تک نہیں دیکھا ہے۔ اس کے بعد میں نے باندی سے امام صاحبؒ اور ان کے گھریلوں اشغال کے بارے میں سوال کیا تو باندی نے کہا ایسا آدمی نہ میں نے دیکھا اور نہ سنا۔ میں نے ان کو نہ رات کو غسل جنابت کرتے دیکھا، نہ دن کو۔ صرف جمعہ کے دن گھر سے نکلتے تھے۔ نماز فجر پڑھ کر گھر میں داخل ہوتے صلوٰۃ ضحیٰ مختصر پڑھتے، جمعہ کے لئے سویرے نکل جاتے۔ اس وقت جمعہ کا غسل کرتے تھے، خوشبو لگاتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔ دن میں کبھی بے روزہ نہیں دیکھا۔ آخری رات میں کھاتے، پھر ذرا سوتے، پھر نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔

۱۹۔ وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھا کہ ایک عورت ایک ریشمی کپڑا لے کر آئی اور کہنے لگی اس کو میرے لئے بیچ دیجئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تیری طرف سے کیا قیمت طلب کی جائے؟ اس نے کہا سو! امام صاحب نے فرمایا سو کم ہیں۔ اس نے دو سو

۱۔ سورۂ ذاریات، آیت ۲۲

کہا۔ امام صاحب نے اس کو بھی کم بتلایا۔ یہاں تک کہ اس نے چار سو کہے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا یہ چار سو سے زیادہ کا ہے۔ عورت کہنے لگی مجھ سے مذاق کرتے ہو؟ امام صاحبؒ نے فرمایا مرد کو بلا لاؤ۔ وہ گئی اور مرد کو بلا لائی۔ پھر امام صاحب نے پانچ سو درہم میں اس کو خرید لیا۔

۲۰۔ وکیع بن جراح سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ بہت زیادہ امانت دار تھے۔

۲۱۔ عبد اللہ بن صالح بن مسلم عجلی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے ملک شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کچھ بتلائیں۔ انہوں نے فرمایا وہ لوگوں میں سب سے بڑے امانت دار تھے۔ بادشاہ نے کہا کہ خزانہ کی کنجیوں کو سنبھالیں۔ اگر خزانچی نہیں بنیں گے تو پٹائی کروں گا مگر وہ خزانچی نہیں بنے اور اس کے عذاب کو خدا کے عذاب کے مقابلہ میں اختیار کر لیا۔ اس شخص نے عرض کیا جیسی تعریف امام ابو حنیفہؒ کی آپ کر رہے ہیں، میں نے ایسی تعریف کرتے کسی کو نہیں سنا۔ اس پر حکم بن ہشامؒ نے فرمایا خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے جیسا میں نے کہا۔

۲۲۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اگر یہ خوف نہ ہو تا کہ اللہ تعالیٰ علم ضائع نہ فرمادے تو میں کسی کو فتویٰ نہ دیتا کہ ان کے لئے تو مزے ہوں اور میرے اوپر بوجھ۔

۲۳۔ فیض بن محمد الرق سے روایت ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے بغداد میں ملاقات کی اور عرض کیا میں کوفہ جا رہا ہوں کوئی ضرورت ہو تو فرمائیں؟ فرمایا میرے بیٹے حماد سے ملنا اور کہنا بیٹے! میرا خرچ ماہواری دو درہم ہے کبھی ستو کبھی روٹی۔ تم نے اسے بھی نہیں بھیجا جلدی بھیج دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ ان کی مشقت بغداد کے اندر ہے رضی

اللہ عنہ۔

۲۴۔ ابو المؤید خوارزمی نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ ایک بار کوفہ والوں کی بکریوں میں لوٹ کی بکریاں مل گئیں۔ اس واقعہ کو سن کر امام ابو حنیفہؒ نے معلومات کیں کہ بکری کتنے دنوں زندہ رہتی ہے؟ بتلایا گیا کہ سات سال۔ پھر امام صاحب نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے بعض مناقب کی کتابوں میں ہے کہ اسی زمانہ میں کسی فوجی آدمی کو دیکھا کہ اس نے گوشت کھایا اور بچا ہوا حصہ کوفہ کے دریا میں پھینک دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے لوگوں سے معلوم کیا کہ مچھلی کتنے دنوں تک زندہ رہتی ہے؟ لوگوں نے ایک مدت بیان کی۔ امام صاحب نے اس مدت میں مچھلی کھانا ہی چھوڑ دی۔

۲۵۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے استاذ ابو القاسم قشیریؒ سے نقل کر کے اپنے مشہور رسالہ کے باب التقویٰ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے قرض دار کے درخت کے سایہ میں بھی نہیں بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قرض سے کوئی بھی نفع ہو، وہ سود ہے۔

۲۶۔ ابو المؤید خوارزمی نے یزید بن ہارون سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر پرہیزگار نہیں دیکھا۔ ایک دن میں نے ان کو دھوپ میں ایک آدمی کے دروازہ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ سایہ میں ہو جاتے؟ فرمایا اس گھر والے پر میرے کچھ دراہم قرض ہیں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ اس کے گھر کی دیوار کے سایہ میں بیٹھوں۔ یزید بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ کون سی پرہیزگاری اس سے زیادہ ہو سکتی ہے؟

۲۷۔ انہوں نے یحییٰ بن ابو زائدہ سے روایت کی ہے کہ وہ امام

ابو حنیفہؒ کے پاس سے گذرے۔ وہ دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ہی ایک گھر تھا۔ یحییٰ بن ابوزائدہ نے خدا کی قسم دے کر معلوم کیا کہ اس سایہ میں کیوں نہیں بیٹھتے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا میرا اس گھر والے پر کچھ قرض ہے اس لئے میں اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنا مکروہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرض سے نفع اٹھانا ہو جائے گا۔ البتہ میں اس چیز کو لوگوں پر واجب اور ضروری نہیں سمجھتا لیکن عالم محتاج ہوتا ہے کہ اپنے علم پر اس سے زیادہ عمل کرے، جتنے کے لئے مخلوقِ خدا کو دعوت دیتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی پرہیز گاری کے واقعات بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔ ابوالمؤید خوارزمیؒ نے اس موقع پر یہ اشعار کہے :

خیر مدیح أبی حنیفة أنه ... أسد العلوم و غابة الأقلام

قد حاز فی شأن التورع غایة ... تکبو وراء بلوغها الأوهام

للزهد لم یقبل حَلالاً طیّباً ... فمتی یساق إلی حماه حرام

هل قد رأیتم مثله متورعاً ... جاء ت به الأصلاب والأرحام

لما أتاه الفقه منهوما و ما ... باهی به باهیٰ به الإسلام

مامثله رأت اللیالی عابدا ... یقظان أو فی درسه الأیام

(ترجمہ) امام ابو حنیفہؒ کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ علوم کے شیر اور قلموں کے جنگل ہیں۔ پرہیز گاری کی شان میں اس درجہ کو پہونچ گئے جہاں تک پہونچنے سے تصور بھی گھٹنا ٹیک دیتا ہے۔ پرہیز گاری کی وجہ سے حلال اور طیب کو بھی قبول نہیں کیا تو بھلا حرام ان کے قریب کیسے پہنچ سکتا ہے۔ آپ لوگوں نے کبھی ان جیسا پرہیز گار دیکھا؟ ان کی یہ پرہیز گاری آبائی تھی۔ جب فقہ ان کے پاس مشتاق ہو کر آئی تو انہوں نے اس پر فخر نہیں کیا بلکہ اسلام نے ان پر فخر کیا۔ راتوں نے ان جیسا بیدار مغز عابد نہیں دیکھا اور ایام نے ان جیسا مدرس نہیں دیکھا۔

پندرھواں باب

امام صاحبؒ کی علمی بصیرت اور فراست

۱۔ خطیب بغدادیؒ نے محمد بن عبداللہ انصاریؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عقلمندی ان کے قول و فعل، چال ڈھال اور رفتار و گفتار سے بخوبی ظاہر ہوتی تھی۔

۲۔ علی بن عاصم سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی عقل کو آدھی دنیا کی عقل سے وزن کیا جاتا تو امام صاحبؒ کی عقل بھاری پڑتی۔

۳۔ قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ عقل مند لوگوں میں سے تھے۔

۴۔ خارجہ بن مصعب سے روایت ہے کہ میں نے ایک ہزار علماء کی زیارت کی ہے۔ ان میں سے عقل مند صرف تین، یا چار کو پایا جن میں سے ایک امام ابو حنیفہؒ ہیں۔

۵۔ یزید بن ہارون سے روایت ہے کہ میں نے بہت لوگوں کی زیارتیں کیں ہیں مگر امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر عقل مند، ان سے افضل اور ان سے بڑھ کر پرہیزگار کسی کو نہیں پایا۔

۶۔ قاضی ابو عبداللہ صیمری نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بیان کی ہے کہ میں کسی ایسے آدمی سے نہیں ملا جو یہ کہہ سکتا ہو کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر عقلمند، یا زیادہ صاحبِ مروّت کسی کو دیکھا ہے۔

۷۔ احمد بن عطیہ کوفی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے یحیٰی بن معین کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ بڑے عقل مند تھے۔ جھوٹ نہیں بول سکتے تھے۔ ان کی جیسی تعریف اور ذکر خیر عبداللہ بن

مبارک کرتے تھے، ویسی تعریف کرتے ہوئے کسی کو نہیں سنا۔

۸۔ قاضی ابو القاسم بن کاس نے امام ابو حنیفہؒ کے صاحبزادے حمادؒ سے روایت کی ہے کہ ابّا جان ایک دفعہ مسجد میں احتباء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک چھت سے ایک بڑا سانپ ان کی گود میں آگرا۔ خدا کی قسم نہ تو انہوں نے جگہ چھوڑی، نہ کانپے و تھر تھرائے اور نہ ہی ان کے چہرۂ مبارک پر کوئی اثر ہوا، بلکہ پڑھا۔ "قُلْ لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلاَّ مَاکَتَبَ اللّٰهُ لَنَا" (۱) (فرما دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہر گز ہر گز ہم کو کوئی تکلیف نہیں پہونچ سکتی ہاں وہ تکلیف ضرور پہونچے گی جس کو اللہ نے ہمارے فائدے کے لئے مقدر کر دیا اور لکھ دیا ہے۔ یہ پڑھ کر سانپ کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پھینک دیا۔

۹۔ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا عقل مند آدمی نہیں دیکھا۔

۱۰۔ خلفیہ ہارون رشید کے سامنے امام ابو حنیفہؒ کا ذکر ہوا تو خلیفہ نے رحمت کی دعا کی اور فرمایا امام ابو حنیفہؒ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ چیزیں دیکھ لیتے جسے دوسرے لوگ سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

۱۱۔ ابو محمد حارثیؒ نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے کہ دنیا کی عورتوں نے امام ابو حنیفہؒ سے بڑا عقل مند کسی کو نہیں پیدا کیا۔

۱۲۔ بکر بن خنیس سے روایت ہے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ اور ان کے زمانہ کے سبھی لوگوں کی عقلیں جمع کی جائیں تو امام صاحب کی عقل سب کی عقلوں سے بڑھ جاتی۔

۱۳۔ خطیب نے امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل بن حماد سے روایت کی ہے کہ ہمارا ایک پڑوسی رافضی تھا۔ آٹا پیسا کرتا تھا۔ اس کے دو خچر تھے۔

۱۔ سورۂ توبہ، آیت ۵۱

اس نے ایک کا نام ابو بکر اور ایک کا عمر رکھ رکھا تھا۔ ایک رات ان میں سے ایک نے رافضی کو لات ماری اور ہلاک کر دیا۔ امام صاحب کو خبر ہوئی تو فرمایا دیکھو جس خچر نے اس کو لات ماری ہے، اس کا نام اس نے عمر رکھا ہو گا۔ لوگوں نے تحقیق کی تو ایسا ہی نکلا۔

۱۴۔ خطیب بغدادی نے ابراہیم بن عمر بن حماد سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ بہت عالی فہم تھے انہوں نے اپنے شاگرد داؤد طائی سے فرمایا تم دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر عبادت میں مشغول ہو جاؤ گے۔ ابو یوسف سے فرمایا تم دنیا کی طرف جھک جاؤ گے اور زفر بن ہذیل وغیرہ کو اسی طرح مختلف باتیں فرمائیں تو جیسا آپ نے فرمایا، ویسا ہی ہوا۔

۱۵۔ علامہ خوارزمی نے توبہ بن سعید سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی آدمی کو لمبے سر والا دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ بے وقوف ہے۔

۱۶۔ ابو المحاسن حسن بن علی مرغینانی سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا گیا کہ مدینہ منورہ کے بچوں کو کیسا سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا یقیناً ان سب میں بڑا کامیاب ہونے والا اشقر ازرق ہے۔ یعنی بہت خوبصورت نیلی آنکھ والا۔ اس سے امام مالکؒ [illegible] یا چنانچہ وہ اپنی سمجھ کے سچے نکلے۔ اور علم کے اس مرتبہ تک پہونچ گئے کہ ان کے زمانہ میں کوئی بھی اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا۔

۱۷۔ ابو محمد حارثی نے معاذ بن حسان سمرقندی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب تم کسی کو جید الخط دیکھو تو سمجھ لو کہ بیوقوف ہے۔ اگر طویل اللحیہ دیکھو تو بھی احمق سمجھو اور اگر کسی دراز قد کو عقل مند دیکھو تو اسے لازم پکڑ لو اس لئے کہ لمبا آدمی بہت کم عقل مند ہوتا ہے۔

۱۸۔ ابن حبیب نے اپنی کتاب ''عقلاء المجانین'' میں عبد الجبار بن

عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ سفیان ثوری، مسعر بن کدام، ابو حنیفہؒ اور شریک بن عبداللہ نخعی خلیفہ منصور کے پاس لے جائے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں سب کے بارے میں ایک اندازہ پیش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میں تو اپنے لئے منصور کے سامنے حیلہ کروں گا، سفیان ثوری راستہ میں سے بھاگ نکلیں گے، مسعر اپنے آپ کو مجنوں ظاہر کریں گے لیکن شریک وہ کام کریں گے جس کو خلیفہ چاہتے ہیں۔

جب پولیس لے کر جارہی تھی تو سفیان ثوری نے فرمایا میں پاخانہ کروں گا۔ ایک پولیس والا رک گیا۔ وہ ایک دیوار کی آڑ میں ہو گیا۔ ادھر سے کانٹوں سے لدی ہوئی ایک کشتی جارہی تھی۔ ثوری نے ان سے کہا یہ فوجی جو دیوار کے پیچھے ہے، مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا اچھا! تم ان کانٹوں کے نیچے چھپ جاؤ چنانچہ وہ چھپ گئے اور ان لوگوں نے انھیں ڈھک دیا۔ فوجی کے پاس سے گذر گئے۔ اس نے نہیں دیکھا جب دیر ہوئی، وہ پکارنے لگا یا ابا عبداللہ! جب جواب نہیں ملا تو دیوار کے اس طرف آکر دیکھا تو وہ غائب تھے۔ لوٹ کر اپنے افسر کے پاس آیا اور اس کو ان کے فرار ہونے کی خبر کی تو افسر نے بُرا بھلا کہا اور پٹائی کی۔

جب باقی تینوں بزرگ خلیفہ منصور کی خدمت میں پیش کیے گئے تو مسعر بن کدام نے جلدی سے خلیفہ سے مصافحہ کیا اور کہنے لگے امیر المؤمنین! مجھ سے الگ ہونے کے بعد آپ کا کیا حال رہا؟ باندیوں کا کیا حال ہے؟ آپ کی سواریاں کیسی ہیں؟ مجھے قاضی بنادیجئے۔ جو آدمی منصور کے پاس کھڑا تھا، اس نے کہا یہ مجنون ہے۔ منصور نے کہا سچ ہے۔ اس کو نکالو۔ بس کیا تھا جان بچی لاکھوں پائے۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ کو طلب کیا وہ آئے اور کہنے لگے امیر المؤمنین! میں نعمان بن ثابت بن مملوک خزاز ہوں اور کوفہ والے اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ ان

کا قاضی مملوک کا ریشم بیچنے والا لڑکا ہو۔ منصور نے کہا سچ ہے۔ اب شریک کا نمبر آیا۔ کچھ کہنا چاہتے تھے منصور نے کہا بس چپ رہو۔ اب تمہارے علاوہ کوئی باقی نہیں۔ لو اپنا عہدہ لو۔ انہوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! میں بھولتا بہت ہوں۔ منصور نے کہا لوبان کھایا کرو۔ کہنے لگے میرے اندر کچھ ہلکا پن بھی ہے۔ منصور نے کہا تمہارے لئے حلوہ بنوادیں گے فیصلہ کے لئے بیٹھنے سے قبل کھالیا کرنا۔ شریک نے کہا میں ہر آنے جانے والے پر حکم سناؤں گا۔ منصور نے کہا تمہیں اختیار ہے کہ میرے اور میری اولاد پر فیصلہ دینا (آخر جان نہیں چھوٹی قاضی بننا پڑا) اور ویسے ہی ہوا جیسا امام ابو حنیفہؒ نے اندازے سے کہا تھا۔

۱۹۔ ابو المؤید خوارزمی نے محمد بن ابراہیم الفقیہ سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اپنی مسجد میں بیٹھے تھے۔ آپ کے سامنے سے ایک آدمی گذرا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ مسافر آدمی ہے۔ جب وہ آدمی تھوڑی دیر مسجد میں گھوما تو امام صاحبؒ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس کی آستین میں کوئی میٹھی چیز ہے۔ ذرا ٹھہر کر فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ آدمی بچوں کو تعلیم دیتا ہے۔ شاگردوں سے صبر نہ ہوسکا۔ ایک صاحب اٹھے اور تحقیق کی تو واقعی وہ مسافر تھا، اس کی آستین میں کشمش تھی اور وہ بچوں کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ اب امام صاحبؒ سے معلوم کیا گیا کہ آپ نے یہ سب چیزیں کیسے معلوم کیں؟ تو فرمایا یہ آدمی اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور مسافر ایسے ہی کرتا ہے۔ مکھیوں کو دیکھا کہ آستین پر آرہی ہیں، اور مکھیاں مٹھائی پر آتی ہیں اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس کی آستین میں میٹھی چیز ہے۔ جب یہ دیکھا کہ بچوں کو دیکھ رہا ہے تو سمجھ گیا کہ بچوں کا معلم ہے۔

سولہواں باب

امام صاحب کی ذکاوت وذہانت

وہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے

ا۔ ایک شخص نے امام ابو حنیفہؒ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں پہونچ کر اس نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جو جنت کی آرزو نہیں کرتا، جہنم سے ڈرتا نہیں، اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں کرتا، مردہ کھاتا ہے، بلا رکوع و سجود کے نماز پڑھتا ہے، اس چیز کی شہادت دیتا ہے، جسے دیکھا تک نہیں، حق بات کو ناپسند کرتا ہے، رحمت خداوندی سے بھاگتا ہے اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے؟ امام ابو حنیفہؒ جانتے تھے کہ جس شخص نے ان سے سوال کیا ہے، وہ ان سے بہت بغض رکھتا ہے۔ فرمانے لگے تم نے ان مسائل کی بابت سوال کیا ہے جنہیں تم خود جانتے ہو۔ اس نے کہا نہیں لیکن یہ باتیں بہت بری ہیں، ان سے بری کوئی چیز نہیں۔ اس لئے آپ سے سوال کیا۔ امام صاحبؒ نے شاگردوں سے پوچھا کہ ان صفات والے آدمی کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ ان سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ جس کی یہ صفات ہوں، وہ بدترین انسان ہے۔ امام ابو حنیفہؒ مسکرائے اور فرمایا اگر میں ثابت کردوں کہ وہ آدمی اولیاء اللہ میں سے ہے تو تم مجھ کو برا بھلا کہنا بند کردو گے اور اپنے کندھے پر محافظ فرشتوں کو وہ چیز لکھنے پر مجبور نہیں کرو گے، جو تمہیں نقصان دیں؟ اس آدمی نے

کہا جی ہاں۔ اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا

تمہارا یہ کہنا کہ جنت کی آرزو نہیں کرتا اور جہنم سے ڈرتا نہیں، تو یہ آدمی جنت کے مالک کی آرزو رکھتا ہے اور جہنم کے مالک سے ڈرتا ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے نہیں ڈرتا کہ وہ اپنے عدل اور اپنے فیصلہ میں کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کریں گے خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ" (۱) تمہارا یہ کہنا کہ وہ مردار کھاتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی مچھلی کھاتا ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ بلا رکوع اور سجود کے نماز پڑھتا ہے، مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ نیز صلوٰۃ کے معنی درود کے بھی ہیں۔ لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ بے دیکھی چیز کی شہادت دیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. کی گواہی دیتا ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ حق کو ناپسند کرتا ہے، تو وہ شخص زندگی کو پسند کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوب اطاعت کرے اور موت کو ناپسند کرتا ہے جب کہ موت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ" (۲) تمہارا کہنا کہ فتنہ کو پسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ" (۳) تمہارا یہ کہنا کہ رحمت سے بھاگتا ہے تو وہ بارش سے بھاگتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ آدمی ان دونوں کی ان کے قول "قالت اليهود ليست النصارىٰ على شيء و قالت النصارىٰ ليست اليهود على شيء" (۴) میں ان کی تصدیق کرتا ہے یہ سن کر وہ آدمی کھڑا ہوا، امام صاحبؒ کی پیشانی کا بوسہ

۱۔ سورہ حم، آیت ۴۶ ۲۔ سورہ ق، آیت ۱۹ ۳۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۱۳

لیا اور کہا آپ نے حق فرمایا۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

جب امام ابو یوسف نے الگ حلقۂ درس قائم کرلیا

خطیب بغدادی نے محمد بن سلمہ سے اور ابو عبداللہ صیمری نے فضل بن غانم سے روایت کی ہے کہ امام ابو یوسفؒ بیمار ہو گئے تو امام ابو حنیفہؒ نے ان کی متعدد بار عیادت کی۔ آخری مرتبہ جب عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو ان کو بہت ہی کمزور حالت میں پایا۔ انا للہ پڑھی اور فرمایا تمہارے بارے میں توقع ہے کہ تم میرے بعد مؤمنین کے لئے موجود رہو گے اور تمہاری موت کی مصیبت مؤمنین پر آئی تو تمہارے ساتھ علم کا بہت بڑا ذخیرہ ضائع ہو جائے گا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اگر یہ نوجوان مر گیا تو روئے زمین پر کوئی نہیں جو اس کی جگہ پُر کر سکے۔ یہ خبر ابو یوسف کو پہونچ گئی۔ ادھر اللہ کے فضل سے شفا ہو گئی تو دل میں عُجبُ پیدا ہو گیا اور علم فقہ کی اپنی الگ مجلس قائم کرلی۔ امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا۔ لوگوں کی توجہ ان کی طرف بھی ہوئی۔ امام صاحب نے ان کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو لوگوں نے بتلایا کہ انہوں نے اپنا حلقۂ درس الگ قائم کرلیا ہے۔ ان کو آپ کے تعریفی کلمات پہونچ گئے ہیں۔

امام صاحبؒ نے ایک معتبر آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ ابو یوسف بن یعقوب کی مجلس میں جاؤ اور یہ مسئلہ معلوم کرو کہ ایک آدمی نے ایک دھوبی کو کپڑا دیا کہ دو درہم میں اس کو دھو کر دے دے۔ کچھ دنوں کے بعد جب دھوبی کے پاس کپڑا لینے گیا تو دھوبی نے کپڑے ہی کا انکار کر دیا اور کہا تمہاری کوئی چیز میرے پاس نہیں۔ وہ آدمی واپس آگیا۔ پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اور اپنا کپڑا طلب کیا تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اسے دے

دیا۔ اب دھوبی کو دھلائی کی اجرت ملنی چاہئے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں ہاں تو کہنا آپ سے غلطی ہوئی اور اگر کہیں اس کو مزدوری نہیں ملے گی تو بھی کہنا غلط۔ وہ آدمی امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں گیا اور مسئلہ معلوم کیا۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اس کی اجرت واجب ہے۔ اس آدمی نے کہا غلط۔ امام ابو یوسفؒ نے غور کیا۔ پھر فرمایا نہیں اس کو اجرت نہیں ملے گی۔ اس آدمی نے پھر کہا غلط۔ امام ابو یوسفؒ فوراً اٹھے اور امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں پہونچ گئے۔

امام صاحبؒ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دھوبی کا مسئلہ لایا ہے۔ ابو یوسفؒ نے عرض کیا جی ہاں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا سبحان اللہ جو شخص اس لئے بیٹھا ہو کہ لوگوں کو فتویٰ دے، اس کام کے لئے حلقہ درس جمالیا، اللہ تعالیٰ کے دین میں گفتگو کرنے لگا اور اس کا مرتبہ یہ ہے کہ اجارہ کے ایک مسئلہ کا صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ ابو یوسفؒ نے عرض کیا استاذ محترم! مجھے بتلا دیجئے۔ امام صاحب نے فرمایا اگر اس نے دینے سے انکار کے بعد دھویا ہے تو اجرت نہیں کیوں کہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے اور اگر غصب سے پہلے دھویا تھا تو اس کو اجرت ملے گی۔ اس لئے کہ اس نے مالک کے لئے دھویا تھا۔

خلیفہ منصور کی بیعت اور امام صاحبؒ کی تقریر

ابو عبداللہ صیمریؒ نے داؤد طائی سے روایت کی ہے کہ جب خلیفہ منصور عباسی کوفہ آئے تو سبھی علماء کے پاس خبر بھیجی اور سب کو جمع کیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو تقریر کی کہ خلافت آپ لوگوں کے نبی کے گھر والوں تک پہونچ گئی۔ اللہ نے اپنا فضل کیا، حق کو قائم فرمادیا اور اے جماعت علماء! آپ لوگ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اس کی اعانت

کریں اور اپنے لیے ہدیہ ضیافت اور اللہ کے مال میں سے جو کچھ بھی آپ لوگ پسند کریں، قبول کریں۔ اب آپ لوگ ایسی بیعت کریں جو نفع نقصان کے لئے آپ لوگوں کے امام کے پاس حجت ہو اور قیامت کے دن آپ لوگوں کے لئے امان اور حفاظت ہو۔ آپ لوگ اللہ کے دربار میں بلاامام کے نہ جائیں۔ وہاں بلا حجت و ذلیل رہیے۔ یہ مت کہیے کہ ہم امیر المؤمنین سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے حق نہیں کہہ سکتے۔ علماء نے جواب کے لئے امام ابو حنیفہؒ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں اپنی اور آپ سب کی طرف سے بات کروں تو آپ لوگ چپ رہیں۔ علماء نے کہا ہم یہی چاہتے ہیں۔ امام صاحبؒ نے تقریر کی اور فرمایا اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ اس نے حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں پہونچادیا، ظالموں کے ظلم کو دور کردیا اور ہماری زبانوں کو حق بات کے لئے گویائی بخش دی۔ بلا شبہ ہم سب نے اللہ کے امر پر بیعت کی اور آپ کے لئے اللہ کے عہد پر وفاداری کی بیعت کی "الی قیام الساعۃ" اللہ تعالیٰ امر خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے نہ نکالے۔ خلیفہ منصور نے جوابی تقریر کی اور کہا آپ ہی جیسا آدمی مناسب ہے کہ علماء کی طرف سے خطبہ دے۔ ان لوگوں نے آپ کو انتخاب کر کے اچھا کیا اور آپ نے بہترین ترجمانی کی۔ جب سب لوگ باہر آئے تو امام صاحبؒ سے معلوم کیا کہ الی قیام الساعہ، سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے تو اس وقت بیعت توڑ دی؟ امام صاحبؒ نے فرمایا آپ لوگوں نے حیلہ کیا اور معاملہ میرے سپرد کیا، تو میں نے اپنے لئے حیلہ کرلیا اور آپ لوگوں کو امتحان کے لئے پیش کردیا۔ لوگ خاموش ہو گئے اور تسلیم کرلیا کہ حق امام صاحبؒ کا ہی فعل ہے۔

ایک مشکل مسئلہ کی گرہ کشائی

وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، جعفر بن زیاد اور احمد الحسن بن صالح کو میں نے دیکھا وہ لوگ کوفہ میں ایک دعوت ولیمہ پر جمع ہوئے۔ اس ولیمہ میں معززین بھی تھے اور غلام بھی۔ ایک آدمی نے اپنی دو لڑکیوں کی ایک شخص کے دو لڑکوں کے ساتھ شادی کی تھی۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ولی امر باہر آیا اور عرض کرنے لگا کہ ہم بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا وہ کیا مصیبت ہے؟ اس نے کہا ہم اسے پوشیدہ رکھنا پسند کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ غلطی یہ ہو گئی کہ رات کو ہر ایک کے پاس دوسرے کی بیوی سلا دی گئی۔ امام صاحب نے فرمایا کیا دونوں نے جماع بھی کر لیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اس پر سفیان ثوریؒ بولے یہ معاملہ ایسا ہے کہ بعینہٖ ایسے ہی معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ موجود ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ معاملہ حضرت علیؓ کے پاس بھیجا تھا تو حضرت علیؓ نے فیصلہ دیا کہ دونوں مردوں پر مہر واجب ہے اس صحبت کی وجہ سے جو انہوں نے کی اور دونوں عورتیں اپنے شوہروں کی طرف بھیج دی جائیں۔ ان لوگوں کے اوپر اور کچھ نہیں ہے۔ سارے لوگ خاموش سفیان ثوری کی باتیں سن رہے تھے اور بہت اچھا سمجھ رہے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ بھی چپ تھے۔

امام مسعر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ابو حنیفہؒ! تم اس مسئلہ میں کچھ بولو۔ اس پر سفیان ثوری بولے وہ اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا دونوں دولہوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ

لائے گئے۔ امام صاحب نے ہر ایک سے پوچھا جو عورت رات تمہارے پاس تھی تم اس کو پسند کرتے تھے؟ ہر ایک نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا تمہاری بیوی جو تمہارے بھائی کے پاس ہے، اس کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا فلانہ بنت فلاں۔ امام صاحب نے فرمایا کہو اس کو طلاق اور ہر ایک نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے خطبۂ نکاح پڑھا اور جو عورت جس کے پاس تھی، اس عورت کا اس سے نکاح پڑھا دیا اور فرمایا از سر نو دوسری شادی قرار دے دو۔ لوگوں نے امام صاحبؒ کے عمل و فتوئ پر تعجب کیا۔ مسعر بن کدام اٹھے اور امام ابو حنیفہؒ کی پیشانی چوم لی اور کہا کہ لوگ مجھ کو ان سے محبت کرنے پر ملامت کرتے ہیں۔ امام سفیان ثوری چپ رہے اور انہوں نے کچھ نہ کہا۔

لقد عجزت النساء...

شریک سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ سفیان ثوری، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابو حنیفہؒ، ابوالاحوص، مندل اور حبان بھی تھے۔ جنازہ ایک بوڑھے سید زادے کا تھا۔ جنازہ میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے، سب ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک جنازہ رک گیا۔ لوگوں نے معلومات کیں کہ کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ اس لڑکے کی ماں بیتاب ہو کر نکل پڑی، جنازہ پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور اپنا سر کھول دیا۔ عورت ہاشمی اور شریفہ تھی۔ اس میت کے باپ نے چلا کر کہا واپس جاؤ مگر اس نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ باپ نے قسم کھائی کہ لوٹ جاو ورنہ تجھے طلاق۔ جب کہ ماں نے بھی قسم کھائی کہ اگر میں نماز جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد۔ الغرض ایک دوسرے کے ساتھ مشغول کلام ہو گئے۔ اب کیا

ہو گا؟ کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔ میت کے باپ نے امام ابو حنیفہؒ کو آواز دی کہ میری مدد کرو۔ امام صاحبؒ آئے اور عورت سے معلوم کیا قسم کس طرح کھائی؟ اس نے بتلا دیا۔ باپ سے پوچھا تم نے کس طرح قسم کھائی؟ اس نے بھی بتلا دیا۔ امام صاحب نے فرمایا میت کا سریر رکھو۔ چنانچہ رکھ دیا گیا۔ امام صاحب نے باپ کو حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھاؤ جو لوگ آگے نکل گئے تھے، واپس ہوئے۔ باپ کے پیچھے صف لگی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ امام صاحب نے فرمایا قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کی ماں سے کہا اب تم گھر چلی جاؤ۔ قسم پوری ہو گئی اور باپ سے کہا تمہاری بھی قسم پوری ہو گئی تم بھی گھر جاؤ۔ اس پر ابن شبرمہ کہنے لگے عورتیں آپ جیسا پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ علمی نکات بیان کرنے میں آپ کو نہ کوئی مشقت ہوتی ہے اور نہ پریشانی۔

یک نہ شد، دو شد

عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ میں اپنی دیوار میں جنگلہ کھولنا چاہتا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا جو چاہو کھول لو لیکن پڑوسی کے گھر میں تاک جھانک مت کرنا۔ جب وہ کھڑکی کھولنے لگا تو اس کا پڑوسی ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی۔ انہوں نے اس کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا۔ اب وہ بھاگا ہوا امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہونچا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اچھا جاؤ اب دروازہ کھول لو۔ وہ دروازہ کھولنے لگا، تو اس کا پڑوسی اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا۔ انہوں نے منع کر دیا۔ وہ پھر امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں آیا اور صورت حال بتائی۔ امام صاحبؒ نے پوچھا تمہاری کل دیوار کی کیا قیمت ہے؟ اس نے عرض کیا تین اشرفیاں۔ امام

صاحب نے فرمایا یہ تین اشرفیاں میرے ذمہ ہیں جا اور ساری دیوار گرادے۔ وہ آیا اور دیوار گرانے لگا۔ پڑوسی نے منع کردیا اور اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان سے شکایت کی۔ ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا وہ اپنی دیوار گراتا ہے اور تم چاہتے ہو کہ میں اس کو روک دوں۔ چنانچہ اس آدمی سے فرمایا جا گرادے اور جو کچھ تیرا جی چاہے کر۔ پڑوسی نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں پریشان کیا اور ایک جنگلا کھولنے سے منع کردیا؟ کھڑکی کا کھولنا میرے لئے آسان تھا اب یہ ساری دیوار گرائے گا ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا یہ آدمی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی بتلاتا ہے۔ اب جب میری غلطی واضح ہو گئی تو میں کیا کروں۔

امام صاحبؒ کی شان ہی عجیب تھی

عبداللہ بن مبارکؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے یہ مسئلہ معلوم کیا کہ دو آدمی ہیں ایک کے پاس ایک درہم ہے اور دوسرے کے پاس دو درہم۔ یہ سب دراہم آپس میں مل ملا گئے اور دو درہم کھو گئے۔ پتہ کچھ نہیں کون سے درہم کھو گئے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا باقی درہم دونوں کا ہے۔ دو درہم والے کے دو حصہ، ایک درہم والے کا ایک حصہ۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ابن شبرمہ سے ملاقات کی اور یہی مسئلہ معلوم کیا۔ انہوں نے فرمایا کسی اور سے بھی معلوم کیا؟ عرض کیا ہاں امام ابو حنیفہؒ سے، تو انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ نے یہ جواب دیا کہ جو درہم بچ رہا ہے، اس کا دو ثلث دو درہم والے کا، ایک ثلث ایک درہم والے کا ہے؟۔ میں نے عرض کیا ہاں اس پر فرمایا ان سے غلطی ہو گئی۔ دیکھو جو دو درہم ضائع ہوئے ان میں سے ایک تو ضرور دو درہموں میں سے ہے باقی ایک ضائع ہونے والا درہم ان

دونوں کا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو درہم باقی رہا، وہ دونوں کا نصف نصف ہے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں مجھے یہ جواب بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔

اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی عجیب ہی شان تھی۔ اگر ان کی عقل کو نصف دنیا کی عقل سے تولا جائے تو بڑھ جائے۔ وہ مجھ سے فرمانے لگے تم ابن شبرمہ سے ملے اور انہوں نے فرمایا کہ علم اس بات کو محیط ہے کہ ضائع ہونے والا دو درہموں میں سے ایک ہے اور بچا ہوا درہم ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ جب تینوں درہم مل گئے تو آپس میں شرکت واجب ہو گئی پھر ایک درہم والے کا حصہ ہر درہم کا ثلث ہو گیا اور دو درہم والے کا حصہ ہر درہم میں دو ثلث ہوا تو جو درہم بھی کھویا گیا دونوں کا کھویا گیا اور دونوں کا حصہ گیا۔

یہ ایسی چیز ہے، جس کا الہام من جانب اللہ ہوا ہے

عبداللہ بن مبارک سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو مکہ مکرمہ کے راستہ میں دیکھا کہ ان کے لئے ایک گائے کا بچھڑا بھونا گیا۔ ساتھیوں کی خواہش ہوئی کہ اسے سرکہ سے کھائیں، لیکن سرکہ ڈالنے کے لئے کوئی برتن نہیں تھا۔ لوگ حیران تھے کس طرح سرکہ نکالیں۔ اتنے میں امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا کہ ریتیلی زمین میں گڑھا کھودا، پھر اس پر دستر خوان بچھایا اور دستر خوان پر سرکہ ڈال دیا اور لوگوں نے سرکہ کے ساتھ بھنا ہوا گوشت کھایا اور کہنے لگے آپ ہر چیز کو نہایت عمدہ طور پر کرتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا خدا کا شکر کرو یہ ایسی چیز ہے جس کا الہام اللہ کے فضل سے ہوا ہے۔

امام صاحب کی ذہانت سے سازشی مایوس

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں ابن ہبیرہ کے پاس تھا، مجھے جیل جانے کا حکم سنایا جا چکا تھا۔ ایک شخص نے سازش کی اور جیل کے دروازہ پر آبیٹھا اور سوال کیا۔ اے ابو حنیفہؒ! جس آدمی کو سلطان اعظم نے کسی کے قتل کا حکم دیا ہو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس کو قتل کرے؟ امام صاحب نے سوال کو سائل پر پلٹ دیا اور پوچھا کیا اس پر قتل واجب تھا؟ اس شخص نے کہا ہاں اس کا قتل واجب تھا۔ اس پر امام صاحب نے کہا تو پھر قتل کر دو۔ اس آدمی نے پھر پلٹ کر سوال کیا اگر اس آدمی پر قتل واجب نہ رہا ہو؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ سلطان اعظم ایسے شخص کے قتل کا حکم نہیں دے سکتے جس کا قتل واجب نہ ہوا ہو۔

ایک عجیب و غریب تدبیر

بشیر بن ولید سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے پڑوس میں ایک نوجوان رہتا تھا جو امام صاحب کے پاس بکثرت آتا جاتا تھا۔ ایک دن امام صاحب سے عرض کیا میں نکاح کرنا چاہتا ہوں اور کوفہ کے فلاں قبیلہ میں پیغام بھی بھیج دیا ہے لیکن ان لوگوں نے مجھ سے اتنا مہر طلب کیا جو میری طاقت سے بہت زیادہ ہے جب کہ قلب نکاح کے لئے بے چین ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا استخارہ کر لو اور جو کچھ وہ طلب کرتے ہیں، دے دو۔ ہو سکتا ہے کہ جب بیوی کے پاس جاؤ تو باقی مہر وہ معاف کر دے۔ چنانچہ اس نے مطلوبہ مہر قبول کر لیا اور نکاح ہو گیا۔

اس کے بعد وہ نوجوان پھر حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے ان سے کہا کہ جو مہر موجود ہے، اس کو لے لیں اور باقی پھر ادا کر دوں گا مگر وہ

لوگ نہیں مانتے، کہتے ہیں جب کل مہر ادا کر دو گے تب رخصتی کریں گے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تدبیر سے کام لو قرض لے کر مہر دے دو اس کے بعد معاملہ آسان ہو جائے گا اور ان کے تشدد سے نجات ہو جائے گی۔ امام اعظمؒ نے اس کو قرض دیا۔ جب اس نے مہر ادا کیا اور رخصتی ہو گئی تو امام صاحبؒ نے اس کو بتلایا کہ تم یہ تجویز بتلاؤ کہ میں روزی کمانے کے لئے دوسرے شہر میں جانا چاہتا ہوں اور اپنے ہمراہ اپنی بیوی کو بھی لے جاؤں گا۔ اس نوجوان نے ایسا ہی کیا، دو اونٹ کرایہ پر طے کر لئے اور ظاہر کیا کہ میں خراسان جانا چاہتا ہوں۔ بیوی کے میکے والوں کو خبر دی تو وہ لوگ پریشان ہو گئے اور امام صاحب کی خدمت میں پہونچے، شکایت کی اور فتوئی پوچھا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اس کو حق ہے جہاں چاہے لے جائے۔ ان لوگوں نے عرض کیا ہم ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اچھا تو اس کو راضی کر لو اور جو کچھ تم نے اس سے لیا ہے، واپس کر دو۔ اسے ان لوگوں نے قبول کر لیا۔ امام صاحبؒ نے اس کو بلایا اور فرمایا یہ لوگ اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ جو مہر تجھ سے لیا ہے، اس کو واپس کر دیں اور تم کو مہر سے بری کر دیں۔ نوجوان بولا کہ میں ان سے مہر کے علاوہ اور بھی کچھ لینا چاہتا ہوں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اچھا بتا، جو کچھ وہ لوگ تجھ کو دے رہے ہیں اسے قبول کرتے ہو یا نہیں؟ اگر نہیں کرتے تو عورت اپنے اوپر قرض کا اقرار کرے گی۔ پھر تم اس کو لے کر کہیں نہیں جاؤ گے جب تک کہ وہ قرض نہ ادا کر دو۔ نوجوان بولا اللہ اللہ وہ لوگ یہ بات نہ سننے پائیں اب میں ان سے کچھ مطالبہ نہیں کروں گا اور سفر سے رک گیا جو کچھ ان لوگوں نے دیا، قبول کر لیا۔

ترکے کی تقسیم

وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں تھے کہ ایک عورت آئی اور عرض کیا میرا بھائی مر گیا اس نے ۶۰۰ اشرفیاں چھوڑیں مگر مجھے صرف ایک اشرفی ملی ہے۔ امام صاحبؒ نے دریافت کیا میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے عرض کیا داؤد طائی نے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا یہی تیرا حق ہے۔ اچھا بتاؤ تیرے بھائی نے دو لڑکیاں چھوڑیں؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ ماں چھوڑی؟ عورت نے کہا ہاں۔ بیوی چھوڑی؟ عورت نے عرض کیا ہاں۔ بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی؟ عورت نے عرض کیا ہاں۔ تب امام اعظم نے فرمایا کہ دونوں لڑکیوں کا دو ثلث ۴۰۰ اشرفی ہے۔ ماں کا ایک سدس ۱۰۰ر اشرفی ہے اور بیوی کا ثمن ۷۵ اشرفی ہے۔ باقی ۲۵ر اشرفیاں ۲۴ر بھائیوں کی ہیں: ہر بھائی کو دو اشرفی اور تیرے لئے ایک۔

قاضی ابن ابی لیلیٰؒ اور امام صاحبؒ

حسن بن ابو مالک سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ کو ساتھ لے کر ابن ابی لیلیٰ کے پاس اپنی کسی ضرورت سے تشریف لے گئے۔ جب وہاں جا کر بیٹھ گئے تو ابن ابی لیلیٰ نے اپنے دربان کو حکم دیا کہ جو لوگ مقدمہ لے کر آئے ہیں، ان کو پیش کرو۔ معلوم ہوا کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کو اپنے فیصلے اور احکامات دکھلانا چاہتے تھے۔ بہت سے لوگ آئے، ان کا فیصلہ کیا بعد میں دو آدمی داخل ہوئے ان میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ اس آدمی نے مجھے گالی دی ہے، میری ماں کو زنا کی تہمت لگائی ہے اور یوں کہا ہے زانیہ کے بیٹے۔ اللہ آپ کو عزت دے میرا

مطالبہ یہ ہے کہ اس سے میرا حق وصول فرمائیں (یعنی حدِ قذف لگائیں)
ابن ابی لیلیٰ نے مدعی علیہ سے کہا تم کیا کہتے ہو؟

امام ابو حنیفہؒ بولے آپ اس آدمی کے بارے میں کیوں پوچھتے ہیں
دعویٰ کرنے والا خود خصم نہیں ہے کیوں کہ اس کا دعوی یہ ہے کہ اس
کی ماں کو زنا کی تہمت لگائی ہے کیا یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ اپنی ماں کا
وکیل ہے؟ ابن ابی لیلیٰ نے کہا نہیں امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اس سے معلوم
کریں اس کی ماں زندہ ہے، یا مر گئی؟ اگر زندہ ہے تو وکالت ضروری ہے
اور اگر زندہ نہیں تو دوسری بات ہو گی۔ ابن ابی لیلیٰ نے معلوم کیا کہ
تیری ماں زندہ ہے، یا مر گئی؟ اس نے کہا مر گئی۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا اس
کے مرنے پر گواہ لاؤ چنانچہ اس نے گواہ پیش کر دیا۔ ابن ابی لیلیٰ مدعی
علیہ سے پھر سوال کرنے لگے کہ تم اس کے دعویٰ کے بارے میں کیا
کہتے ہو؟ تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ مدعی سے معلوم کریں کہ اس کے
علاوہ کوئی اور وارث بھی ہے؟ اگر اور وارث ہوں گے تو حد قذف کے
مطالبہ کا حق اس کے ساتھ دوسروں کو بھی ہو گا اور اگر صرف یہی وارث
ہے تو بات دوسری ہو گی۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے سوال کیا، تو اس نے
کہا صرف میں وارث ہوں۔ اور کوئی نہیں ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا گواہ پیش
کرو کہ اپنی ماں کے صرف تم وارث ہو چنانچہ اس نے گواہ پیش کر دئے۔
ابن ابی لیلیٰ مدعی علیہ سے ایک بار پھر سوال کرنے لگے۔ امام ابو حنیفہؒ
نے پھر فرمایا کہ مدعی سے معلوم کریں اس کی ماں آزاد تھی، یا باندی؟
اس نے کہا آزاد تھی۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا گواہ لاؤ کہ تمہاری ماں آزاد تھی
چنانچہ اس نے گواہ پیش کر دئے۔ ابن ابی لیلیٰ مدعی علیہ سے سوال کرنے
لگے۔ امام ابو حنیفہؒ نے پھر فرمایا اس سے معلوم کریں کہ اس کی ماں مسلم
تھی، یا کافر؟ ابن ابی لیلیٰ نے معلوم کیا۔ اس نے بتایا آزاد مسلمان تھی،

فلاں قبیلہ سے اس کا تعلق تھا۔ ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا گواہ پیش کرو، اس نے گواہ پیش کئے۔ امام ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ نے فرمایا اب آپ مدعی علیہ سے سوالات کریں۔ ابن ابی لیلیٰ نے مدعی علیہ سے سوال کیا تم نے اس کی ماں کو زنا کی تہمت لگائی؟ اس نے انکار کر دیا پھر مدعی سے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں کوفہ کے شریف لوگوں کی ایک جماعت ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا ان کو لاؤ کہ ان کی گواہی سنوں۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن ابی لیلیٰ نے بیٹھنے کو کہا مگر وہ چلے گئے۔

حضرت قتادہؒ اور امام صاحبؒ

ابو القاسم بن کاس نے اسد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ قتادہؒ کوفہ آئے اور ابو بردہ کے مکان پر اترے۔ اس کے بعد وہ باہر آئے اور فرمایا کہ آج حلال اور حرام کے بارے میں جو مسئلہ بھی پوچھا جائے گا جواب دوں گا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ابو الخطاب! آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے بال بچوں سے کئی سال غائب رہا، اس کی بیوی کو اس کی موت کی خبر دی گئی تو بیوی نے سمجھا کہ وہ مر گیا اور اس نے دوسری شادی کر لی۔ ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ اس کے بعد پہلا شوہر آگیا پھر پہلے شوہر نے کہا میرا لڑکا نہیں ہے اور دوسرے نے کہا میرا لڑکا ہے۔ تو کیا ان دونوں ہی نے اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی، یا صرف ولد کا انکار کرنے والے نے؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر جواب اپنی رائے سے دیں گے تو ہم غلطی نکالیں گے اور اگر حدیث بیان کریں گے تو جھوٹ ثابت کریں گے۔ لیکن قتادہؒ نے فرمایا کیا یہ واقعہ پیش آگیا؟ لوگوں نے کہا نہیں تو قتادہؒ نے فرمایا جو مسئلہ پیش نہیں آیا، اس کے بارے میں سوال کیوں کرتے ہو؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا علماء بلا کے لئے

پہلے سے تیار رہتے ہیں اور بلاء سے پہلے حفاظت کا سامان کر لیتے ہیں۔ جب وہ بلا نازل ہوتی ہے تو دخول و خروج سے واقف ہوتے ہیں۔ قتادہؒ نے فرمایا اس کو چھوڑ کر تفسیر کے بارے میں سوال کرو۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ اللہ کے قول "قَالَ الَّذِی عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا آتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ" (۱) کی بابت کیا فرماتے ہیں؟ قتادہؒ نے فرمایا آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاتب تھے اور وہ اسم اعظم جانتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے معلوم کیا، کیا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اسم اعظم جانتے تھے؟ قتادہؒ نے فرمایا نہیں تو امام صاحب نے فرمایا کیا یہ جائز ہے کہ نبی کے زمانے میں کوئی ایسا آدمی ہو جو نبی سے زیادہ جانتا ہو؟ اس پر قتادہؒ نے فرمایا نہیں۔ واللہ میں علم تفسیر میں کچھ نہیں بیان کروں گا۔ تم نے مجھ سے اس مسئلہ میں کیوں سوال کیا، جس میں علماء کا اختلاف ہو۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا آپ مومن ہیں؟ قتادہ نے فرمایا امید رکھتا ہوں۔ ابو حنیفہؒ نے فرمایا کیوں؟ قتادہ نے فرمایا اللہ کے قول "وَالَّذِی اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِی خَطِیْئَتِی یَوْمَ الدِّیْنِ" (۲) کی وجہ سے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔ "اَوَلَم تؤمن" (۳) تو ابراہیمؑ نے عرض کیا "بلی و لکن لیطمئن قلبی" تو ایسے آپ کیوں نہیں کہتے؟ اس پر امام قتادہؒ اُٹھ کر گھر میں چلے گئے اور قسم کھائی کہ ان لوگوں کو کچھ نہیں سناؤں گا۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ نے چھ غلطیاں کیں

ابو یعقوب یوسف بن احمد مکی سمیت کئی دوسرے لوگوں نے حسن

۱۔ سورہ نمل، آیت ۴۰، اور وہ ذات جس سے مجھے امید ہے کہ وہ میری خطائیں قیامت کے دن بخش دے گا۔

۲۔ سورہ شعراء، آیت ۸۲ ۳۔ سورہ بقرہ، آیت [illegible]

بن زیاد لؤلؤیؒ سے روایت کی ہے کہ حسن بن زیادؒ نے کہا میرے گھر کے قریب ایک پاگل عورت رہتی تھی، جس کا نام ام عمران تھا۔ ایک آدمی اس کے پاس سے گذرا اور اس سے کچھ کہا۔ پاگل عورت نے کہا یا ابن الزانیین (اے دو زنا کرنے والوں کے بیٹے) اتفاق سے قاضی ابن ابی لیلیٰ سن رہے تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لاؤ۔ قاضی نے اس کو مسجد میں داخل کروا کر دو حدیں لگوائیں۔ ایک ماں کو تہمت لگانے کی وجہ سے، دوسری باپ کو۔ امام ابو حنیفہؒ کو معلوم ہوا تو فرمایا اس حد لگانے میں قاضی ابن ابی لیلیٰ نے چھ غلطیاں کی ہیں:

اول یہ کہ وہ مجنونہ تھی اور مجنونہ پر حد نہیں۔ دوسری مسجد میں حد لگوائی اور حدود مسجد میں نہیں لگائی جاتیں۔ تیسری اسے کھڑی کر کے حد لگوائی جب کہ عورتوں پر حد بیٹھا کر لگائی جاتی ہے۔ چوتھی اس پر دو حدیں لگوائیں جب کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی پوری قوم پر تہمت لگائے تو بھی ایک ہی حد ہے۔ پانچویں حد لگانے کے وقت اس آدمی کے ماں باپ موجود نہیں تھے، حالانکہ ان کا حاضر ہونا ضروری تھا کیوں کہ انہیں کی طلب پر حد لگ سکتی تھی۔ چھٹی دونوں حدوں کو جمع کر دیا حالانکہ جس پر دو حد واجب ہوں، جب تک پہلی خشک نہ ہو جائے دوسری نہیں لگا سکتے۔ یہ فتویٰ قاضی ابن ابی لیلیٰ تک پہونچ گیا۔ انہوں نے امیر سے شکایت کی۔ امیر نے امام ابو حنیفہؒ کو فتویٰ دینے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیر کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کچھ مسائل پیش آئے۔ امام ابو حنیفہؒ سے وہ مسائل پوچھے گئے۔ آپ نے جواب دیا جو امیر کو بہت پسند آیا۔ اس کے بعد اس نے امام صاحب کو اجازت دے دی اور امام صاحب اپنے مسند درس پر دوبارہ رونق افروز ہوئے۔

ضحاک شاری ہکا بکارہ گیا

ابو ولید طیالسیؒ سے روایت ہے کہ ضحاک شاری کوفہ آیا اور امام ابو حنیفہؒ کے پاس آکر کہنے لگا توبہ کرو۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کس چیز سے؟ اس نے کہا حکم کو جائز کہنے سے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے فرمایا تو مجھے قتل کرے گا، یا مناظرہ؟۔ اس نے کہا مناظرہ کروں گا۔ تو امام صاحب نے فرمایا اگر کسی چیز میں ہمارا تمہارا اختلاف ہوا تو فیصلہ کون کرے گا؟ اس پر ضحاک شاری نے کہا تم جس کو چاہو فیصل بنالو۔ امام صاحبؒ نے اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سے کہا بیٹھ جاؤ جس چیز میں ہمارا اختلاف ہو، فیصلہ کردینا۔ پھر ضحاک شاری سے فرمایا تم میرے اور اپنے درمیان اس کے حکم ہونے پر راضی ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ تو امام صاحبؒ نے فرمایا پھر تو تم نے خود ہی تحکیم کو جائز قرار دے دیا اس پر ضحاک ہکا بکارہ گیا۔

یہ زیادہ اچھا جواب ہے

ابو القاسم بن کاس نے ابراہیم الصائغ سے روایت کی ہے کہ میں عطاء بن ابی رباح کے پاس تھا اور امام ابو حنیفہؒ بھی تھے۔ انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے " و آتیناه أهله و مثلهم معهم " (۱) کے بارے میں سوال کیا، عطاء نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کے اہل کو لوٹا دیا نیز اہل و لد کے مثل اور بھی۔ اس پر امام صاحبؒ نے عرض کیا ابو محمد! اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل اور ان کی صلبی اولاد کو لوٹا دیا اور ولد کے اجر کا مثل بھی عطا کر دیا عطاء نے فرمایا یہ زیادہ اچھا جواب ہے۔

۱۔ سورۃ انعام، آیت ۸۴

سفیان ثوریؒ کا اعتراف

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آکر امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا میں نے قسم کھائی ہے کہ اپنی بیوی سے نہیں بولوں گا جب تک کہ وہ خود نہ بولے۔ جب کہ اس نے قسم کھار کھی ہے کہ اگر وہ میرے بات کرنے سے پہلے بات کرے تو جو کچھ اس کی ملکیت میں ہے، وہ صدقہ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے معلوم کیا کسی اور سے بھی پوچھا؟ اس نے کہا ہاں سفیان ثوری سے۔ ان کا فتویٰ ہے کہ جو پہلے بات کرے گا، اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور وہ حانث ہو جائے گا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا جاؤ اس سے بات کرو، کوئی حانث نہیں ہوگا۔ وہ آدمی سفیان ثوریؒ کا رشتہ دار تھا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ سنایا۔ وہ غصہ میں بھر گئے اور امام صاحبؒ کے پاس آکر فرمایا تم حرام شرمگاہ کو حلال بتاتے ہو؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کیسے؟ پھر اس آدمی سے سفیان ثوری نے فرمایا ابو عبداللہ کے سامنے اپنا سوال دہراؤ، اس نے پھر سے بیان کیا۔ امام صاحبؒ نے جواب میں پہلا فتویٰ دیا۔ سفیان ثوری نے فرمایا یہ فتویٰ کہاں سے دے رہے ہو؟ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب اس آدمی نے قسم کھائی اور بیوی نے بھی جواب میں قسم کھالی تو اس آدمی سے بات کرنے والی ہو گئی اور اس کی قسم ختم ہو گئی اب جب یہ اس سے بات کرے گا تو بیوی کی قسم بھی ختم ہو جائے گی۔ یہ جواب سن کر سفیان ثوری بہت خوش ہوئے اور فرمایا تمہارے لئے ان چیزوں کا علم منکشف ہو جاتا ہے جن سے ہم سب غافل ہیں۔

یہ بات بہت بیش قیمت ہے

علی بن مسہر سے روایت ہے کہ ہم لوگ امام ابو حنیفہؒ کے پاس

بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن مبارک تشریف لائے اور امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کیا کہ ایک آدمی ہنڈیا پکا رہا تھا، ایک پرندہ اس میں گر کر مر گیا، آپ کا اس میں کیا فتویٰ ہے؟ امام صاحبؒ نے اپنے شاگردوں سے کہا بتاؤ اس کا کیا جواب ہے؟ شاگردوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ نقل کر دیا کہ شوربا پھینک دیں اور گوشت دھو کر کھالیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا یہی ہم بھی کہتے ہیں۔ البتہ اس میں کچھ تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہانڈی میں جوش آنے کے وقت گرا ہو تو گوشت اور شوربا سب پھینک دیا جائے اور اگر جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد آپڑا ہو تو گوشت دھو کر کھالیا جائے اور شوربا پھینک دیا جائے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا یہ تفصیل کہاں سے فرما رہے ہیں؟ تو امام صاحبؒ نے فرمایا جب پرندہ ہانڈی کے جوش مارنے کی حالت میں گرے گا تو سرکہ اور مصالحہ کی طرح نجس پانی گوشت میں سرایت کر جائے گا اور جب جوش ٹھنڈا ہو گیا تو گوشت کے اوپر لگے گا اندر سرایت نہیں کرے گا۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا "ھذا زرین" یہ بات سونا ہے۔

امام صاحب کی ذہانت کا حیرت انگیز واقعہ

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے کچھ مال گھر میں دفن کیا تھا لیکن جگہ بھول گیا کہ کہاں دفن کیا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا تو میں کس طرح جان سکتا ہوں؟ یہ سن کر وہ آدمی رونے لگا تو امام صاحبؒ نے اپنے تلامذہ سے کہا میرے ساتھ اس کے گھر چلو، وہ آدمی سب کو لے کر اپنے گھر آیا۔ امام صاحب نے فرمایا تم سوتے کہاں تھے اور کپڑے کہاں رکھتے تھے؟ تو وہ آدمی ایک کمرے میں لے گیا۔

اب امام صاحب نے شاگردوں سے فرمایا اگر یہ گھر آپ لوگوں کا ہوتا اور کچھ دفن کرنا ہوتا تو کہاں دفن کرتے؟ ایک نے کہا یہاں، دوسرے نے کہا وہاں۔ اس طرح پانچ جگہوں کی نشاندہی کی گئی۔ امام صاحب نے ان جگہوں پر کھودنے کا حکم دیا چنانچہ تیسری جگہ کھودنے پر مال نکل آیا۔ تب امام صاحب نے اس آدمی سے کہا اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تیرا مال لوٹا دیا۔

جاؤ رات بھر نمازیں پڑھو

ابو القاسم بن کاس نے حسن بن زیاد سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے مال دفن کیا اور جگہ بھول گیا کہ کہاں دفن کیا ہے؟ تلاش کیا، نہیں ملا۔ تو امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں آیا اور صورت حال بیان کی۔ امام صاحب نے فرمایا یہ کوئی فقہی مسئلہ ہے جو بتلاؤں؟ اچھا جاؤ اور آج ساری رات صبح تک نماز پڑھ، تم کو یاد آجائے گا کہ کہاں دفن کیا ہے۔ وہ آدمی واپس گیا، رات آئی اس نے نماز شروع کی ابھی چوتھائی رات بھی نہیں گذری تھی کہ مال یاد آگیا امام صاحبؒ کو آکر خبر دی۔ امام صاحبؒ نے فرمایا مجھے یہ معلوم تھا کہ شیطان تم کو ساری رات نمازیں نہیں پڑھنے دے گا؛ بلکہ تمہیں مال یاد دلائے گا تم نے ساری رات نماز میں کیوں نہ گذاری کہ اللہ کا شکر ادا ہوتا۔

امانت واپس مل گئی

ابو القاسم بن کاس نے ہی علی بن ابو علی سے روایت کی ہے کہ علی بن ابو علی نے کہا میں "مرو" کے قاضی حسن بن علی کے پاس تھا انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کا اور ان کی ذہانت کا تذکرہ کر کے فرمایا کہ ایک آدمی نے

کوفہ میں کسی آدمی کے پاس امانت رکھی اور حج کو چلا گیا۔ جب حج سے لوٹا تو اپنی امانت طلب کی، اس آدمی نے امانت کا انکار کر دیا اور قسمیں کھا گیا۔ یہ آدمی امام صاحبؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ پہلے بھی امام صاحبؒ کے پاس کبھی کبھی آتا تھا اور مشورہ کیا۔

امام صاحب نے کہا اچھا کسی سے اس کے انکار کی بات مت بتلانا اور خود اس سے تنہائی میں بات کی اور فرمایا بڑے حکام مجھ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں مشورہ لے رہے ہیں جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟ اس آدمی نے بہ تکلف تھوڑا سا انکار کیا۔ امام صاحبؒ اس کو رغبت دینے لگے اور وہ منع کرتا رہا۔ امام صاحب اٹھ کر چلے آئے اتنے میں امانت والا آیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے فرمایا اب جاؤ اور اس سے کہو جناب! شاید آپ بھول گئے ہیں میں نے فلاں وقت امانت رکھی تھی اور اس کی علامت یہ ہے۔ چنانچہ امانت والا اس کے پاس گیا اور اسی طرح بات کی۔ تو اس آدمی نے امانت واپس کر دی۔ اب جب یہ قاضی بننے کے لئے امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام صاحب نے فرمایا میں نے غور کیا تو تمہارا مرتبہ بہت اونچا پایا اس لئے تم کو نامزد نہیں کیا۔ اس سے بڑا عہدہ خالی ہوا تو انشاء اللہ خود تم کو تکلیف دی جائے گی۔

چرایا گیا سامان بھی مل گیا اور بیوی بھی باقی رہی

قاضی ابو القاسم بن کاس ہی نے محمد بن حسن سے روایت کی کہ ایک آدمی کے گھر میں چور آئے اور سارا سامان لوٹ لیا۔ وہ چور محلہ ہی کے تھے۔ جاتے ہوئے اس آدمی سے قسم لی کہ اگر میں کسی کو بتاؤں تو میری بیوی پر تین طلاق۔ صبح کو چور سامان بیچنے گئے وہ آدمی ان کو سامان

بیچتے دیکھ رہا تھا مگر قسم کی وجہ سے کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔ پریشان ہو کر امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا۔ امام صاحبؒ نے اس سے کہا اپنے محلہ کے امام، مؤذن اور حالات کی تحقیق کرنے والوں کو بلاؤ چنانچہ اس نے سب کو بلایا۔ امام صاحبؒ نے ان سب سے فرمایا کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کا مال اسے مل جائے؟ ان لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ تب امام صاحب نے مشورہ دیا کہ تمام بدکردار اور متہم لوگوں کو مسجد، یا کسی گھر میں جمع کرو، پھر ایک ایک کو نکالو اور اس آدمی سے معلوم کرو کہ چور یہ ہے؟ اگر چور نہ ہو تو کہہ دے کہ نہیں اور اگر چور ہو تو چپ ہو جائے اور آپ لوگ اس کو پکڑ لیں۔ ان لوگوں نے اس پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا سارا مال اس کو واپس مل گیا۔

جواب تو وہی ہے جو ابو حنیفہؒ نے دیا

قاضی ابوالقاسم بن کاس نے فضل سنجری سے روایت کی ہے کہ ایک مجلس میں ابن ابی لیلیٰ، سفیان ثوری، شریک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ جمع تھے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک آدمی کے اوپر سانپ چڑھ گیا، اس نے اس کو جھاڑا تو دوسرے پر جا گرا، دوسرے نے پھینکا تو تیسرے پر جا گرا اور تیسرے نے اس کو دفع کیا تو چوتھے پر جا گرا اور اس کو ڈس لیا۔ وہ مر گیا اب اس مرنے والے کی دیت کس پر واجب ہو گی؟ سب نے جواب دینا شروع کیا۔ کسی نے کہا پہلے شخص پر، کسی نے کہا سب پر۔ امام ابو حنیفہؒ چپ چاپ مسکراتے رہے۔ جب لوگ امام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ہم سب نے مسئلہ میں اپنی رائے ظاہر کی آپ کیا کہتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا جب پہلے شخص نے اس کو پھینکا اور سانپ دوسرے پر جا گرا لیکن نقصان

نہیں پہونچایا لہذا وہ ضمان سے بچ گیا۔ ایسے ہی دوسرا اور تیسرا بھی۔ رہا آخری شخص۔ تو اگر اس پر گرنے کے بعد فوراً نہیں کاٹا بلکہ رک کر کاٹا تو اس پر بھی ضمان نہیں اور اگر اس شخص پر گرتے ہی کاٹ لیا تو اس پر ضمان ہے۔ یہ سن کر سب حضرات بیک زبان کہنے لگے ابو حنیفہ! جواب تو وہی صحیح ہے جو آپ نے دیا۔

بغرضِ اطلاع کھنکھارنے کا ثبوت

شراحیل سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے اقامت کے وقت کھانسنے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا اس کی کوئی اصل بھی ہے؟ امام صاحب نے فرمایا یہ ان کی طرف سے اعلان ہے کہ اب وہ اقامت کہنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں ایسے وقت جاتا جب آپ نماز میں ہوتے تو مجھے کھنکھار کر اطلاع فرماتے۔

قاضی ابن شبرمہ چپ ہو گئے

ابو مطیع سے روایت ہے کہ ایک آدمی کی وفات ہوئی، اس نے امام ابو حنیفہؒ کے لئے وصیت کی۔ اس وقت امام صاحب موجود نہیں تھے جب آئے تو مقدمہ ابن شبرمہ قاضی کے پاس لے گئے، حالات بتائے اور گواہ پیش کئے۔ ابن شبرمہ نے کہا ابو حنیفہ! کیا آپ قسم کھا سکتے ہیں کہ آپ کے گواہوں نے صحیح گواہی دی ہے؟ امام صاحب نے فرمایا میں موجود نہ تھا اس لیے میرے اوپر قسم ضروری نہیں ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا اس میں تمہارا سارا قیاس ختم ہو گیا۔ اس پر امام صاحب فوراً بولے

بتایئے ایک اندھا شخص ہے کسی نے اس کو زخمی کر دیا دو شاہدوں نے گواہی دی کیا اب اس اندھے پر قسم واجب ہے کہ میرے شاہد سچی گواہی دے رہے ہیں حالانکہ شاہدوں نے شہادتِ حق دی ہے؟ یہ سن کر قاضی صاحب چپ ہو گئے اور امام صاحب کے حق میں وصیت کا فیصلہ دے کر نافذ کر دیا۔

ربیعۃ الرائے کا امتحان

یوسف بن خالد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے فرماتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں ربیعۃ الرائے تشریف لائے۔ اس زمانے میں یحیٰ بن سعید کوفہ کے قاضی تھے۔ یحیٰ بن سعید نے ربیعۃ الرائے سے کہا آپ کو تعجب ہوگا کہ اس شہر کے لوگ ایک شخص کی رائے پر اجماع کر چکے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب مجھے یہ خبر پہونچی تو میں نے یعقوب، زفر اور چند دوسرے اصحاب کو بھیجا کہ جا کر ان سے مناظرہ کریں۔ وہ لوگ گئے۔ امام ابو یوسفؒ نے مسئلہ دریافت کیا کہ آپ اس غلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو دو آدمیوں کا مشترک تھا اور ان میں سے ایک نے آزاد کر دیا؟ انہوں نے فرمایا عتق جائز نہیں۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کیوں؟ ربیعۃ الرائے نے کہا کہ یہ آزادی دوسرے کے حق میں ضرار ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاضرر ولا ضِرار" اس پر ابو یوسفؒ نے کہا اگر دوسرا ابھی آزاد کر دے؟ تو ربیعۃ الرائے نے کہا اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ تو ابو یوسفؒ نے کہا آپ نے اپنی پہلی بات چھوڑ دی اس لئے کہ اگر پہلے آزاد کرنے والے کی بات نے کوئی اثر نہیں کیا اور اس سے آزادی نہیں ہوئی تو اس دوسرے آزاد کرنے والے نے بھی پہلے کا غلام ہونے کی حالت میں

آزاد کیا اور یہ ضرر ہے۔ ربیعۃ الرائے یہ سن کر چپ ہو گئے۔

ایک عجیب و غریب تدبیر

امام طحاویؒ نے لیث بن سعد سے روایت کی کہ میں امام ابو حنیفہؒ کا ذکر سنتا تھا، پھر مجھے آپ کے دیکھنے کی تمنا ہوئی اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے ہیں۔ ادھر متوجہ ہوا تو ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ اے ابو حنیفہؒ! میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں۔ اس آدمی نے کہا میں مالدار آدمی ہوں، میرے ایک لڑکا ہے، میں اس کی شادی کرتا ہوں اور بہت سا مال خرچ کرتا ہوں مگر وہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور میرا مال برباد ہو جاتا ہے اس کی کوئی تدبیر ہے؟ امام صاحب نے فوراً فرمایا اس کو غلاموں کے بازار میں لے جاؤ، جب وہ کسی باندی کو دیکھنے لگے تو تم اس باندی کو اپنے لئے خرید کر اس کے ساتھ نکاح کر دو اگر طلاق دے گا تو وہ تمہارے ملکِ میں رہے گی اور اگر وہ آزاد کرے گا تو اس کا عتق جائز نہیں ہو گا۔ لیث بن سعد کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کا صحیح اور برجستہ جواب دینا مجھے بہت پسند آیا۔

زفر بن ہذیل کا فتویٰ فقہی فتویٰ ہے

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عباس اور احمد بن ابو عمر سے سنا وہ ذکر کر رہے تھے کہ اسماعیل بن محمد بن حماد نے کہا کہ مجھے اپنی بیوی کی طلاق میں شک ہوا۔ میں نے قاضی شریک سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو طلاق دے دو پھر رجوع کرو اور رجوع کرنے پر گواہ بنالو۔ پھر میں سفیان ثوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے بھی یہی پوچھا تو انہوں نے فرمایا اگر تم نے طلاق دے بھی دی ہے تو اب رجعت

ہو گئی۔ پھر میں نے زفر بن ہذیل سے معلوم کیا، انہوں نے فرمایا جب تک تم کو طلاق کا یقین نہ ہو جائے وہ تمہاری بیوی ہے۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب فتاوی نقل کیے۔ امام صاحب نے فرمایا سفیان ثوری نے ورع اور پرہیزگاری کا فتوئ دیا، زفر بن ہذیل کا فتوئ فقہی فتوئ ہے اور شریک کا فتوئ ایسا ہے، جیسے تم کسی سے کہو کہ مجھے معلوم نہیں میرے کپڑے پر پیشاب گرا کہ نہیں، تو وہ کہہ دے اب تم اس پر پیشاب کر دو پھر دھو لینا۔

حضرت عثمانؓ کو یہودی کہنے والے کی اصلاح

خطیب بغدادیؒ نے محمد بن عبد الرحمٰن سے روایت کی ہے کہ کوفہ کا ایک شخص کہتا تھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یہودی تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کو خبر ہوئی تو اس کے پاس گئے اس نے خوب آو بھگت کی۔ امام صاحب نے فرمایا ایک پیغام نکاح لے کر آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کس کا؟ امام صاحب نے فرمایا تیری بیٹی کا۔ ایک آدمی بڑا شریف بہت ہی مالدار قرآن مجید کا حافظ ہے، پوری پوری رات ایک ایک رکعت میں گذار دیتا ہے، بڑا سخی بھی ہے، اللہ کے خوف سے بہت روتا ہے۔ اس نے کہا ابو حنیفہؒ! اس سے کم صفات حسنہ بھی کافی ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا لیکن اس میں ایک اور صفت ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا وہ یہودی ہے۔ اس آدمی نے کہا سبحان اللہ تم مجھ سے یہ کہہ رہے ہو کہ اپنی بیٹی یہودی کو دے دو؟ امام صاحبؒ نے فرمایا ایسا نہیں کرو گے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا تم اپنی بیٹی کا نکاح یہودی سے نہیں کرو گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیاں ایک یہودی کے ساتھ بیاہ دیں؟ تب اس آدمی نے کہا استغفر اللہ اور اپنے خیال سے

رجوع کیا۔

میں نے تمہیں بھی بچالیااور خود بھی بچ گیا

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ خلیفہ منصور نے امام ابو حنیفہؒ کو طلب کیا۔ منصور کا حاجب ربیع۔۔جس کو امام صاحب سے عداوت تھی۔ کہنے لگا امیر المؤمنین! یہ ابو حنیفہؒ آپ کے دادا کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کسی نے کوئی قسم کھائی، پھر ایک دو دن کے بعد استثناء کیا تو یہ استثناء جائز ہے اور ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ استثناء اگر متصلاً ہو تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔امام صاحب نے فوراً فرمایا امیر المؤمنین! ربیع یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی فوج میں کسی کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے کہا کس طرح؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے بیعت کریں گے، پھر جب گھر جائیں گے استثناء کر دیں گے اور ان کی بیعت ٹوٹ جائے گی۔ منصور ہنس پڑا اور کہا ربیع! ابو حنیفہؒ سے چھیڑ چھاڑ مت کیا کرو۔جب باہر نکلے تو ربیع نے ابو حنیفہؒ سے کہا تم میرا خون کرنا چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا نہیں تم ہی میرا خون بہانا چاہتے تھے۔ میں نے تمہیں بھی بچالیا اور خود بھی بچ گیا۔

مجھے باندھنا چاہتا تھا، خود بندھ گیا

عبدالواحد بن غیاث سے روایت ہے کہ ابوالعباس طوسی امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں بُرے خیالات رکھتا تھا۔امام صاحب اس بات کو جانتے تھے۔ ایک مرتبہ امام صاحب امیر المؤمنین ابو جعفر منصور کے پاس گئے وہاں اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ طوسی نے اپنے دل میں کہا

آج ابو حنیفہؒ کو قتل کراؤں گا۔ یہ سوچ کر امام صاحب کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ابو حنیفہؒ! امیر المومنین ہم میں سے ایک آدمی کو بلاتے ہیں اور پھر اس کو حکم دیتے ہیں کہ اس آدمی کی گردن اڑادے۔ اس آدمی کو یہ خبر نہیں ہوتی کہ کیوں قتل کیا جارہا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اسے قتل کرے؟ امام صاحب نے طوسی سے پوچھا امیر المؤمنین حق کا حکم دیتے ہیں، یا باطل کا؟ اس نے کہا حق کا تو امام صاحب نے فرمایا حق کو نافذ کرو، جہاں کہیں ہو، اس کے بارے میں پوچھو مت۔ پھر امام صاحب نے اپنے قریب والوں سے فرمایا یہ آدمی مجھے باندھنا چاہتا تھا مگر میں نے اسے ہی باندھ دیا۔

امام صاحبؒ کا خوارج کے ساتھ ایک واقعہ

خطیب بغدادیؒ نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ خوارج کوفہ کی مسجد میں داخل ہوگئے۔ وہاں امام ابو حنیفہ اور ان کے رفقاء بیٹھے ہوئے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا ہم پناہ طلب کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَ اِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مأمَنه" (۱) اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تا کہ وہ کلام اللہ کو سنے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہونچادو۔ یہ سن کر خوارج کے امیر نے کہا انہیں قرآن کریم پڑھ کر سناؤ اور ان کے امن کی جگہ پہونچادو۔ پھر خوارج نے قرآن پڑھ کر سنایا اور امام ابو حنیفہؒ سمیت دیگر حضرات کو ان کے گھروں تک بحفاظت پہونچادیا۔

۱۔ سورۂ توبہ، آیت ۶

قرآن میں ہر بات بیان کی گئی ہے

بشر بن یحییٰ مروزی نے بیان کیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں، جو قرآن میں بیان نہ کی گئی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وَلاَ رَطْبٌ وَ لاَ يَابِسٌ اِلاَّ فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ "(۱) کوئی رطب و یابس ایسی نہیں جو قرآن کریم میں نہ ہو۔ نیز فرمایا "مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ"(۲) ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں کی۔ اسی طرح فرمایا "تبیانا لکل شيء"(۳) یہ قرآن ہر چیز کے لئے واضح بیان ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا طفیلی کا بیان بھی قرآن کریم میں ہے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا ہاں ہے چنانچہ ارشاد ہے "لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ "الآیہ (۴) جب کہ طفیلی بلا اجازت کے داخل ہو جاتا ہے۔

امام صاحب کی حیرت انگیز ذہانت

سہل بن سالم انصاری نے بیان کیا کہ امام صاحب کے ایک پڑوسی کا مور چوری ہو گیا۔ وہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرا مور چوری ہو گیا ہے۔ امام صاحب نے کہا چپ رہو اس کا تذکرہ مت کرو۔ جب صبح ہوئی، مسجد میں گئے اور فرمایا کیا اس آدمی کو شرم نہیں آتی جو اپنے پڑوسی کا مور چراتا ہے پھر نماز پڑھنے آتا ہے اور مور

۱۔ سورۂ انعام، آیت ۵۹

۲۔ سورۂ انعام، آیت ۳۸

۳۔ سورۂ نحل، آیت ۸۹

۴۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۳

کے پَر کا اثر اس پر موجود ہوتا ہے؟ یہ سنتے ہی جس آدمی کے پاس مور تھا، اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ امام صاحب نے اس سے فرمایا میاں! آپ ان کا مور واپس دے دو چنانچہ اس نے مور واپس کر دیا۔

واللہ یہ ابو حنیفہؒ کی تدبیر ہے

امام ابو بکر بن محمد زرنجری نے اپنی کتاب "المناقب" میں فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے نقل کیا ہے کہ امام اعمشؒ نہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف جھکتے تھے نہ ان سے اچھا معاملہ کرتے تھے، ان کے اخلاق میں کچھ کمی تھی۔ اتفاق سے اپنی بیوی کو مشروط طلاق دے دی۔ وہ اس طرح کہ اگر بیوی آٹا ختم ہونے کی خبر اعمش کو دے، یا لکھ کر دے، یا کسی سے کہلوائے، یا اشارہ کرے تو اس کو طلاق۔ بیوی حیران ہو گئی لوگوں نے مشورہ دیا ابو حنیفہؒ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ گئی اور واقعہ بیان کیا۔ امام صاحب نے فرمایا معاملہ آسان ہے۔ آٹے کی تھیلی رات کو ان کے ازار میں، یا جس کپڑے میں ممکن ہو باندھ دو جب صبح، یا رات کو اٹھیں گے تو ان کو آٹے کی تھیلی کا خالی ہونا خود معلوم ہو جائے گا اور سمجھ جائیں گے کہ آٹا ختم ہو گیا ہے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا جب اعمش اٹھے تو رات کی تاریکی تھی یا کچھ کچھ روشنی ہو رہی تھی۔ جب اپنا ازار لیا تو آٹے کی تھیلی کی آواز محسوس ہوئی اُسے ہاتھ سے چھو کر دیکھا جب ازار کھینچا تو وہ بھی کھنچی آگئی اس طرح ان کو آٹے کا ختم ہونا معلوم ہو گیا۔ کہنے لگے واللہ یہ ابو حنیفہؒ کی تدبیر ہے ان کی زندگی میں ہم کو فلاح کیسے ہو سکتی ہے وہ تو ہماری عورتوں میں بھی ہم کو رسوا کرتے ہیں اور عورتوں کو ہماری عاجزی اور کم فہمی بتلا دیتے ہیں۔

مناقب ابو بکر بن محمد زرنجری میں یہ بھی منقول ہے کہ ایک آدمی

نے قسم کھائی کہ میں اپنی بیوی سے رمضان شریف کے اندر دن میں جماع کروں گا۔ اب کسی کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح یہ شخص اپنی قسم میں بری ہو؟ امام ابو حنیفہؒ کے سامنے مسئلہ پیش ہوا تو امام صاحبؒ نے فرمایا بیوی کے ساتھ رمضان میں سفر کرے، پھر سفر کی حالت میں جماع کرلے۔

مدعئ نبوت سے علامت طلب کرنا کفر ہے

مناقب ابو بکر بن محمد زرنجری ہی میں یہ بھی ہے کہ ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا جب لوگوں نے علامت طلب کی تو کہا مجھے علامت لانے تک مہلت دو۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جو اس سے علامت طلب کرے گا، کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لا نبی بعدی" "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام صاحبؒ کی ذہانت کا ایک اور واقعہ

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حماد کی ماں کے علاوہ ایک اور عورت سے نکاح کرلیا۔ جب حمادؒ کی ماں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اصرار کیا کہ اس دوسری کو طلاق دے دو اور خود امام صاحبؒ سے الگ ہو گئیں۔ امام صاحب نے ایسی تدبیر کی کہ حماد کی ماں کو یقین ہو گیا کہ نئی بیوی کو تین طلاق پڑ گئی ہے اور ان کے قلب کو سکون ہو گیا۔

ہوا یہ کہ امام صاحبؒ نے دوسری بیوی سے کہا کہ ام حماد کے پاس آنا۔ میں وہاں ہوں گا۔ آکر مسئلہ پوچھنا کہ جب کسی نے کسی عورت سے نکاح کرلیا تو کیا اس عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے؟ امام صاحب کی تعلیم کے مطابق وہ آئیں اور یہی سوال کیا۔ امام

صاحبؒ نے جواب دیا کہ اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کو چھوڑ دے۔ حماد کی ماں سن رہی تھیں۔ کہنے لگیں جب تک نئی بیوی کو طلاق نہیں دو گے میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا میری ہر وہ عورت جو اس گھر سے باہر ہو اس کو تین طلاق۔ بس کیا تھا ام حماد خوش ہو گئیں اور معافی مانگی۔ جب کہ امام صاحبؒ نے نئی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی۔

ایک رافضی اور امام صاحب

مناقب ابو بکر بن محمد زرنجری میں یہ بھی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک شیطان مردود طارق رافضی آگیا اور کہنے لگا ابو حنیفہؒ! لوگوں میں سب سے زیادہ سخت کون ہے؟ امام صاحب بولے ہمارے عقیدے کے مطابق حضرت علی بن ابی طالبؓ ہیں، لیکن تمہارے عقیدے اور قول کے مطابق حضرت ابو بکرؓ۔ شیطان طارق نے کہا آپ کا بیان الٹا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا ہمارے نزدیک اشد الناس حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے کہ ان کو یقین تھا کہ حق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے لہٰذا ان کے سپرد کر دیا اور تم کہتے ہو کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا، لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ سے چھین لیا اور حضرت علیؓ کے پاس اپنے حق کو واپس لینے کی طاقت نہیں تھی اور ابو بکرؓ ان پر غالب ہو گئے اور تمہارے عقیدے اور قول کے مطابق اشد الناس ہو گئے۔ شیطان طارق حیران ہو کر بھاگ گیا۔

ایک مشکل مسئلہ کی عقدہ کشائی

اسی مناقب میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ سے سوال

کیا گیا۔ ایک آدمی نے قسم کھائی کہ اگر آج کے دن میں غسل جنابت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق۔ پھر دوسری قسم کھائی کہ اگر آج کے دن کوئی نماز ترک کروں تو میری بیوی کو تین طلاق۔ پھر تیسری قسم کھائی کہ اگر آج دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو اس کو تین طلاق۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عصر کی نماز پڑھ کر جماع کرلے لیکن سورج ڈوبنے سے پہلے غسل نہ کرے، سورج ڈوبتے ہی غسل کرلے اور مغرب وعشاء کی نماز پڑھے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ کیوں کہ اسی دن بیوی سے جماع کرلیا اور دن کی کوئی نماز بھی نہیں چھوٹی، کیوں کہ عصر کی نماز دن کی آخری نماز تھی اور اس دن غسلِ جنابت بھی نہیں کیا کیوں کہ سورج ڈوبنے کے بعد دن نہیں رہتا، رات ہو جاتی ہے۔

نہ حانث ہوگا اور نہ طلاق پڑے گی

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک آدمی کی بیوی سیڑھی پر چڑھی۔ اس کے شوہر نے کہا اگر تو چڑھے تو تجھ کو تین طلاق اور اترے تب بھی تین طلاق، اب کیا تدبیر کی جائے کہ قسم نہ ٹوٹے؟ امام صاحب نے فرمایا کہ بیوی نہ چڑھے اور نہ اترے بلکہ کچھ مرد اس کو مع سیڑھی کے زمین پر رکھ دیں، قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے معلوم کیا کہ مردوں کے اتارنے کے علاوہ بھی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا ہاں عورتیں اس کو سیڑھی سے اٹھا کر زمین پر رکھ دیں اور وہ اترنے کا ارادہ نہ کرے اس طرح مرد حانث نہیں ہوگا اور طلاق بھی نہیں پڑے گی۔

ابو بکر بن محمد زرنجری نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر فلاں شخص "کوسج" نہ ہو تو تجھے طلاق۔

امام ابو حنیفہؒ سے مسئلہ معلوم کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے دانت گنے جائیں اگر ۲۸ دانت ہوں تو وہ کوسج ہے اور اگر ۳۲ دانت ہوں تو کوسج نہیں۔ جب اس کے دانت گنے گئے تو ۲۸ نکلے جیسا کہ مرد نے کہا تھا۔

امام صاحب کی ذہانت کے چند واقعات

۱۔ مناقب زرنجریؒ میں یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں انڈا کھاؤں تو میری بیوی کو طلاق۔ اتفاق سے اس کی بیوی آستین میں رکھ کر انڈا لائی۔ اس نے کہا جو کچھ تیری آستین میں ہے اسے اگر میں نہ کھاؤں تو تجھے طلاق۔ اس کو معلوم نہیں تھا کہ آستین میں انڈا ہی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ کس طرح یہ آدمی اپنی قسم سے بری ہو اور حانث نہ ہو؟ امام صاحب نے فرمایا مرغی کے انڈے نیچے رکھے جائیں۔ جب بچے نکل آئیں تو ان کو ذبح کر کے بھون کر کھائے، یا پکا کر شوربا پی لے تو حانث نہ ہو گا۔ اس طرح جو کچھ آستین میں تھا اسے کھا لیا خول اور چھلکے کا اعتبار نہیں کہ یہ کھائے نہیں جاتے۔

۲۔ مناقب میں ہے کہ ایک عورت کے دو بچے پیدا ہوئے، دونوں کی پیٹھ جڑی ہوئی تھی ان میں سے ایک بچہ مر گیا۔ کوفہ کے تمام علماء نے فتویٰ دیا کہ دونوں کو دفن کر دیا جائے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ صرف مردہ کو دفن کیا جائے اور الگ کرنے کے لئے مٹی ڈالی جائے اللہ کا فضل ہوا جب بیچ میں مٹی ڈالی گئی تو بچہ الگ ہو گیا اور زندہ رہا اس لیے اس کو لوگ مولیٰ ابی حنیفہؒ کہنے لگے۔

۳۔ اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حج کیا تو ابو جعفر محمد بن علی بن حضرت حسین بن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی زیارت کی۔ ابو جعفر نے فرمایا

کہ تم وہی ہو جو قیاس کے ذریعہ میرے دادا اور ان کی حدیثوں کی مخالفت کرتے ہو؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اللہ کی پناہ تشریف رکھئے اس لیے کہ آپ کی تعظیم ہمارے اوپر واجب ہے جیسے کہ آپ کے دادا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام و علی اصحابہ کی۔ وہ بیٹھ گئے، امام اعظم ان کے سامنے گھٹنوں کے بل دو زانو بیٹھ گئے اور عرض کیا حضرت سے تین مسئلے دریافت کر رہا ہوں جواب عنایت فرمائیں۔

اول یہ کہ مرد زیادہ کمزور ہے، یا عورت؟ فرمایا عورت۔ امام ابو حنیفہؒ نے عرض کیا مرد اور عورت کے کیا کیا حصے وراثت میں ہوتے ہیں؟ ابو جعفرؒ نے فرمایا عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا آدھا ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے عرض کیا اگر میں قیاس سے کہتا تو اس کے برعکس کہتا، کیوں کہ عورت مرد سے کمزور ہے لہٰذا اس کا دو حصہ ہونا چاہیے تھا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نماز افضل ہے، یا روزہ؟ فرمایا نماز۔ تب امام صاحب نے عرض کیا اگر میں قیاس سے کہتا تو دوسرا حکم دیتا اور کہتا کہ حائضہ نماز کی قضا کرے، روزہ کی نہیں، کیوں کہ نماز افضل ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ پیشاب زیادہ نجس ہے، یا منی؟ فرمایا پیشاب زیادہ نجس ہے۔ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر میں قیاس سے کہتا تو یہ حکم دیتا کہ پیشاب سے غسل واجب ہے، منی سے نہیں۔ کیوں کہ پیشاب زیادہ نجس ہے۔ خدا کی پناہ اس بات سے کہ میں حدیث کے خلاف کوئی بات کہوں۔ میں تو حدیث کے چاروں طرف پھرتا ہوں یہ سن کر ابو جعفر محمد کھڑے ہو گئے اور ابو حنیفہؒ کا منہ چوم لیا۔

۴۔ اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ نے روایت کی کہ "لولویہ" قبیلے کے چند لوگ کوفہ آئے۔ ان میں سے ایک کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ ایک کوفی اس سے چمٹ گیا اور دعویٰ کیا کہ یہ

میری بیوی ہے۔ عورت نے بھی کہہ دیا کہ میں اس کی بیوی ہوں۔ دوسری طرف لولوی نے بھی دعویٰ کیا کہ میری بیوی ہے، لیکن گواہ نہیں پیش کرسکا۔ امام صاحب کے سامنے مسئلہ پیش ہوا۔ امام صاحبؒ قاضی ابن ابی لیلیٰ اور دیگر علماء کو ساتھ لے کر وہاں گئے اور کچھ عورتوں کو حکم دیا کہ لولوی کے خیمہ میں جائیں۔ جب وہ قریب گئیں تو لولوی کے کتے نے حملہ کردیا۔ واپس ہوگئیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس عورت کو لولوی کے خیمہ میں جانے کا حکم دیا۔ جب وہ قریب گئی تو کتا اس کے چاروں طرف دم ہلا ہلا کر گھومنے لگا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا حق ظاہر ہوگیا۔ تب عورت نے بھی اعتراف کرلیا اور مرد کے سامنے جھک گئی۔

اسی جیسا وہ مسئلہ ہے جس کو ہمارے علماء نے بیان کیا کہ جب کسی مرد نے اپنی عورت کے ساتھ خلوت کی اور اس کے ساتھ کتا بھی ہو۔ اگر کتا مرد کا ہے تو خلوت صحیح ہوئی اور مہر مؤکد ہوگئی اور اگر عورت کا کتا ہے تو مہر مؤکد نہیں ہوئی اور نہ خلوت صحیح ہوئی۔

۵۔ مناقب زرنجریؒ میں یہ بھی ہے کہ ابن ہبیرہ نے امام ابو حنیفہؒ کو طلب کیا اور ایک قیمتی انگوٹھی کا نگینہ دکھایا، جس پر لکھا ہوا تھا "عطاء بن عبداللہ" اور کہا اس کو پہننا اچھا نہیں سمجھتا، کیوں کہ اس پر غیر کا نام لکھا ہوا ہے اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں۔ اب کیا کیا جائے؟ امام ابو حنیفہؒ نے فوراً جواب دیا کہ باء کے سر کو گول کردو "عطاء من عنداللہ" ہو جائے گا۔ ہبیرہ کو امام صاحب کی اس برجستگی پر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کتنا اچھا ہوتا اگر آپ ہمارے پاس بکثرت آتے جاتے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا آپ کے پاس میں کیا کروں گا۔ اگر آپ مجھے مقرب بنائیں گے تو فتنہ میں مبتلا کریں گے اور اگر دور کردیں گے تو رنجیدہ کردیں گے۔ آپ کے پاس وہ چیز نہیں، جس کی مجھے تمنا ہے اور میرے

پاس وہ چیز نہیں، جس کا مجھے آپ کے حوالے سے خطرہ ہے۔ ایسی ہی باتیں خلیفہ منصور اور امام صاحبؒ میں بھی ہوئیں اور عیسیٰ بن موسیٰ امیر کوفہ سے بھی۔ جب کہ ان لوگوں نے کثرت سے حاضری کا خیال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر آپ کثرت سے آتے تو ہم کو فائدہ ہوتا۔

۶۔ مناقب زرنجری میں یہ بھی منقول ہے کہ امام ابو یوسف اور ان کی بیوی میں تو تو، میں میں، ہو گئی۔ وہ ان سے روٹھ گئیں۔ امام ابو یوسف نے کہا اگر آج رات نہیں بولے گی تو تو مطلقہ۔ مگر وہ اسی طرح اینٹھی رہیں انہوں نے ہزار کوشش کی مگر وہ نہ بولیں۔ وہ اٹھے اور رات ہی کو امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب حالات سنائے امام صاحب نے نیا جوڑا پہنایا، خوشبو لگائی اور طیلسانی عمدہ چادر اوڑھائی اور فرمایا اب اپنے گھر جاؤ اور یہ ظاہر کرو کہ تمہیں اس سے گفتگو کی ضرورت نہیں۔ وہ گئے اور اپنے آپ کو بے نیاز ظاہر کیا جب عورت نے ان کی یہ حالت دیکھی تو غصہ میں بھر گئی۔ کہنے لگی لگتا ہے تم کسی فاجرہ کے گھر میں تھے۔ یہ سنتے ہی امام ابو یوسف خوش ہو گئے۔

۷۔ اسی کتاب میں ابو المعاذ بلخی سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے کہ سارے کوفہ والے آزاد کردہ غلام ہیں، کیوں کہ ضحاک بن قیس خارجی جب کوفہ آیا تو حکم دیا کہ تمام مردوں کو قتل کردو یہ خبر سن کر امام ابو حنیفہؒ ایک قمیص اور ایک چادر میں نکلے اور اس کے پاس پہونچ کر فرمایا میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہو کیا کہتے ہو؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا آپ نے تمام مردوں کے قتل کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا اس لئے کہ یہ سب مرتد ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا جس دین پر آج وہ قائم ہیں کیا ان کا دین اس سے پہلے کچھ اور تھا جس سے پھر کر اس دین کو اختیار کیا ہے، یا پہلے بھی ان کا یہی دین تھا؟ اس نے کہا جو کچھ تم

نے کہا پھر سے کہو۔ امام صاحبؒ نے دہرا دیا تو ضحاک بن قیس نے کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ پھر ان لوگوں نے تلواریں میان میں کر لیں اور لوگوں کو نجات ملی۔

۸۔ اسی مناقب زرنجری میں یہ بھی ہے کہ امام ابو الفضلؒ کرمانی نے فرمایا کہ جب خوارج کوفہ میں داخل ہوئے، جن کا عقیدہ یہ تھا کہ جس سے گناہ ہو جائے وہ کافر اور جو ان کے عقیدہ کا قائل نہ ہو، ان کی موافقت نہ کرے وہ بھی کافر تو ان کو بتایا گیا کہ ان کوفیوں کے شیخ یہ ہیں چنانچہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کفر سے توبہ کرو۔ امام صاحب نے فرمایا میں تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ انہوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تم ظن سے کہتے ہو، یا یقین سے؟ انہوں نے کہا ظن سے۔ اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا "اِن بعض الظن اثم والاثم ذنب فتوبوا من الکفر" ان لوگوں نے کہا تو بھی کفر سے توبہ کر تو امام ابو حنیفہؒ نے کہا میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔

ابو الفضل کرمانی نے فرمایا یہی وہ بات ہے جس کے بارے میں دشمنوں نے بیان کیا کہ امام ابو حنیفہؒ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ کرائی گئی۔

اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ حکایت منقول ہے کہ ایک آدمی نے کسی کے پاس ایک تھیلی جس میں ۱۰۰۰ اشرفیاں تھیں امانت رکھی اور کہا جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے تو جو چیز تیری من پسند ہو، وہ میرے بیٹے کو دے دینا۔ جب بیٹا بڑا ہوا تو امین نے تھیلی اس کو دے دی، وہ بیچارہ پریشان ہو گیا اور امام ابو حنیفہؒ کے پاس جا کر سب ماجرا کہہ سنایا۔ امام صاحبؒ نے وصی کو بلایا اور فرمایا کہ اس کو ایک ہزار اشرفیاں دو کیوں کہ تم نے مال کو اپنے پاس روک لیا اور آدمی وہی چیز روکتا ہے، جسے محبوب

رکھتا ہے اور جسے محبوب نہیں رکھتا اسے ہی دیا کرتا ہے۔

۹۔ اسی میں یہ واقعہ بھی ہے کہ امام صاحبؒ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں اس پانی کو پی لوں، یا گرادوں، یا رکھ دوں، یا کسی انسان کو دے دوں تو تجھے طلاق۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس میں کپڑا ڈال دیا جائے، وہ اسے جذب کرلے گا۔

۱۰۔ یہ واقعہ بھی اسی کتاب میں ہے کہ وکیع بن جراح نے فرمایا کہ حفاظ حدیث میں سے ایک آدمی میرا ہمسایہ تھا، وہ امام ابو حنیفہؒ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا۔ ایک دن میاں بیوی میں تکرار ہوگئی۔ میاں نے کہا آج کی رات اگر مجھ سے طلاق مانگے اور میں طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق۔ اور بیوی نے کہا اگر میں تجھ سے طلاق کا سوال نہ کروں تو میرے غلام آزاد۔ بات ختم ہوگئی انجام سامنے آیا تو بہت پریشان ہوئے۔ سفیان ثوری کے پاس پہونچے، ابن ابی لیلیٰ کے پاس گئے مسئلہ حل نہیں ہوا، مجبوراً امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مام صاحبؒ نے بیوی سے فرمایا طلاق کا سوال کرو چنانچہ اس نے سوال کرلیا۔ اب میاں سے کہا کہو "انت طالق ان شئت" تم کو طلاق ہے اگر تم چاہو۔ پھر بیوی سے کہا کہو میں نہیں چاہتی۔ اس نے کہہ دیا تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ لو تم دونوں کی قسم پوری ہوگئی، کوئی بھی حانث نہیں ہوا، کسی کی قسم نہیں ٹوٹی پھر محدث بزرگوار سے فرمایا کہ جس نے تمہیں علم سکھایا اس کی برائی کرنے سے توبہ کرلو انہوں نے توبہ کی اس کے بعد تو امام ابو حنیفہؒ کے لئے ہر نماز کے بعد دعا کرتے رہے۔

۱۱۔ اسی میں یہ واقعہ بھی ہے کہ امام ابو عمرو عثمان بن محمد درا قستی نے روایت کی کہ ایک آدمی نے قسم کھائی کہ اگر میری بیوی نے میرے

لئے ایسی ہنڈیا نہ پکائی، جس میں ایک پیالہ نمک ڈالے اور نمک کا مزہ پکے ہوئے سالن میں بالکل ظاہر نہ ہو تو اس کو طلاق۔ امام صاحب کے پاس مسئلہ گیا تو فرمایا کہ انڈا پکادے اور جتنا چاہے نمک ڈال دے اثر ظاہر نہیں ہوگا۔

۱۲۔ اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ کچھ دہریہ لوگ امام ابو حنیفہؒ کے پاس پہونچ گئے۔ ان کا ارادہ امام صاحب کو قتل کرنے کا تھا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا ذرا سی مہلت دو، ایک مسئلہ پر بحث کرلیں۔ پھر جو چاہو کرنا۔ فرمایا آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی موج در موج سمندر میں بلا ملاح کے چل رہی ہے کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا یہ محال ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تو کیا یہ جائز ہے کہ یہ دنیا جس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے مختلف ہے، جس کی ایک جگہ دوسری جگہ کی ضد ہے، جس کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں، جس کے اعمال وافعال متغیر ہوتے رہتے ہیں، بلا کسی حکیم و علیم صانع کے ہو؟ یہ سن کر سب نے توبہ کی اور تلواروں کو میان میں کرلیا۔

۱۳۔ اسی میں یہ حکایت بھی منقول ہے کہ ان لوگوں کی ایک جماعت جو قراءت خلف الامام کو واجب سمجھتی ہے امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں مناظرہ کے لئے آئی۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میں آپ سب سے کس طرح مناظرہ کروں گا اس لیے آپ اپنے مین جو سب سے بڑا عالم ہو اس کو منتخب کرلیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے منتخب کرلیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ان کا مناظرہ اور ان کا الزام آپ لوگوں کا مناظرہ اور آپ سب کا الزام ہوگا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں اس لئے کہ ہم نے ان کو اپنی طرف سے منتخب کرلیا ہے تو امام صاحبؒ نے فرمایا اسی طرح ہم نے امام کو منتخب کرلیا ہے۔ اور ان کی قراءت کو اپنی قراءت کردیا ہے۔ امام قراءت

کے بارے میں کافی ہے اس طرح ان لوگوں نے اپنی شکست قبول کرلی۔

۱۴۔ اسی مناقب میں یہ حکایت بھی مذکور ہے کہ ایک آدمی کا کسی پر ایک ہزار درہم قرض تھا اور گواہ صرف ایک تھا۔ جب وہ مطالبہ کرتا تو قرضدار انکار کر دیتا اور قسم کھانے کے لئے تیار ہو جاتا۔ وہ امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں گیا اور معاملہ پیش کیا۔ امام صاحبؒ کو اس کی سچائی کا یقین اور قرضدار کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو گیا۔ آپ نے شاہد سے معلوم کیا کہ تم کو معلوم ہے کہ اس آدمی کے اُس کے ذمہ ایک ہزار قرض ہیں؟ اس نے کہا ہاں پھر فرمایا اگر یہ آدمی وہ ہزار اس موجود آدمی، تیسرے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کو ہبہ کر دے تو کیا یہ شخص اس ایک ہزار کا مالک ہو جا۔ ئے گا؟ اس نے کہاں ہاں ہو جائے گا اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے قرض خواہ سے فرمایا تم اس ہزار کا اس کو مالک بنا دو، اس نے بنا دیا تو آپ نے اس تیسرے شخص سے کہا کہ اب تم اس قرضدار کو قاضی کے سامنے پیش کرو اور اس پر ایک ہزار کا دعویٰ کرو اور گواہ سے کہا کہ اب آپ گواہی دیں کہ اس شخص کا ایک ہزار اس آدمی کے اوپر ہے اور قرض خواہ سے۔ جو اب ہبہ کرنے والا تھا۔ فرمایا کہ پہلے وہ ایک ہزار تمہارا تھا، اب جب تم نے اس شخص کو ہبہ کر دیا تو اس کا ہو گیا اب تم گواہی دے سکتے ہو کہ میرے مدعا علیہ کے ذمہ ایک ہزار ہیں، چنانچہ اس نے گواہی دی اور قاضی نے قرضدار پر ایک ہزار کا فیصلہ دے دیا اس طرح حقدار کو اس کا حق مل گیا۔

۱۵۔ ابو المؤید خوارزمی کے مناقب میں ہے کہ روم کے بادشاہ نے خلیفہ کی خدمت میں بہت سا مال بھیجا اور حکم دیا کہ علماء سے تین سوال کئے جائیں۔ اگر جواب دیں تو وہ ان کو دے اور اگر جواب نہ دے سکیں تو

خراج ادا کریں۔ خلیفہ نے علماء سے سوال کیا، لیکن کسی سے تسلی بخش جواب نہیں ملا، امام ابو حنیفہؒ کم سن تھے اپنے والدؒ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے آپ نے والد صاحب سے جواب کی اجازت مانگی، والد صاحب نے منع کر دیا۔ امام صاحبؒ کھڑے ہو گئے اور خلیفہ سے اجازت طلب کی، اس نے اجازت دے دی۔ رومی سفیر سوال کرنے کے لئے ممبر پر تھا۔ امام صاحب نے کہا آپ سائل ہیں؟ اس نے کہا ہاں اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا تو پھر آپ کی جگہ زمین ہے اور میری جگہ ممبر ہے وہ اتر آیا اور امام ابو حنیفہؒ ممبر پر چڑھ گئے اور فرمایا۔ سوال کرو اس نے کہا اللہ سے پہلے کیا چیز تھی؟ امام صاحبؒ نے فرمایا عدد جانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا ایک سے پہلے کیا ہے؟ رومی نے کہا ایک اول ہے، اس سے پہلے کچھ نہیں تو امام صاحب نے فرمایا جب واحد مجازی لفظی سے پہلے کچھ نہیں، تو پھر واحد حقیقی سے قبل کیسے کوئی ہو سکتا ہے؟

رومی نے دوسرا سوال کیا کہ اللہ کا منہ کس طرف ہے؟ امام صاحب نے فرمایا جب تم چراغ جلاتے ہو تو چراغ کا نور کس طرف ہوتا ہے؟ رومی نے کہا یہ نور ہے، اس کے لئے ساری جہات برابر ہیں۔ تب امام صاحبؒ نے فرمایا جب نورِ مجازی کا رخ کسی ایک طرف نہیں، تو پھر جو نور السموات والارض ہمیشہ رہنے والا، سب کو نور اور نورانیت دینے والا ہے اس کے لئے کوئی خاص جہت کیسے متعین ہو گی؟

رومی نے تیسرا سوال کیا کہ اللہ کیا کرتا ہے؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب ممبر پر تم جیسا اللہ کے لئے مماثل ثابت کرنے والا ہو تو اس کو اتارتا ہے اور جو مجھ جیسا موحد ہو اس کو ممبر کے اوپر بیٹھاتا ہے۔ ہر دن اس کی ایک نرالی شان ہوتی ہے۔ یہ جواب سن کر رومی چپ ہو گیا اور مال چھوڑ کر چلا گیا۔

راوی نے اس حکایت پر یہ کہہ کر اشکال کیا ہے کہ بغداد کو خلیفہ منصور نے بسایا اور اس وقت امام صاحب کی عمر ۶۰؍ سال کی تھی اس لئے "و ھو صبی" کہنا صحیح نہیں لہٰذا حکایت میں خلل ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حکایت میں نہ منصور کا نام ہے، نہ بغداد کا۔ منصور کے علاوہ خلیفہ تو اور بھی ہوئے اور دار الخلافہ بغداد کے علاوہ اور بھی رہا اور امام صاحبؒ نے خلفائے بنی عباس سے پہلے بنی امیہ کا زمانہ بھی پایا ہے اس لئے اشکال درست نہیں۔

۱۶۔ خوارزمی کے مناقب میں ہے کہ امام مرغینانی نے بیان کیا ہے کہ کوفہ میں ایک بخیل تھا، اس نے جنگل میں مال دفن کر دیا۔ جب نگرانی کے لئے گیا تو کوئی اڑا لے گیا۔ چور کا پتہ نہ چلا۔ بخیل نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ امام صاحبؒ کو خبر ہوئی کہ وہ غم میں مر رہا ہے تو امام صاحب نے اس کو بلایا اور فرمایا مجھے وہ جگہ دکھلاؤ۔ وہ لے کر گیا تو وہاں لوگ کماۃ سانپ کی چھتری کھود رہے تھے۔ ان سے امام صاحبؒ نے فرمایا تمہاری جماعت کا کوئی فرد غائب بھی ہے؟ ان لوگوں نے کہا ہاں ایک نوجوان جس کا نام زرزور ہے غائب ہے۔ امام صاحب اس کے پاس آئے اور فرمایا کہ جس نے تم کو چوری کرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ تمہارے خلاف گواہی دینے والا ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو تم نے خرچ کر لیا ہم مالک سے کہیں گے، وہ تم کو معاف کر دے، جو باقی ہے لے آؤ چنانچہ اس نے لا کر حاضر کر دیا۔ بخیل نے لے لیا اور اپنا حق پا کر خوش ہوا۔ امام صاحب نے اپنے اس قول سے کہ جس نے تم کو چوری کرتے ہوئے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کو مراد لیا، اس لئے کہ اللہ ہر اس کام کو دیکھ رہا ہے جو کوئی کرتا ہے۔

۱۷۔ خوارزمی کے مناقب میں یہ حکایت بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہؒ ابن ہبیرہ کے پاس گئے۔ وہاں ایک آدمی تھا جس کو

ابن ہبیرہ قتل کی دھمکی دے رہا تھا۔ وہ آدمی جانتا تھا کہ ابن ہبیرہ امام صاحب کا اکرام کرتا ہے، کہنے لگا ابو حنیفہؒ! کیا آپ مجھے پہچان رہے ہیں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا تم وہی ہو جو اذان میں لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ کے ساتھ آواز بلند کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ اس بیچارے کی غرض یہ تھی کہ امام صاحب اس کو جانتے ہیں کہ وہ اہلِ توحید میں سے ہے۔ امیر نے حکم دیا کہ اذان پڑھو، اس نے اذان دی۔ امام صاحبؒ نے فرمایا "لاباس بہ" کوئی حرج نہیں۔ یہ سن کر ابن ہبیرہ نے اس کو چھوڑ دیا۔

سترھواں باب

امام صاحبؒ کے مکارمِ اخلاق

۱۔ یعقوب بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ بردبار کسی کو نہیں دیکھا۔

۲۔ یزید بن کمیت سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں موجود تھا ایک شخص ان کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے امام صاحبؒ کو زندیق تک کہہ دیا۔ اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا اللہ تجھے معاف فرمائے کہ وہ میرے متعلق اُس کے برعکس جانتا ہے، جو تو کہہ رہا ہے۔

۳۔ یزید بن ہارون سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی توجہ فضیلت، دینداری، پرہیزگاری، حفظِ لسان اور اُس بات کی طرف رہتی تھی، جو ضروری اور بہتر ہو۔

۴۔ عبدالرزاق بن ہمام سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ بردبار کسی کو نہیں دیکھا۔ ہم ان کے ساتھ مسجد خیف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ امام صاحب کو گھیرے ہوئے تھے۔ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے ایک مسئلہ معلوم کیا۔ امام صاحب نے جواب دیا۔ اس آدمی نے کہا حسن بصری اس مسئلہ میں یہ کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا حسن نے غلطی کی۔ مجلس میں سے ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا جو اپنا منہ ڈھکے ہوئے تھا اور امام صاحب سے کہنے لگا زانیہ کے بیٹے! تو حسن بصری کے بارے میں کہتا ہے کہ انہوں نے غلطی کی؟ لوگ اس پر

بگڑ گئے اور شور ہو گیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے خاموش کیا اور تھوڑی دیر جھکائے بیٹھے رہے اس کے بعد فرمایا جی ہاں حسن بصری سے خطا ہو گئی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں حق پر ہیں۔

۵۔ قاضی ابو القاسم بن کاس نے یحییٰ بن عبدالحمید حمانی سے اور انہوں نے اپنے والد عبدالحمید سے روایت کی کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر تھا، ایک آدمی آیا اور کہنے لگا سفیان ثوری آپ کی برائی کر رہے تھے۔ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اللہ میری اور سفیان ثوری دونوں کی مغفرت فرمائے وہ بہت ہی عظیم آدمی ہیں اگر وہ ابراہیم نخعی کے دور میں فوت ہو جاتے تو ان کے فوت ہو جانے سے مسلمانوں میں خلل پیدا ہو جاتا۔ حالانکہ ابراہیم نخعی جیسے امام موجود تھے۔

۶۔ قاضی ابو القاسم بن کاس نے ہی جعفر بن ربیع سے روایت کی کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس پانچ سال رہا مگر میں نے ان سے زیادہ خاموش بیٹھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

۷۔ خطیب بغدادی نے سلیمان بن ابو شیخ سے روایت کی کہ مساور وراق شاعر نے امام ابو حنیفہؒ کی ہجو میں یہ اشعار کہے :

کنا من الدین قبل الیوم فی سعة ... حتی ابتلینا بأصحاب المقاییس

قاموا من السوق إذا قلت مکاسبھم ... فاستعملوا الرأی عن الفقر والبؤس

أما العُریب فأمسوا لا عطاء لھم ... وفی الموالی علامات المفالیس

امام ابو حنیفہؒ کو خبر ہوئی تو اس سے ملے اور فرمایا آپ نے ہماری ہجو کی، ہم آپ کو خوش رکھنا چاہتے ہیں اور اس ہجو پر اس کی خدمت میں کچھ دراہم بھیجے۔ تو امام صاحبؒ کے اس خلق حسن سے متأثر ہو کر اس نے مدح سرائی کی اور کہا۔

إذا ما أهل مصر باد هونا بداهيـة من الفتيـا لطيفـاً

أتيناهم بمقياس صحيح صليب من طراز أبي حنيفه

إذا سمع الفقيـه به حواه وأثبتـه بحبـر في صحيفه

۸۔ عبداللہ بن رجاء غدانی سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا ایک پڑوسی موچی تھا۔ سارے دن جوتے گانٹھتا اور شام کو شراب پی کر گھر آتا اور گاتا۔

أضاعوني و أيّ فتى أضاعوا ليـوم كـريهة و سداد ثغر

كأني لم أكن فيهم وسيطا ولم يك نسبتي في آل عمر

أجرّر في المجامع كل يوم فيا لله مظلمتي و صبري!

امام ابو حنیفہؒ رات کو نماز پڑھتے تو اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک مرتبہ رات میں آواز نہیں آئی تو اس کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں، معلوم ہوا کہ پولیس پکڑ لے گئی ہے۔ امام صاحب صبح کی نماز پڑھتے ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر والیٔ شہر کے دروازہ پر پہونچ گئے۔ دربانوں نے امیر کو خبر کی۔ امیر نے حکم دیا کہ میری مجلس تک سوار ہو کر تشریف لائیں۔ جب امام صاحبؒ پہونچے تو بہت اکرام کیا اور کہا زیادہ مناسب تھا کہ میں خود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ نے خبر کیوں نہ کر دی میں حاضر ہو جاتا۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا میرے ایک پڑوسی کو پولیس نے چند راتوں سے پکڑ رکھا ہے، امیر کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کو چھوڑنے کا حکم صادر فرمادیں۔ امیر نے فرمایا ابھی لیجئے اور حکم دیا کہ اس رات سے اب تک جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں، سب کو چھوڑ دیا جائے۔ جب امام صاحبؒ امیر کے پاس سے واپس ہوئے تو موچی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ امام صاحب نے فرمایا اے نوجوان! ہم نے تجھے ضائع کر دیا ایسا نہ کیا ہرگز نہیں؛ بلکہ آپ

نے بڑی رعایت اور حفاظت کی۔ اللہ آپ کو پڑوسی کی عزت و رعایت کی بہترین جزا دے اس کے بعد اس نے توبہ کرلی۔ پھر کبھی بھی شراب نوشی نہیں کی اور امام صاحبؒ کی مجلس میں حاضر ہونے لگا، یہاں تک کہ فقہائے کرام کی صف میں اس کا شمار ہوگیا۔

۹۔ ولید بن قاسم سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے تلامذہ کے حالات معلوم کرنے میں بہت بے نظیر تھے، جو صاحبِ ضرورت ہوتا اس کی غم خواری کرتے اور اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری کرتے۔ اگر ان میں سے یا رشتہ داروں میں سے کوئی مرجاتا، تو جنازہ میں شرکت فرماتے اور اگر کسی پر کوئی مصیبت آپڑتی تو اس کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش فرماتے آپ بہت شریف الطبع انسان تھے۔

۱۰۔ ابو محمد حارثی نے ابو معاذ سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ کو سفیان ثوری کی خدمت میں آنے جانے کا علم تھا ان دونوں میں منافست تھی جو ہم زمانہ لوگوں میں ہوتی ہے، لیکن یہ منافست امام ابو حنیفہؒ کو میری ضروریات پوری کرنے سے اور مجھے قربت مرحمت فرمانے سے نہیں روکتی تھی۔ وہ بہت ہی بردبار، پرہیزگار اور صاحبِ وقار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر خصالِ شرافت جمع کردی تھیں۔

۱۱۔ عاصم بن یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد کے کنارے کھڑے ہوکر امام ابو حنیفہؒ کو برا بھلا کہنے اور گالیاں دینے لگا۔ امام صاحبؒ نے اپنی بات نہیں بند کی اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ کی، نہ اس کو کوئی جواب دیا بلکہ اپنے اصحاب کو بھی منع کردیا کہ اس سے کوئی بات کریں۔ جب امام صاحب سبق سے فارغ ہوکر کھڑے ہوئے تو وہ آدمی پیچھے ہولیا۔ جب اپنے گھر کے دروازہ پر پہونچے تو ٹھہر گئے اور اس کی طرف رخ کرکے فرمایا نوجوان! یہ میرا گھر ہے اگر آپ اپنی بات پوری کرنا

چاہتے ہیں تو بالکل خوف نہ کریں، اسے پوری کرلیں یہ سن کر اس نوجوان کو شرم آگئی۔

۱۲۔ اسی طرح کا ایک دوسرا قصہ بھی نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ اس شخص نے امام ابو حنیفہؒ کا پیچھا کیا یہاں تک کہ امام صاحب گھر میں چلے گئے وہ آدمی دروازہ پر کھڑا برا بھلا کہتا اور گالی دیتا رہا۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ وہ کہنے لگا تم لوگ مجھے کتا سمجھتے ہو؟ تو گھر میں سے آواز آئی ہاں۔

۱۳۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا کہ اپنی والدہ کو سواری پر سوار کر کے عمر بن ذر کی مجلس میں لے جاتے تھے اس لیے کہ آپ کو یہ بات گوارہ نہ تھی کہ ماں کی بات ٹال دیں۔

۱۴۔ عبداللہ بن مرزبان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا بعض مرتبہ ایسا ہوتا کہ والدہ محترمہ کو عمر بن ذر کی مجلس میں لے جاتا، ان کو وعظ میں کوئی شک ہوتا تو فرماتیں عمر بن ذر کے پاس جا اور پوچھ کر آ۔ میں مسئلہ بتلاتا تو وہ تسلیم نہیں کرتیں اس لیے عمر بن ذر کے پاس آتا اور کہتا میری ماں کو اس مسئلہ کی ضرورت ہے اور انھوں نے حکم دیا کہ آپ کے پاس آکر پوچھوں اس پر وہ کہتے آپ یہ مسئلہ مجھ جیسے سے پوچھتے ہیں؟ میں کہتا میری ماں نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ وہ کہتے اچھا آپ جواب مجھے بتلایئے پھر میں آپ کو بتلادوں گا چنانچہ میں ان کو جواب بتلاتا پھر وہ مجھ کو بتلاتے اور میں ماں کی خدمت میں آکر عمر بن ذر کی طرف سے بتادیتا۔

۱۵۔ ابو الخطاب جرجانی سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھا کہ ایک نوجوان آیا اور ایک مسئلہ معلوم کیا۔ امام صاحبؒ نے جواب دیا۔ اس نوجوان نے کہا ابو حنیفہؒ! آپ سے خطا ہوگئی۔ اس پر میں نے امام

ابو حنیفہؒ کے اِرد گرد بیٹھے ہوئے ان کے اصحاب سے کہا تعجب ہے کہ تم لوگ اس بزرگ کی عظمت اور احترام نہیں کرتے۔ ایک نو عمر آتا ہے، ان کو خطاوار کہتا ہے اور تم لوگ چپ چاپ سن لیتے ہو؟ ابوالخطاب جرجانی کہتے ہیں کہ میری بات سن کر امام ابو حنیفہؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا انہیں ملامت مت کرو کہ میں نے اپنے بارے میں ان کی یہی عادت بنا رکھی ہے۔

۱۶۔ امام محمدؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب سے میرے استاذ حماد بن سلیمان کا وصال ہوا، میں ہر نماز میں برابر ان کے اور اپنے والدین کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ نیز اپنے دیگر تمام اساتذہ اور تلامذہ کے لئے بھی استغفار کرتا ہوں۔

۱۷۔ امام محمدؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا میں نے اپنے استاذ حماد بن سلیمان کے گھر کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے حالانکہ میرے گھر اور ان کے گھر کے درمیان سات گلیاں پڑتی تھیں ایسا استاذ کی عظمت کی وجہ سے کرتا تھا۔

۱۸۔ قاضی ابو عبداللہ صیمری نے نضر بن محمد سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ مذاق کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی مذاق کرتے تھے۔ میں نے ان کو کبھی بھی قہقہہ مار کر ہنستے نہیں دیکھا، ہاں تبسم فرمایا کرتے تھے۔(۱)

۱۹۔ حجر بن عبدالجبار سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر مجلس کا ادب اور اپنے اصحاب کا اکرام کرنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ شریف لوگ اوروں کی نسبت زیادہ عقل مند ہوتے ہیں۔

۲۰۔ خطیب بغدادی نے حجر بن عبدالجبار سے ہی روایت کی ہے کہ

ا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ بھی یہی تھی کہ آپؐ قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے؛ بلکہ تبسم فرمایا کرتے تھے (مترجم)

ہماری مسجد حضرمی لوگوں کی تھی۔ لیکن اس میں ایک قصہ گو رہا کرتے تھے، ان کو زرعہ کہتے تھے، اس لیے مسجد انہی کے نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ ابو حنیفہؒ کی ماں رحمہا اللہ کو مسئلہ پوچھنا ہوا، تو امام صاحب نے مسئلہ بتلا دیا، مگر ماں نے فرمایا میں تو زرعہ قصہ گو کی بات مانوں گی۔ امام صاحبؒ ان کو لے کر زرعہ کے پاس آئے اور فرمایا یہ میری ماں ہیں آپ سے فلاں فلاں بات معلوم کرنا چاہتی ہیں۔ زرعہؒ نے فرمایا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، ان کو بتلا دیجئے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میں نے ان کو یہ جواب بتایا ہے۔ زرعہؒ نے فرمایا جو کچھ ابو حنیفہؒ نے فرمایا وہی ٹھیک ہے اس پر وہ راضی ہو کر واپس آگئیں (ماں کا اکرام ہو، تو ایسا ہو)۔

۲۱۔ قاضی ابو عبداللہ صیمری نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ خاموش طبع، بہت ہی خوبصورت اور بہت خوش پوش تھے۔ ان کی مجلس بڑی پروقار مجلس ہوا کرتی تھی۔

۲۲۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں پہونچا۔ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں تھے اور ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ میں نے کہا ابو حنیفہؒ! یہ مسجد ہے اور مسجد میں آواز نہیں بلند کی جاتی۔ اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا، انہیں رہنے دو بغیر اس کے یہ لوگ فقیہ نہیں بن سکتے۔

۲۳۔ امام زفر بن ہذیل سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ لوگوں کا مالی بار برداشت کرتے تھے اور بہت صابر تھے۔

۲۴۔ ابراہیم بن سعید جوہری سے روایت ہے کہ میں امیر المؤمنین ہارون رشید کی مجلس میں تھا کہ امام ابو یوسفؒ تشریف لائے۔ ہارون رشید نے فرمایا: ابو یوسف! امام ابو حنیفہؒ کے اخلاق بیان کرو۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اللہ جل مجدہٗ فرماتے ہیں "مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ

عَتِیْدٌ "(۱) (انسان کوئی لفظ نہیں بولتا جس کی حفاظت کرنے کے لئے اس کے پاس فرشتے منتظر تیار نہ رہتے ہوں) نیز اللہ ہر بولنے والے کی آواز کو سنتا جانتا ہے۔

میرا علم ابو حنیفہؒ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محارم کے ارتکاب سے شدت کے ساتھ روکنے والے اور بہت ہی پرہیزگار تھے۔ اللہ کے دین کی بابت وہ بات ہرگز نہیں کہتے تھے جس کو قطعی طور پر نہ جانتے ہوں۔ ان کو یہ بات پسند تھی کہ اللہ کی طاعت کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اہل دنیا سے اپنے زمانہ میں دور رہے، دنیا کی عزت کی رغبت نہیں کی، لمبی خاموشی والے تھے، علم کے وسیع ترمیدان میں ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے، نہ بیہودہ گو تھے اور نہ بکواسی۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھا جاتا اور ان کو علم ہوتا تو جواب دیتے۔ اگر استاذ سے سنا ہوا علم نہ ہوتا تو حق کے مطابق قیاس کرتے اور اس حق کی اتباع کرتے۔ وہ اپنے آپ کی اور دین کی حفاظت کرنے والے تھے۔ علم اور مال کو بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے اور تمام لوگوں سے غنی النفس تھے، لالچ کے قریب نہیں جاتے تھے، غیبت سے بہت دور تھے، جب بھی کسی کا ذکر کرتے تو اچھائی کے ساتھ کرتے۔ یہ سن کر ہارون رشید نے کہا یہی اللہ کے نیک بندوں کے اخلاق ہوتے ہیں۔

۲۵۔ ابو مؤید خوارزمی نے معافی بن عمران موصلی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے اندر دس ایسی خصلتیں تھیں اگر ان میں سے ایک بھی کسی کے اندر ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس ہو جائے اور اپنے قبیلہ کی سرداری کرے۔ (۱) پرہیزگاری (۲) راست گوئی (۳) فقہ (۴) لوگوں کی غم خواری (۵) ہمیشہ نفع دینے والی چیز کی طرف توجہ (۶) اکثر

۱۔ سورۂ ق، آیت ۱۸

خاموش رہنا (۷) درست گوئی (۸) مصیبت زدہ کی مدد، دوست ہو کہ دشمن (۹) مروت (۱۰) صحیح غور و فکر۔

۲۶۔ ابو محمد حارثی نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے کہ جب امام ابو حنیفہؒ بیٹھتے تھے توان کے ارد گرد ان کے اصحاب : قاسم بن معن، عافیہ بن یزید، داؤد طائی، زفر بن ہذیل وغیرہ ہوتے۔ پھر کوئی مسئلہ رکھتے اور بحث کرتے تھے آواز بھی بلند ہوتی تھی اور خوب باتیں کرتے تھے۔ جب امام ابو حنیفہؒ گفتگو شروع فرماتے تو سب خاموش ہو جاتے، کوئی بھی نہیں بولتا۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہو جاتے تو سب لوگ اس بات کو یاد کرنے لگتے جو انھوں نے فرمائی تھی۔ جب یاد کر لیتے تو دوسرا مسئلہ شروع کرتے۔

۲۷۔ محمد بن عمران طائی سے روایت ہے کہ میں نے توبہ بن سعید سے معلوم کیا کہ کیا امام ابو حنیفہؒ کچھ فارسی بھی سمجھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں فارسی زبان میں مہارت تھی۔

۲۸۔ عاصم بن یوسف سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کسی کا کسی پر ایسا حق واجب نہیں جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ کا اپنے اصحاب پر، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کو ادنیٰ شکایت ہو جاتی مثلاً ایک مکھی کسی کے اوپر آ بیٹھتی تو اس کی پریشانی امام صاحبؒ کو محسوس ہوتی ان کے نزدیک طلبہ کی بڑی عظمت تھی، ایسا حال تھا کہ ایک مرتبہ ایک آدمی آیا، اس کا چہرہ اترا ہوا، رنگ فق۔ امام صاحبؒ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا فلاں آدمی اپنے گھر کی چھت سے گر گیا سنتے ہی امام صاحب چیخ پڑے اس طرح کہ ساری مسجد والوں نے سنا اور ننگے پاؤں اس کے گھر کی طرف بھاگ پڑے اور فرمانے لگے اگر مجھے ممکن ہوتا کہ اس مصیبت کو میں برداشت کر لوں اور اس پر سے اٹھا لوں تو ضرور ایسا کرتا۔ پھر روتے ہوئے اس

کے پاس سے چلے آئے۔ اچھا ہونے تک صبح و شام اس کی عیادت کرتے رہے۔

۲۹۔ ابوالمؤید خوارزمیؒ نے اپنے مناقب میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا اگر عوام میرے غلام ہوتے تو میں سب کو آزاد کر دیتا اور ان کی وِلاء سے بھی بری ہو جاتا۔

اٹھارہواں باب

امام صاحبؒ کی آمدنی اور امراء کے ہدایا سے اجتناب

متواتر روایتوں سے ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ریشم کی تجارت کرتے تھے، اس میں ماہر اور کامیاب تھے۔ ان کی دوکان کوفہ میں تھی اور ان کے شریک لوگ خرید و فروخت کے لئے سفر کیا کرتے تھے۔

خطیب بغدادیؒ نے عمر بن حماد بن ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ خزاز تھے اور ان کی دوکان کوفہ میں دار عمرو بن حریث میں مشہور تھی۔

صیمری نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ مال خرچ کرنے والے تھے، لوگوں سے مستغنی تھے، لالچ کی طرف جھکتے ہی نہیں تھے۔

حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ نے امراء میں سے کسی کا ہدیہ نہیں قبول کیا اور نہ ہی ان سے انعام لیا۔

خطیب بغدادی نے یوسف بن خالد سمتی سے روایت کی کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے تیس ہزار درہم متعدد مراحل میں امام ابو حنیفہؒ کو انعام دیے۔ تو امام صاحب نے عرض کیا امیر المؤمنین! میں بغداد میں پردیسی ہوں۔ میرے پاس کوئی جگہ نہیں ہے اس کو بیت المال میں رکھوا دیں۔ منصور نے اس کو قبول کر لیا۔ جب امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہوا تو ان کے پاس سے لوگوں کی امانتیں نکلیں۔ اس پر امیر المؤمنین کو معلوم ہوا تو فرمایا ابو حنیفہؒ نے ہم کو دھوکہ دیا۔

قاضی ابو القاسم بن کاکس نے مغیث ... روایت کی ...

کہ انہوں نے فرمایا کہ خارجہ بن مصعب نے کہا کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ کو دس ہزار درہم انعام دیے اور وصول کرنے کے لیے بلایا۔ انہوں نے مجھ سے مشورہ کیا کہ اگر قبول نہ کروں تو یہ میرے اوپر بگڑ جائیں گے اور اگر قبول کرلوں تو دین میں وہ باتیں میرے اوپر مسلط کردیں گے جن کو میں اچھا نہیں سمجھتا۔ میں نے عرض کیا یہ مال خلیفہ کی نظر میں بہت بڑا ہے، جب وہ لینے کے لئے بلائیں تو آپ عرض کریں کہ امیر المؤمنین سے مجھے یہ امید نہیں تھی کہ اتنا سا مال دیں گے؟ جب لینے کے لئے بلائے گئے تو امام صاحب نے یہی بات کہہ دی فوراً خلیفہ کو خبر کی گئی اور انعام روک لیا گیا۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ اپنے معاملات میں صرف مجھ سے مشورہ لیتے تھے۔

ابو محمد حارثی نے حسن بن ابو مالک سے روایت کی ہے کہ میرے باپ ابو مالک نے فرمایا امیر المؤمنین ابو جعفر اور ان کی بیوی حرۃ میں اختلاف ہو گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ آپ میری طرف رغبت نہیں کرتے، آپ میرے اور اپنے درمیان کوئی فیصل مانیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا تم کس کے فیصلہ پر راضی ہو؟ بیوی نے کہا ابو حنیفہؒ کے فیصلہ پر۔ امیر المؤمنین نے فرمایا بہت اچھا اور امام صاحب کو طلب کرلیا وہ پردہ کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ امیر المؤمنین نے بات شروع فرمائی اور کہا۔ ابو حنیفہؒ! حرۃ مجھ سے جھگڑ رہی ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا امیر المؤمنین فرمائیں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کہا مرد کے لئے اکٹھی کتنی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا چار سے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اور باندیاں؟ امام صاحبؒ نے فرمایا جتنی چاہے، کوئی روک نہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کیا کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کے خلاف کچھ کہے؟ ابو حنیفہؒ نے فرمایا نہیں۔ ابو جعفر منصور نے بیوی سے خطاب

کرتے ہوئے کہاسن لے۔ حرہ نے کہاسن لیا۔

اب امام ابو حنیفہؒ بولے امیر المؤمنین! یہ چار عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا عدل اور انصاف والوں کے لئے ہے جو آدمی عدل نہیں کر سکتا، یا اس کو خوف ہے کہ عدل نہیں کر سکے گا تو اس کے لئے ایک پر بس کرنا ہی مناسب ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم کو خوف ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک بیوی سے نکاح کرو یا پھر باندیاں ہوں "فَإِنْ خِفْتُمْ اَنْ لاَّ تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" (۱) امیر المؤمنین! ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ اللہ کے دئے ہوئے ادب سے مؤدب ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت کو قبول کریں۔ اس پر امیر المؤمنین خاموش ہو گئے اور ابو حنیفہؒ وہاں سے چلے آئے۔ جب اپنے گھر پہونچے تو دیکھا کہ حرہ امیر المؤمنین کی بیوی نے پچاس ہزار نقد اور ایک بہت ہی خوبصورت باندی اور ایک بہترین مصری خچر ہدیہ کے طور پر اپنے خادم کے ساتھ بھیج رکھا ہے اور کہلوایا ہے کہ امام صاحب سے کہنا کہ آپ کی باندی آپ کو سلام کہہ رہی ہے اور اس جیسے مقام پر حق بات کہنے اور فیصلہ دینے پر شکریہ ادا کرتی ہے۔ خادم نے ہدیہ پیش کیا اور سلام و پیغام پہونچایا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا میں نے اپنے دین کی حمایت کی ہے اور جو کچھ کہا ہے اللہ کے لیے کہا ہے۔ میرا منشا نہ کسی کا تقرب حاصل کرنا ہے اور نہ دنیا کمانا اور فرمایا جو کچھ تم لائے ہو، اس کو واپس لے جاؤ۔ ان کو میرا سلام پیش کرو اور کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔

راوی کہتے ہیں کسی سامان کی طرف ہاتھ بڑھانا تو کجا، امام صاحب نے نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں۔

ا۔ سورۂ نساء، آیت ۳

انیسواں باب

امام صاحبؒ کا لباس

قاضی ابوالقاسم علی بن محمد بن کاس نخعی اور ابو عبداللہ حسن بن علی بن محمد قاضی صیمری نے محمد بن جعفر بن اسحاق بن عمر بن حماد بن ابو حنیفہؒ سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اچھی ہیئت کا لباس پہنتے تھے، عطر کا استعمال بہت کرتے تھے اور آتے جاتے دیکھنے سے پہلے ہی خوشبو سے پہچان لیے جاتے تھے۔

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کرتے تو اپنے جوتوں کے تسمے کو دیکھتے تھے اگر وہ اصلاح کے محتاج ہوتے تو اصلاح کر لیتے۔ میں نے کبھی بھی ان کی چپلوں کا تسمہ ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا۔ عام طور پر خفین پہنا کرتے تھے۔

ابو عبداللہ حسین بن محمد صیمری نے ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کی کہ امام ابو حنیفہؒ خوش پوش تھے اور عمدہ قسم کے جوتے استعمال فرماتے تھے۔

زہری نے علی بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ کوفی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالرحمٰن سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک شیخ کو کوفہ کی مسجد میں دیکھا وہ لوگوں کو فتویٰ دے رہے تھے، ان کے سر پر کالی لمبی ٹوپی تھی میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا ابو حنیفہؒ رحمہ اللہ۔

قاضی ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابو عوام نے نصر بن محمد سے

روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ خوبصورت، عمدہ اور معطر لباس والے تھے۔ ایک مرتبہ میں ان کے پاس کسی ضرورت سے حاضر ہوا اور ان کے ساتھ ہی صبح کی نماز ادا کی۔ میرے اوپر قومسی چادر تھی انہوں نے اپنے خچر پر زین کسنے کا حکم دیا اور فرمایا اپنی چادر مجھے دو اور میری لے لو۔ میں نے اس پر عمل کیا۔ جب کام سے واپس ہوا تو فرمایا نضر! تم نے اپنی چادر سے مجھے رسوا کر دیا۔ میں نے کہا اس میں کیا عیب ہے؟ فرمایا بہت موٹی ہے۔ نضر کہتے ہیں کہ میں نے اسے پانچ اشرفیوں میں خریدا تھا اور میں اس پر اتراتا تھا۔ اس کے بعد میں نے ابو حنیفہؒ کو ایک مرتبہ دیکھا وہ قومسی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کی قیمت کا اندازہ میں نے تیس اشرفی لگایا۔

ابو محمد حارثی نے ابو مطیع سے روایت کی ہے کہ میں نے جمعہ کے دن امام ابو حنیفہؒ کے اوپر قمیص اور چادر دیکھی جس کی قیمت کا اندازہ چار سو درہم لگایا۔

مناقب کی بعض کتابوں میں ہے کہ یحییٰ بن نضر نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ خوش پوش تھے، ان کے پاس ایک جبہ فنک (۱) اور ایک سنجاب (۲) کا تھا ان کے اوپر میں نے ایک چادر ایسی دیکھی جس میں بیل بوٹے بھی تھے۔

ابو مقاتل عابد سمرقندی نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس سات ٹوپیاں تھیں ان میں ایک کالی تھی۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہؒ پر ثعالب اور فنک نماز کی حالت میں دیکھا ہے۔ میں نے ان کے اوپر سنجاب بھی دیکھا اور ابو ہند وراق نے کہا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ پر اونی لباس دیکھا۔

۱۔ ایک قسم کی لومڑی

۲۔ ایک چوہے سے بڑے جانور کا نام جس کی ملائم کھال سے پوستین بناتے ہیں

بیسواں باب

امام صاحبؒ کے حکیمانہ اقوال اور نصیحتیں

۱۔ خطیب بغدادیؒ نے عبداللہ بن صہیب کلبی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم　وسیبہ واسع یُرجَی و یُنتظَر
أنتم یکدّر ما تعطون منکم　واللہ یعطی بلا منّ ولا کدر

(ترجمہ) اللہ رب العالمین کی دین اور عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے اور اس کا فضل بہت ہی وسیع ہے۔ اسی کی امید لگائی جانی چاہیئے اسی کا انتظار ہونا چاہیئے۔

تم جو کچھ دیتے ہو تمہارا احسان جتانا اس کو خراب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ عنایت کرتا رہتا ہے نہ اسے مکدر کرتا ہے اور نہ احسان جتلا کر تکلیف دیتا ہے۔

۲۔ صیمری نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے۔

کفیٰ حزناً لا حیاۃ ھنیئۃ　ولا عملٌ یرضیٰ بہ الالٰہُ صالح

(ترجمہ) غم کے لیے یہی کافی ہے کہ نہ زندگی خوشگوار اور نہ ایسے عمل صالح کہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔

۳۔ ان سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا۔ وہ فرما رہے تھے کہ جس نے کوئی علمی بات بیان کی اور اس کو اپنے لیے لازم

کر لیا پھر اس کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ تو نے اللہ کے دین میں کیسے فتویٰ دیا؟ تو ایسے شخص پر اس کا دین اور اس کی جان دونوں ہی آسان ہو گئے۔

۴۔ امام زفرؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو ریاست قبل از وقت طلب کرتا ہے، وہ ذلیل ہوتا ہے اور ذلت میں زندگی گذارتا ہے۔

۵۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جو شخص مجلس میں ایسی حالت میں حاضر ہو کہ اس کی طبیعت بوجھل ہو تو اس نے فقہ اور اہل فقہ کے مراتب نہیں پہچانے۔

امام صاحب یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

عد منا ثقال الناس فی کل بلدة　　فیارب لا تغفر لکل ثقیل

ہم نے ہر شہر میں بھاری بوجھل لوگوں کو چھوڑ دیا۔ اے رب بھاری بوجھل لوگوں کی مغفرت نہ فرما۔

۶۔ امام ابو یوسفؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: میں نے گناہوں کو ذلیل کرنے والا دیکھا تو ان کو مروت کی وجہ سے چھوڑ دیا، پھر تو وہ دیانت بن گئے۔

یروی الرواۃ لنا مقالاً مرتضیٰ　　لأبی حنیفة کان فیه محسنا

إن المعاصي مذلة فتركتها　　لمروءة حتی تصیر تدینا

۷۔ ابو محمد حارثی نے امام زفرؒ سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو کہتے ہوئے سنا جس کے علم نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نہیں روکا اور گناہوں سے باز نہیں رکھا تو وہ شخص خسارے میں ہے۔

۸۔ وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کر رہا تھا کہ علم فقہ یاد کرنے میں کس چیز سے مدد لی

جائے؟ تو امام صاحبؒ نے فرمایا خیالات جمع کرنے سے۔ وکیع بن جراح نے سوال کیا کہ خیالات جمع کرنے میں کس چیز سے مدد لی جائے؟ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تعلقات کم کر کے۔ امام وکیع بن جراح نے عرض کیا تعلقات کم کرنے میں کس چیز سے مدد لی جائے؟ فرمایا ہر چیز ضرورت کے وقت اور بقدر ضرورت لیا کرو۔

۹۔ ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جو مجھ سے بغض رکھے اللہ اسے مفتی بنادے۔

۱۰۔ اسحاق بن حسین سے روایت ہے کہ ایک شخص ریشم کے بازار میں آیا اور پوچھنے لگا ابو حنیفہؒ فقیہ کی دوکان کہاں ہے؟ امام صاحب نے سن لیا تو فرمایا وہ فقیہ نہیں ہے وہ تو بتکلف مفتی بن رہا ہے۔

۱۱۔ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب عورت اپنی جگہ سے اٹھے تو تم اس کی جگہ پر اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ وہ جگہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔

۱۲۔ ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر دنیا اور آخرت میں علماء، اللہ کے ولی نہیں تو پھر کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں۔

۱۳۔ ابو عبد اللہ صیمری نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہؒ سے صبح کی نماز کے بعد کچھ مسائل معلوم کیے گئے جن کا آپ نے جواب دیا۔ کسی نے کہا کیا اس جیسے وقت میں سلف، کلام خیر کے علاوہ دوسری بات کو مکروہ نہیں جانتے تھے؟ اس پر امام صاحب نے فرمایا اور کون سا خیر اس سے بڑا ہے کہ تم لوگوں کو بتلاؤں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے؟ اللہ رب العزت کی پاکی بیان کروں اور لوگوں کو اس کی نافرمانی سے ڈراؤں ان الجراب اذا فرغ من الزاد ضاع صاحبه جب توشہ

دان خالی ہو جاتا ہے تو مسافر بھوک سے مر جاتا ہے۔ (یعنی جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جائے گا تو امت ہلاک ہو جائے گی)

۱۴۔ مکحولؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں کتاب شفاعت لایا کہ آپ اس کو بیان فرمادیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اس طرح علم نہیں حاصل کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے علماء سے عہد لے رکھا ہے کہ اللہ کا دین لوگوں کے لیے صاف صاف بیان کر دیں، علم کے لیے کوئی خاص اور کوئی عام نہیں ہوتا؛ بلکہ عالم لوگوں کو سکھاتا ہے اور اپنی تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی نیت رکھتا ہے۔

۱۵۔ توبہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جب میں راستہ چل رہا ہوں تو مجھ سے دین کی کوئی بات مت پوچھنا اور جب میں لوگوں سے ہم کلام رہوں اس وقت بھی مت پوچھنا، جب میں کھڑا رہوں یا ٹیک لگا کر بیٹھا رہوں اس وقت بھی مت پوچھنا اس لیے کہ ان حالات اور ان مواقع میں آدمی کی عقل مجتمع نہیں ہوتی۔

کہتے ہیں کہ ایک دن امام صاحبؒ کسی ضرورت سے نکلے میں پیچھے پیچھے چل پڑا اپنے شوقِ علم کی وجہ سے سوال کرنا شروع کیا، میرا رجسٹر ساتھ ہی تھا۔ موقع ملتا تو ان کا جواب نقل کر لیتا جب اگلا دن ہوا اور تلامذہ جمع ہوئے تو میں نے ان مسائل کی بابت پھر سوال کیا۔ اس روز امام صاحب نے دوسرے جوابات دیئے۔ اس پر میں نے پہلے جوابات کا تذکرہ کیا تو فرمایا کیا میں نے تم کو بے موقع سوالات کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس وقت سوالات کیا کرو جب عقل مجتمع ہوتی ہے۔

۱۶۔ صمری نے داؤد طائی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا قاضی اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو سمندر میں تیر رہا ہو کہ اگرچہ تیر

رہا ہے، تاہم کب تک تیرے گا؟ اسی طرح قاضی بننا کون پسند کرے گا اگر چہ وہ عالم ہو؟

۱۷۔ ابو محمد حارثی نے زافر بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور مقام صفین کے شہداء کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی ایسی چیز پیش کرنے سے ڈرتا ہوں جس کے بارے میں وہ مجھ سے سوال کرے اور جب وہ قیامت کے دن اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو ان لوگوں کے معاملات کی بابت کچھ بھی مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ صرف ان چیزوں کا سوال کرے گا جن کا مجھے مکلف بنایا ہے اس لیے ان ہی چیزوں میں مشغول ہونا بہتر ہے۔

۱۸۔ سہل بن مزاحم سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے کہ اگر تم اس علم سے خیر کا ارادہ نہ کرو گے تو تم کو توفیق نہیں دی جائے گی۔

۱۹۔ سہل بن مزاحم سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس قوم پر بڑا تعجب کرتا ہوں جو ظن سے بات کرتی اور ظن پر عمل کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کو پسند نہیں فرمایا اور حکم دیا "وَلَاتَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" (۱) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا آپ کو علم نہ ہو اس کو مت کہو۔

۲۰۔ امام صاحب کے بعض تلامذہ سے مروی ہے کہ امام صاحبؒ فرماتے تھے کہ جو شخص علم دین دنیا کمانے کے لیے سیکھتا ہے وہ علم کی برکات سے محروم کر دیا جاتا ہے، علم اس کے قلب میں راسخ نہیں ہوتا،

۱۔ سورۃ اسراء، آیت ۳۶

علم سے کوئی بڑا فائدہ نہیں اٹھاتا اور جو شخص علم کو دین کے لیے سیکھتا ہے اس کے لیے علم میں برکت پیدا کر دی جاتی ہے، وہ اس کے قلب میں راسخ ہو جاتا ہے اور اس سے نفع اٹھانے والے طلبہ نفع اٹھاتے ہیں۔

۲۱۔ امام اہلِ بلخ حسن بن محمد لیثی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے بڑی طاعت ایمان باللہ ہے اور سب سے بڑی معصیت کفر باللہ ہے۔ تو جس شخص نے اعظم طاعات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اعظم معاصی سے بچا تو دونوں کے درمیان جو خطائیں اس سے سرزد ہوں گی مجھے ان کی مغفرت کی امید ہے۔

۲۲۔ سعید بن ابراہیم سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے ابراہیم بن ادہم سے فرمایا کہ ابراہیم! تم کو اچھی عبادت کی توفیق دی گئی ہے مناسب ہے کہ علم کی طرف توجہ رہے۔ اس لیے کہ علم عبادت کی جڑ ہے اور اسی سے کام بنتا ہے۔

۲۳۔ ابو رجاء ہرویؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم حدیث پڑھتا ہے لیکن فقہ حدیث کی طرف توجہ نہیں دیتا اس کی مثال اس دوا فروش کی طرح ہے جو دوائیں تو جمع کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ یہ دوا کس مرض کے لیے ہے جب تک کہ طبیب نہ بتلائے۔ ایسے ہی طالبِ حدیث، مفہوم حدیث کو نہیں جانتا، جب تک کہ فقیہ اس کو واضح نہ کرے۔

۲۴۔ بعض اصحابِ ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم دنیا کی ضروریات میں سے کسی ضرورت کا ارادہ کرو تو جب تک پورا نہ کر لو کھانا مت کھاؤ، اس لیے کہ کھانا عقل میں تغیر پیدا کر دیتا ہے۔

۲۵۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ خلیفہ منصور نے امام ابو حنیفہؒ

سے فرمایا ابو حنیفہؒ! ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ اگر تم قریب کرو گے تو فتنہ میں مبتلا کرو گے اور اگر دور کرو گے تو رنج میں ڈال دو گے اور میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس کے بارے میں آپ سے ڈروں۔ آپ کے پاس وہ لوگ آتے ہیں جو آپ سے ڈرتے ہیں۔

۲۶۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے عیسیٰ بن موسیٰ امیر کوفہ سے فرمایا:

کسرة خبز و قعب ماء   و فرد ثوب مع السلامة

لا خیر من العیش فی نعیم   تکون من بعده الندامة

روٹی کا ایک ٹکڑا اور ایک پیالہ پانی اور ایک کپڑا سلامتی کے ساتھ بہتر ہے۔

ان نعمتوں میں زندگی گذارنے سے کوئی بہتری نہیں جن کے بعد ندامت اٹھانی پڑے۔

۲۷۔ بکر بن جعفر سے روایت ہے کہ بعض مرتبہ امام ابو حنیفہؒ کے پاس کوئی شخص آتا اور بیان شروع کر دیتا کہ یہ ہوا، وہ ہوا مگر امام صاحب صبر کرتے جب وہ چپ نہ ہوتا تو امام صاحب اس کی باتیں کاٹ دیتے اور فرماتے اپنا بیان بند کرو۔ پھر فرماتے جس بات کو لوگ پسند نہیں کرتے اس کو نقل مت کرو یعنی لوگوں کی باتیں مت بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے جو ہمارے بارے میں بری بات کہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو ہمارے بارے میں اچھی بات کہے۔ اللہ کے دین کی سمجھ حاصل کرو، فقیہ بنو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ ان کو تمہارا محتاج بنا دے گا۔

۲۸۔ عبداللہ بن مبارکؒ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جو

شخص یہ چاہتا ہو کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پا جائے تو اسے چاہیے کہ دنیا کے عذاب کی پرواہ نہ کرے۔ جس کا نفس کریم ہو گیا، اس کے لیے دنیا اور اس کی سب سختیاں آسان ہو جاتی ہیں۔

۲۹۔ مساور وراق سے مروی ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا تم اپنا علم وفقہ اس شخص سے بیان مت کرو جو اس کی خواہش نہیں رکھتا۔ اپنے پاس بیٹھنے والے کو تکلیف مت دو، اسی طرح جو تمہاری بات کاٹ دے، دوبارہ اس کو مت بتاؤ اس لیے کہ وہ علم وادب سے محبت نہیں رکھتا۔

۳۰۔ امام صاحب کے بعض تلامذہ سے منقول ہے کہ امام صاحبؒ نے فرمایا اپنے دوست کے لیے گناہ اور اپنے دشمن کے لیے مال مت جمع کرو۔ فرمایا دوست تمہاری اپنی جان ہے اور دشمن ورثاء۔

۳۱۔ حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جس کسی نے حضرت علیؓ سے جنگ کی، حضرت علیؓ اس کی بہ نسبت حق کے زیادہ قریب رہے اگر وہ چیز نہ ہوتی جو حضرت علیؓ کی طرف سے ظاہر ہوئی تو کسی کو یہ علم حاصل نہ ہوتا کہ باغیوں سے مسلمانوں کی جنگ کا کیا طریقہ ہے؟۔

۳۲۔ جعفر بن الاحمر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے ایک مسئلہ معلوم کیا انہوں نے اس کا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا یہ شہر خیر و برکت میں رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو اس شہر میں باقی رکھے گا۔ یہ سن کر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا:

خلت الدیار فسدتُ غیر مسود و من العناء تفردی بالسؤدد

سرداروں سے ملک خالی ہو گیا اس لیے کہ میں سردار بن گیا اور کوئی سردار نہیں رہا میری تنہا سرداری مصائب میں سے ہے۔

۳۳۔ خطیب بغدادی نے سہل بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ سہل بن

مزاحم نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہؒ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ۔ "فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ "(۱) (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان بندوں کو خوش خبری دے دیں جو بات بغور سنتے ہیں۔ پھر اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔) اس کی تلاوت کے بعد بار بار کہتے رہے الٰہی! جس کا سینہ قرآن عظیم سے تنگ ہو، میں ان میں سے نہیں۔ میرا دل قرآن کریم کے لیے بہت کشادہ ہے۔ اس موقع پر امام ابو بکر زرنجریؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے لیے دو شعر کہے:

و من المروءة للفتی　　ما عاش دار فاخره

فاشکر إذا أوتیتها　　و اعمل لدار الآخره

آدمی کی مروّت کی دلیل یہ ہے کہ جب فخر کے مقام میں زندگی گذارے یعنی عیش کی زندگی اور مفاخر دنیا سے نوازا جائے تو شکر کرے اور آخرت کے لیے عمل کرے۔

۳۴۔ ابو محمد حارثی نے عبدالعزیز بن ابو روّاد سے روایت کی کہ عبدالعزیز رواد نے امام ابو حنیفہؒ سے عرض کیا مجھے امیر المؤمنین نے طلب کیا ہے جب میں ان کے پاس جاؤں گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کروں گا۔ میرے لیے کچھ باتیں ترتیب دے دیجیے جن میں امر و نہی ہوں اور جنھیں میں وہاں بیان کروں۔ امام صاحب نے فرمایا جب وہاں جائیں تو سلام کر کے خاموش بیٹھ جائیں اگر وہ کچھ سوال کرے اور آپ کے پاس جواب ہو تو جواب دیں اور اگر جواب نہ ہو تو کہیں امیر المؤمنین! دنیا چار چیزوں کے لیے طلب کی جاتی ہے:

اول شرف اور بزرگی کے لیے، ماشاء اللہ آپ تو شریف ابن شریف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ دوسری ملک

۱۔ سورۂ زمر، آیت ۱۷

اور سلطنت کے لیے تو آپ اللہ کے فضل سے عرب و عجم کے مالک ہیں۔ تیسری مال کے لیے تو اللہ نے آپ کو مال اتنا دیا جسے شمار نہیں کر سکتے۔ اے امیر المؤمنین! اللہ سے ڈریے اور عمل صالح کو لازم کر لیجئے۔ اس چیز سے بچئے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ بس آپ دنیا اور آخرت دونوں کو جمع کر لیں گے۔

۳۵۔ مناقب کی بعض کتابوں میں ہے کہ محمد بن حفص بزاز بلخی نے کہا مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہؒ موجود نہیں تھے، نماز کے وقت حماد ان کے بیٹے امامت کے لیے کھڑے ہو گئے اتنے میں امام صاحبؒ آگئے اور ان کو کھینچ کر پیچھے کر دیا اور دوسرے آدمی کو آگے بڑھا دیا، جب نماز ہو گئی اور باپ بیٹے گھر آئے تو حمادؒ نے کہا ابا جی! آپ نے آج مجھے رسوا کر دیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تم نے اپنے آپ کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا تھا، میں نے بچا لیا۔ سنو! اگر تم نماز پڑھاتے اور ایک آدمی کھڑا ہو کر یہ کہہ دیتا کہ اس کے پیچھے جو نماز پڑھی ہے اس کو دہرا لو تو لوگ اس کو اپنی کتابوں میں لکھ لیتے۔ پھر یہ حکایت قیامت تک باقی رہ جاتی۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا دیکھو عوام کے معاملات میں پڑنے سے بچو۔

۳۶۔ محمد بن مقاتلؒ نے فرمایا امام ابو حنیفہؒ ریشم فروش تھے۔ ایک دن ایک عورت آئی اور ریشمی کپڑا مانگا۔ امام صاحبؒ نے غلام کو حکم دیا کہ ریشمی کپڑا نکالو۔ غلام نے ایک کپڑا نکال کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا صلی اللہ علیٰ محمد۔ امام صاحب غصہ ہو گئے اور فرمایا تم میرے کپڑے کی تعریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر کرتے ہو؟ آج میں کپڑا نہیں بیچوں گا اور اس دن کوئی کپڑا نہیں بیچا۔

۳۷۔ ابو یعقوب مکی نے سلیمان بن ابو شیخ سے روایت کی ہے انہوں نے

کہا مجھے کوفہ کے ایک شخص نے بتایا کہ امام ابو حنیفہؒ سے ایک بار کہا گیا کہ مسجد میں ایک حلقہ ہے وہ لوگ فقہ میں غور و خوض کر رہے ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا ان میں کوئی استاذ ہے؟ کہا گیا نہیں۔ اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا یہ لوگ کبھی بھی فقیہ نہیں ہوں گے۔

ابو المؤید خوارزمیؒ نے اس موقع پر یہ اشعار کہے۔

کلمات نعمان بلا أمثال — فی حسنها فتسیر کالأمثال

أمسی فرید الدهر فی الأقوال — و غدا وحید العصر فی الأفعال

کل الائمة من إسار قیاسهم — بقیاسه فهم له کموالی

هیهات بل نسجوا علی منواله — فهم موالی ذلك المنوالی

مدن العلوم المقفلات تفتحت — بأبی حنیفة فاتح الأفعال

للناس فی طود العلوم حضیضه — واحتل منه مرابض الأوعال

هو فی شری فتواه لیث زائر — و أصحابه الأبطال کالأشبال

اکیسواں باب

عہدۂ قضا سے انکار

ابن ہبیرہ اموی والئ عراق

خطیب بغدادی نے ربیع بن عاصم سے روایت کی ہے انھوں نے بیان کیا کہ یزید بن عمر بن ہبیرہ نے مجھے امام ابو حنیفہؒ کے پاس بھیجا جب امام صاحب آئے تو اس نے انھیں بیت المال کا انچارج بنانا چاہا مگر امام صاحبؒ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، جس سے ناراض ہو کر اُس نے آپ کو کوڑے لگوائے۔

اسی طرح قاضی ابو القاسم بن کاس نے محمد بن عمر اسلمی سے اور موفق بن احمد نے شیخ ابو حفص الکبیر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ ابن ہبیرہ بنی امیہ کے دور میں والئ عراق تھا کہ عراق میں بغاوت ہو گئی۔ ابن ہبیرہ نے عراق کے فقہاء: ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، داؤد بن ابی ہند وغیرہ کو جمع کیا اور ہر ایک کو عہدہ سپرد کیا۔ اس نے امام ابو حنیفہؒ کو بھی طلب کیا اور فرمایا میری یہ انگوٹھی یعنی مہر آپ کے پاس ہو گی، سب احکام آپ کے ہاتھوں نافذ کیے جائیں گے نیز بیت المال سے جو کچھ نکالا جائے گا وہ بھی آپ کے ذریعہ سے ہی نکلے گا مگر امام صاحبؒ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابن ہبیرہ نے قسم کھالی کہ اگر قبول نہیں کریں گے تو پٹائی ہو گی۔ تمام علماء اور فقہاء نے امام صاحب کو سمجھایا کہ ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں اپنے آپ کو ہلاک مت کریں، ہم سب

آپ کے بھائی ہیں ہم بھی ان عہدوں کو برا سمجھتے ہیں، مگر مجبوراً قبول کر لیا ہے پھر بھی امام صاحبؒ نے انکار فرمایا اور کہا اگر یزید بن عمر بن ہبیرہ یہ حکم دے کہ مسجد کے دروازے شمار کرو تو یہ بھی نہیں کروں گا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایک مسلمان کی گردن مارنے کا حکم کرے اور میں اس پر مہر ثبت کروں؟ خدا کی قسم اس عہدہ کو کبھی بھی نہیں قبول کر سکتا۔ چنانچہ جو خطرہ تھا وہی ہوا۔ ابن ہبیرہ کے حکم سے ۱۵ر دن بلا پٹائی قید میں رہے۔ اس کے بعد چودہ کوڑے لگائے گئے۔

ایک روایت یہ ہے کہ چند دنوں تک برابر کوڑے لگتے رہے۔ اس کے بعد کوڑا مارنے والا ابن ہبیرہ کے پاس آکر کہنے لگا اگر مزید کوڑے لگائے گئے تو وہ آدمی مر جائے گا۔ تب ابن ہبیرہ نے کہا اچھا ان سے کہو کہ ہمیں قسم سے بری کر کے میری قسم پوری کر دیں۔ اس نے آکر امام صاحب سے کہا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اگر وہ یہ حکم دیں کہ مسجد کے دروازے گنوں تب بھی نہیں گنوں گا۔ البتہ مجھے چھوڑ دیں تا کہ اپنے مخلصین سے اس بارے میں مشورہ کر لوں۔ ابن ہبیرہ نے اس کو غنیمت سمجھا اور رہائی کا حکم دے دیا اور امام صاحبؒ چھوٹتے ہی مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے اور وہاں خلافتِ عباسیہ کے قیام تک ٹھہرے رہے۔ ابو جعفر منصور کے دور میں کوفہ آئے تو وہ اکرام و احترام کے ساتھ پیش آیا اور آپ کو دس ہزار درہم اور ایک باندی دینے کا حکم دیا مگر امام صاحب نے قبول نہیں کیا۔

ابن ہبیرہ کا امام صاحبؒ کو قضا کی پیشکش

خطیب بغدادی نے عبداللہ بن عمر الرقی سے روایت کی ہے کہ ابن ہبیرہ نے امام ابو حنیفہؒ کو حکم دیا کہ کوفہ کے قاضی بن جائیں لیکن

امام صاحبؒ نے قبول نہیں کیا تو اس نے ۱۱۰ کوڑے لگوائے۔ روزانہ دس کوڑے لگواتا۔ جب بہت کوڑے لگ چکے اور امام صاحبؒ اپنی بات یعنی قاضی نہ بننے پر اڑے رہے تو اس نے مجبور ہو کر چھوڑ دیا۔

قاضی ابوالقاسم بن ابوعوام اور یعقوب بن شیبہ نے قاسم بن معن سے روایت کی کہ ابن ہبیرہ نے ابو حنیفہؒ کو قاضی بنانا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر ابن ہبیرہ نے انھیں قید کر دیا۔ کسی نے آکر امام صاحب سے کہا کہ اس نے قسم کھالی ہے کہ آپ کو اس وقت چھوڑے گا جب آپ عہدہ قبول فرمالیں گے اس لیے آپ ایسا کرلیں کہ اینٹیں گننے کا عہدہ قبول فرمالیں، وہ کچھ تعمیر کا ارادہ رکھتا ہے۔ امام صاحبؒ نے جواب دیا اگر وہ حکم دیں کہ مسجد کے دروازے گنوں تو بھی نہیں گنوں گا۔

خطیب نے یحیٰی بن عبدالحمید حمانی سے روایت کی ہے کہ میرے والد عبدالحمید نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ روزانہ دن میں جیل سے باہر نکالے جاتے پھر کوڑے لگتے اور کہا جاتا کہ قضا کا عہدہ قبول کرلو، مگر وہ انکار کرتے۔ ایک دن کی بات ہے کہ رو پڑے جب رہا ہوئے تو کہنے لگے مجھے والدہ کا غم پٹائی سے زیادہ تھا۔

ابو احمد عسکری نے روایت کی کہ ابن ہبیرہ نے سر پر کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا جب سر مبارک پر ورم آگیا تو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

ایک روایت ہے کہ ابن ہبیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ اس سے فرمارہے ہیں کہ۔ تجھے خدا کا خوف نہیں، میری امت کے ایک عظیم آدمی کی بلا جرم پٹائی کر رہا ہے؟ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھمکایا۔ اس کے بعد ابن ہبیرہ نے فوراً حکم بھیجا کہ آپ کو قید سے رہا کر دیا جائے۔

خطیب بغدادی نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہؒ سے روایت

کی ہے کہ میں ایک دن اپنے والد حماد کے ساتھ ایک کوڑی کے پاس سے گذرا۔ والد محترم رونے لگے۔ میں نے عرض کیا ابا جان! کیوں رو رہے ہیں؟ کہنے لگے بیٹا یہی وہ جگہ ہے جہاں ابن ہبیرہ نے تمہارے دادا رحمہ اللہ کو دس دن تک مسلسل کوڑے لگوائے تھے محض اس وجہ سے کہ قضا کا عہدہ قبول کر لیں لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔

قاضی ابو القاسم بن کاس نے اسماعیل بن سالم بغدادی سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کوڑوں کی مار تو گوارہ کر لی مگر قاضی بننا پسند نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ ضرب کی شدت کے بعد امام ابو حنیفہؒ کو بہت یاد کرتے تھے اور ان کے لیے رحمت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔

خلیفہ منصور عباسی اور امام صاحب

خطیب بغدادی نے بشر بن ولید کندی، خارجہ بن بدیل اور ربیع بن یونس سے، ابو الفرج بن جوزی نے متعدد علماء سے اور موفق بن احمد خوارزمی نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے کہ جب قاضی ابن ابی لیلیٰ کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ منصور کو اطلاع ملی تو اس نے کہا کوفہ ایک انصاف پسند حاکم سے خالی ہو گیا۔ پھر امیر کوفہ نے حکم دیا کہ ابو حنیفہ، سفیان ثوری، مسعر بن کدام اور شریک کو میرے پاس بھیجو امیر کوفہ نے ہر ایک کے پاس آدمی بھیج دیئے۔ یہ حضرات فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے اس طرح سب لوگوں کو پکڑ کر خلیفہ منصور کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

راستہ میں امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا میرا آپ لوگوں کے متعلق ایک اندازہ ہے اور وہ یہ ہے کہ میں تو حیلہ کر کے نکل جاؤں گا، مسعر مجنون بن جائیں گے، سفیان ثوری بھاگ نکلیں گے۔ البتہ شریک مبتلا ہوں

گے۔ جب یہ قافلہ بغداد کے قریب پہونچا تو سفیان ثوریؒ نے یہ ظاہر کیا کہ قضاء حاجت کرنا چاہتے ہیں اور ایک دیوار کی آڑ میں ہو گئے۔ پہرہ دار الگ انتظار میں کھڑا ہو گیا ادھر سے ایک کشتی جا رہی تھی۔ سفیان ثوریؒ نے کشتی والوں سے کہا مجھے کشتی میں بیٹھا لو ورنہ ذبح کر دیا جاؤں گا۔ اس میں جھوٹ بھی کچھ نہیں تھا۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو قاضی بنایا گیا، اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا اور ان کی یہی مراد بھی تھی۔ ملاح کو چند درہم دیے چنانچہ ملاح نے ان کو سوار کر کے چھپا دیا۔ جب دیر ہو گئی تو پہرہ دار نے دیوار کی آڑ میں دیکھا مگر اُس وقت تک وہ بھاگ چکے تھے۔ باقی تین بزرگ خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے۔

سامنے ہوتے ہی مسعر بن کدام نے خلیفہ سے کہا اپنا ہاتھ بڑھائیں، میں بیعت کروں گا نیز کہا آپ کا، آپ کی اولاد اور آپ کے جانوروں کا کیا حال ہے؟ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کو باہر نکالو یہ تو مجنون ہے چنانچہ وہ نکال دیئے گئے۔ اب اس نے ابو حنیفہؒ سے قاضی بننے کے لیے کہا انہوں نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے قسم کھائی کہ تم کو قاضی بننا ہوگا۔ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے بھی قسم کھالی میں ہرگز قاضی نہیں بن سکتا۔ خلیفہ منصور اور امام ابو حنیفہؒ نے تین مرتبہ قسم کھائی یہ دیکھ کر ربیع حاجب نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ امیر المؤمنین قسم کھا رہے ہیں؟ تو امام صاحبؒ نے کہا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ امیر المؤمنین کفارۂ قسم دینے پر میرے مقابلے میں زیادہ قادر ہیں؟ اس کے بعد منصور نے امام صاحب کو قید کرنے کا حکم دیا پھر کہا جو ہم چاہتے ہیں یعنی آپ کو قاضی بنانا، آپ اس کے لیے راضی ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو صالح بنائے۔ امیر المؤمنین! اللہ سے

ڈرے اور اپنی امانت میں اس کو شریک مت کیجئے جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ خدا کی قسم میں تو رضامندی کی حالت میں بھی اپنے اوپر بھروسا نہیں کرتا تو غضب کی حالت میں کیسے مامون رہ سکتا ہوں؟ اس پر منصور نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تمہارے اندر قاضی بننے کی صلاحیت بھرپور موجود ہے۔ تو ابو حنیفہؒ نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ نے خود اپنے خلاف فیصلہ دے دیا وہ اس طرح کہ اگر میں سچا ہوں تو امیر المؤمنین سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے اندر قاضی بننے کی صلاحیت نہیں ہے اور اگر جھوٹا ہوں تو آپ کے لیے یہ کیوں کر جائز ہوگا کہ کسی جھوٹے کو قاضی بنائیں؟ علاوہ ازیں ایک بات اور ہے، وہ یہ کہ میں موالی میں سے ہوں تو اہل عرب اس بات کو کیسے گوارہ کریں گے کہ ان کا قاضی آزاد کردہ غلام ہو؟ یہ سن کر منصور نے جیل خانہ میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔ آخر میں شریک کو عہدہ قضا پیش کیا تو انہوں نے قبول کر لیا۔ اس پر سفیان ثوری نے ان سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیا کہ تم بھاگ کر نکل سکتے تھے مگر نہیں بھاگے۔

خطیب بغدادی نے ابو علی واسطی سے روایت کی ہے کہ عوام یہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے چند دنوں تک اینٹیں گنیں تا کہ قسم پوری ہو جائے لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ کا انتقال جیل میں ہی ہوا اور آپ نے قسم پوری کرنے کی غرض سے اینٹیں بالکل نہیں گنیں۔

ابو المؤید خوارزمی نے فرمایا کہ وہ روایات جو بظاہر مشہور اور ثقہ حفاظ سے مروی ہیں وہ یہ ہیں کہ امام صاحب کو عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے پر کوڑے لگائے گئے مگر امام صاحب نے مرنے تک بھی عہدۂ قضاء قبول نہیں کیا۔ اس کے بعد اختلاف ہے کہ ضرب کی شدت سے انتقال ہوا، یا آپ کو زہر پلایا گیا؟ جس کی تفصیل آرہی ہے۔

بائیسواں باب

امام صاحبؒ پر بہتان تراشی

اپنے دور کے شیخ القراء علامہ ابوالخیر محمد بن محمد جزری نے اپنی کتاب ''النشر'' کے شروع میں ابو محمد مکی کی اتباع کرتے ہوئے قراءت کی تین قسمیں بیان کی ہیں اور پھر ہر ایک پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ قسم ثالث کی مثال ان کتابوں میں بہت ہیں جو قراءات شاذہ کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر کی سند ضعیف ہے۔ جیسے ابن المسیقع اور ابو سمال کی قراءت ''ننجیک ببدنک'' کی جگہ ''ننحیک'' حاء کے ساتھ ''تکون لمن خلفك آیه'' فتح لام کے ساتھ۔ اس طرح وہ قراءت جو امام ابو حنیفہؒ کی طرف (غلط) منسوب ہے اور جسے ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعی نے جمع کیا۔ بعض لوگوں نے ان سے نقل کیا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام ابوالعلاء واسطیؒ نے فرمایا کہ محمد بن جعفر خزاعی نے حروف کی بابت ایک کتاب لکھی اور اس کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف کردی۔ مجھے علامہ دار قطنیؒ اور دوسرے علماء کی تحریریں ملی ہیں کہ یہ کتاب موضوع ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امام جزری فرماتے ہیں۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے۔ اس میں ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءَ'' ۔ میں اللہ کی ہا پر پیش اور علماء کی ہمزہ پر زبر ہے۔ بہت سے مفسرین میں یہ بات بھی رائج ہوگئی اور انہوں نے امام صاحبؒ کی طرف

اس کی نسب صحیح سمجھتے ہوئے معنی صحیح کرنے میں بڑا تکلف کیا، حالانکہ امام ابو حنیفہؒ اس قراءت سے بری ہیں۔

امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں، شیخ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں اور جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں صراحت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اس قراءت سے بری ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے موضوع قراءت کی مثال ہی یہ دی ہے کہ جیسے خزاعی کی قراءت جو امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کر کے نقل کر دی گئی ہے۔

مصنف کہتے ہیں کہ مسودہ میں میں نے بھی اِن قراءتوں کو ذکر کیا تھا، لیکن جب دیکھا کہ ائمہ محققین یہ فرماتے ہیں کہ ان قراءتوں کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف بے بنیاد اور بہتان ہے تو حذف کر دیا۔

بہت سے طرق سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے علم قراءت امام عاصم بن ابو نجود سے حاصل کیا ہے جو قرائے سبعہ میں سے ایک ہیں پھر یہ کہ امام ابو حنیفہؒ جیسے صاحب بصیرت واجتہاد امام کس طرح قراءتِ متواترہ کو چھوڑ کر ایسی قراءتِ شاذہ کو اختیار کر سکتے ہیں، جس کی عربی زبان میں بلا شدید تکلف کے کوئی توجیہہ نہیں ہو سکتی۔

امام محمد بن محمد جزری اور دوسرے ائمہ کے قول کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جس کسی نے محمد بن جعفر خزاعی سے پہلے قراءتِ شاذہ پر کتابیں تصنیف کی ہیں، انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب قراءتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔ ہاں جو لوگ خزاعی کے بعد ہوئے، انہوں نے خزاعی سے دھوکہ کھا کر ذکر کیا ہے اس لیے جار اللہ زمخشری جیسے مفسرین کے ذکر سے دھوکا نہیں ہونا چاہیے کہ ان لوگوں نے خزاعی کی تقلید کی ہے جو کذاب ہے۔ مگر یہ حضرات حقیقتِ حال سے واقف نہیں ہو سکے۔

تیئیسواں باب

علم حدیث میں امام صاحبؒ کا درک

امام ابو حنیفہؒ کا شمار بڑے حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار محدثین سے حدیث پڑھی ہے۔ ان میں سے بعض شیوخِ حدیث تابعی تھے اور بعض تبع تابعی اسی لیے علامہ ذہبی نے امام صاحبؒ کا شمار محدثین کے طبقہ حفاظ میں کیا ہے۔

امام صاحبؒ کی مرویات کم کیوں ہیں؟

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ مسائل فقہ کا استخراج، احادیث میں ملکۂ راسخہ کے بغیر ممکن ہی نہیں جب کہ امام صاحبؒ ایسے پہلے شخص ہیں جنہوں نے دلائل کے ساتھ مسائل کا استنباط کیا۔ رہا یہ امر کہ ان کی احادیث دیگر محدثین کی طرح ظاہر اور عام نہیں تو اس سے عدم اعتناء بالحدیث کا ثبوت نہیں ملتا جیسا کہ بعض کوتاہ فہم لوگوں کا خیال ہے۔ امام صاحب سے دیگر محدثین کی طرح روایتیں دو وجہوں سے کم ہیں:

۱۔ آپ کا مسائل کو دلائل سے استنباط کرنے میں اشتغال ٹھیک ایسا ہی رہا جیسے کبار صحابہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ عمل میں مشغول رہے، اسی وجہ سے ان کی روایات کم ہیں۔ اس کے برخلاف جو صحابہ ان سے کم مرتبہ ہیں، ان کی روایتیں ان اکابر صحابہ کی بہ نسبت زیادہ ہیں۔ بالکل اسی طرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے اپنے علم کی بہ نسبت بہت کم

حدیثیں روایت کیں۔ یہ بھی صرف اس وجہ سے کہ یہ دونوں امام بھی دلائل سے مسائل نکالنے میں مشغول رہے۔ فارس بن حسن نے اسی بات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

یا طالب العلم الذی ذهبت بمدته الروایة
کن فی الروایة ذاعنایة بالروایة والدرایة
وارو القلیل و راعه فالعلم لیس له النهایة

(ترجمہ) اے وہ علم کے طالب جس کی عمر علم روایت میں گذر گئی اپنی روایت میں روایت کے ساتھ صاحبِ درایت بھی بن کر روایت کرو لیکن اس کی رعایت کرو، کیونکہ علم کی کوئی حد نہیں ہے۔

حافظ ابن عبدالبر نے کتاب العلم میں ایک طویل باب قائم کیا ہے جس میں روایت بلا درایت سے منع فرمایا ہے اور صراحت کی ہے کہ جس بات پر تمام علماء اور فقہاء کا اتفاق ہے وہ ہے بلا تدبر و تفقہ کثرت سے حدیثوں کے بیان کرنے کی برائی۔ ابن شبرمہ سے روایت ہے کہ روایت کم کرو تو سمجھنے لگو گے اور عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت ہے کہ مناسب یہ ہے کہ جس بات پر تم کو اعتماد ہو وہ اثر ہو اور رائے وہ اختیار کرو جو حدیث کی وضاحت کرتی ہو۔

۲۔ امام ابو حنیفہ کی شرائطِ روایت بہت سخت تھیں۔ صرف ایسے محدث سے روایت جائز سمجھتے تھے جو حافظ حدیث ہو۔ اس بات کو امام ابو یوسفؒ نے اس طرح بیان فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کسی شخص کے لیے حدیث بیان کرنا جائز نہیں۔ ہاں اس حدیث کو بیان کر سکتا ہے جس کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک برابر یاد رکھا ہو۔

خطیب بغدادی نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی ہے کہ

ابو حنیفہؒ بہترین آدمی ہیں، ہر اس حدیث کے [illegible] حافظ ہیں جس [illegible]

احکام فقہیہ مستنبط ہوتے ہیں۔ نیز ایسی حدیثوں میں عجیب باریک بینی سے کام لیتے ہیں۔ وہ بہت ہی بڑے عالم ہیں۔

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر حدیث کی تفسیر و تشریح کا عالم اور اس کی فقہی باریکیوں سے واقف میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

قاضی ابو عبداللہ صیمری نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے جب بھی کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا اور بعد میں غور و فکر کیا تو ان کا ہی مذہب آخرت میں زیادہ نجات دینے والا ملا۔ میں بعض مرتبہ ظاہر حدیث کی طرف مائل ہوتا تھا، حالانکہ امام صاحب صحیح حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

ابو محمد حارثی نے امام ابو یوسف سے روایت نقل کی ہے کہ ہم لوگ امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ علمی مسائل پر بحث کرتے، جب وہ کسی مسئلہ پر کوئی رائے قائم کرتے اور ان کے تلامذہ اس پر متفق ہو جاتے تو میں کوفہ کے اصحابِ حدیث کی خدمت میں حاضر ہوتا کہ دیکھوں ان کے قول کی تائید کس اثر، یا حدیث سے ہوتی ہے؟ تو کبھی کبھی دو یا تین حدیثیں مل جاتی تھیں۔ میں ان کو امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں لاتا، وہ حدیثیں ان کے قول کی موافقت کرتیں پھر بھی کسی کو قبول کر لیتے اور کسی کو رد کر دیتے اور فرماتے کہ یہ صحیح نہیں، یا یہ مشہور نہیں۔ اس پر میں عرض کرتا آپ کو کیسے علم ہوا؟ تو فرماتے میں اہلِ کوفہ کے علوم کا حامل ہوں۔

ابو عبداللہ صیمری نے حضرت عبداللہ بن عمر (۱) سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا ہم لوگ امام اعمش کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان سے کچھ مسئلے دریافت کئے گئے، انہوں نے اپنے شاگرد امام ابو حنیفہؒ

۱۔ یہ حضرت عمر بن خطابؓ کے صاحب زادے حضرت عبداللہ نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے صحابی ہیں۔

سے فرمایا تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ امام صاحب نے جواب دیا۔ اس پر امام اعمشؒ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ کہاں سے بیان کر رہے ہو؟ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا آپ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی۔ نیز امام اعمش کی روایت کی ہوئی کئی حدیثیں بیان کر دیں۔ امام اعمشؒ نے فرمایا بس بس جو میں نے تم سے سو دنوں میں بیان کیا، اسے ایک ساعت میں بیان کر دو گے۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ تم ان حدیثوں پر عمل کرتے ہو۔ اے جماعت فقہاء! آپ لوگ طبیب ہو اور ہم لوگ دوا فروش نیز فرمایا ابو حنیفہؒ دونوں ہیں۔

مسانید امام اعظمؒ

ایسی سترہ مسانید ہیں جن میں محدثین نے امام صاحب کی روایات کو جمع کیا اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) تخریج حافظ محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث الحارثی بخاریؒ

(۲) تخریج حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہدؒ

(۳) تخریج ابوالحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰؒ

(۴) تخریج حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصفہانی شافعیؒ

(۵) تخریج حافظ قاضی ابو بکر محمد بن عبدالباقی انصاریؒ

(۶) تخریج حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی شافعیؒ

(۷) تخریج ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن جیش من سماعات حسن بن زیاد اللؤلؤی صاحب ابی حنیفہؒ

(۸) تخریج قاضی ابوالحسن عمر بن حسن اشنانیؒ

(۹) تخریج ابو بکر احمد بن محمد بن خالد بن خلی کلاعیؒ

(۱۰) تخریج حافظ ابو عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخیؒ

(۱۱) تخریج بعض محدثین از امام ابو یوسفؒ (یہ در حقیقت یوسف بن امام یوسف اور عمر بن ابو عمرو کی تخریج ہے)

(۱۲) تخریج بعض محدثین از امام محمد بن حسن شیبانی (اس کا نام نسخہ امام محمد بن حسن ہے)

(۱۳) تخریج بعض محدثین از حماد بن ابو حنیفہؒ

(۱۴) تخریج امام محمد بن حسن شیبانی (اس کا نام "الآثار" ہے)

(۱۵) تخریج ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوامؒ یہ ان کی کتاب مناقب کا ایک بڑا باب ہے۔

(۱۶) تخریج حافظ ابو بکر بن المقریؒ

(۱۷) تخریج حافظ ابو علی البکریؒ۔ یہ غالباً مسند امامؒ کے آخری جامع ہیں۔

مصنفؒ نے ان سب مسندوں کی سندیں بھی ذکر فرمائی ہیں مگر اُردو داں طبقہ کے لیے غیر ضروری ہونے کی وجہ سے ان سے صرف نظر کی جا رہی ہے۔ یہاں چالیس صحابہ سے چالیس حدیثیں انہی مسانید سے نقل کی جا رہی ہیں۔

ابو محمد حارثی بیان کرتے ہیں:

۱۔ أخبرنی أحمد بن سعید الهمدانی أنا أحمد بن محمد بن یحيٰ المازنی عن حسین بن سعید النخعی عن أبیه عن زکریا بن أبی العتیك عن الإمام أبی حنیفة عن یحيٰ بن سعید الأنصاری عن محمد بن إبراهیم التیمی عن علقمة بن وقاص اللیثی عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه و عنهم قال: قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأعمال بالنيات و لكل امرئ ما نوىٰ فمن كانت هجرته إلى الله و رسوله فهجرته إلى الله وَ رسوله و من كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته إلى ماهاجر إليه (۱) (مسند اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ ہر آدمی کو وہی حاصل ہو گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ اس لیے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہو گی تو وہ ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو، یا کسی عورت سے نکاح کی نیت سے ہو تو اس کی ہجرت اسی طرح ہو گی۔ اگرچہ یہ ہجرت ظاہری شکل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو لیکن نہ وہ مہاجر کے مرتبہ کو پا سکے گا اور نہ ہی ہجرت کا اجر ملے گا۔

حافظ ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری بیان کرتے ہیں:

۲۔ أخبرنا هناد النسفي عن أبي عبدالله الحسين بن أحمد بن محمد بن عثمان بن أبي شيبة أنا الحسين بن عبدالأول نا مصعب بن المقدام عن الإمام أبي حنيفة عن أبي الزبير عن جابر بن عبدالله رضى الله عنه و عنهم عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: عرش إبليس على البحر فيبثّ سراياه فيفتنون الناس فأعظمهم عنده أعظمهم فتنة. (۲) (مسند پنجم)

۱۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں چھ جگہوں پر مختلف مناسبتوں سے ذکر فرمایا ہے اور صحیح بخاری شریف کو اسی حدیث سے شروع بھی کیا ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم میں کتاب الامارۃ میں اس روایت کو ذکر کیا اور بہت سے طرق بھی ذکر کیے ہیں اسی طرح امام نسائی، ابن ماجہؒ، ابو داؤد سب نے اس کو ذکر کیا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے اپنی مسند ج ۳ ص ۳۳۲ و ص ۳۵۴ و ص ۳۸۴ و ص ۳۱۴ پر روایت کیا ہے اور امام مسلم نے مسلم شریف، باب صفۃ المنافقین میں نقل کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس سمندر پر اپنا عرش بچھاتا ہے اس کے بعد شیطانوں کا لشکر بھیجتا ہے۔ یہ شیطان لوگوں کو فتنہ میں مبتلاء کرتے ہیں۔ جس کا فتنہ زیادہ بڑا ہوتا ہے، وہ ابلیس کے نزدیک زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

۳۔ قال أبو محمد عبدالله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي نا صالح بن أبي رميح كتابة عن يحيٰ بن على العمراني عن سعيد بن يزيد الفراء عن سالم بن سالم عن أبى حنيفة عن عطية العوفي عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه و عنهم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايشكر الله من لا يشكر الناس .(۱)(مسند اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا اس نے آدمیوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔

۴۔ قال محمد بن الحسن انا أبو حنيفة عن عوف بن عبيدالله عن عتبة بن مسعود اخ عبدالله بن مسعود رضى الله عنه و عنهم أن رجلاً كان إذا قرء سورة أتبعها بـ قل هو الله أحد فذكر ذلك النبى صلى الله عليه وسلم فقال: ما يحملك على ذلك؟ قال حبها يا رسول الله (صلى الله عليك وسلم) قال: قد أحبّك الله تعالىٰ بحبك إياها. (دسویں مسند)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جب وہ نماز میں کوئی سورت پڑھتا تو اس کے ساتھ قل ھو اللہ احد کو بھی ملاتا تھا

۱۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے کتاب الادب، باب شکر المعروف میں، امام ترمذی نے کتاب البر والصلہ میں اور امام احمد نے مسند بن حنبل ج ۲ ص ۲۵۸ و ج ۳ ص ۳۰۳ و ج ۳ ص ۲۹۵ و ص ۳۸۸ و ص ۳۲ و ص ۳۷۴ و ج ۳ ص ۸۷ و ج ۵ ص ۲۱۱ اور ج ۵ ص ۲۱۲ پر ذکر کیا ہے۔

یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپؐ نے اس سے معلوم کیا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس سورت کی محبت کی وجہ سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سورت کی محبت کے سبب تو اللہ کا محبوب بن گیا۔

عبداللہ حسین بن محمد بن خسرو نقل کرتے ہیں کہ :

۵۔ انا ابو السعود أحمد بن علی بن محمد بن أحمد الخطيب قال حدثنا علی بن ربيعة قال نا الحسن بن رشيق قال حدثنا محمد بن جعفر عن صالح بن محمد عن حماد بن أبی حنيفة عن أبيه قال انا عطاء بن السائب عن أبی مسلم الأغر عن ابی هريرة رضی الله عنه وعنهم قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم قال الله عز و جل الكبرياء ردائی والعظمة إزاری فمن نازعنی واحدا منهما ألقيته فی النار. (۱)(دسویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے (یعنی عظمت اور بڑائی میرے لیے مخصوص ہیں) اگر کوئی ان میں سے کسی کو مجھ سے چھینے گا (یعنی تکبر کرے گا) تو میں اس کو آگ میں ڈال دوں گا۔

حافظ ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری نے کہا :

۶۔ أخبرنا أبو المظفر هناد بن إبراهيم الفقيه عن الحسن المالكی عن أبی الحسن علی الدار قطنی عن أبی بكر أحمد بن محمد بن الحسن الضراب عن محمد بن عبدالعزيز المبارك الدينوری عن ابی النعيم الفضل بن دكين قال أخبرنا أبو

۱۔ اس کو امام ابوداؤد نے کتاب اللباس، باب ما جاء فی الکبر میں، ابن ماجہ نے کتاب الزھد میں اور امام احمد نے اپنی مسند ج ۲ ص ۲۴۸ و ص ۳۷۶ و ص ۴۱۴ و ص ۴۲۷ و ص ۴۴۲ میں روایت کیا ہے۔

حنيفة و سفيان الثوری عن عبدالله بن علی بن أبی الجعد عن ثوبان رضی الله عنه وعنهم قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لايزيد فی العمر إلا البر ولايرد القدر إلاالدعاء و إن العبد ليحرم الرزق بالذنب يصيبه. (پانچویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صرف نیکی ہی عمر کو بڑھا سکتی ہے۔ اسی طرح قضاء و قدر کو صرف دعاء ہی پھیر سکتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ گناہوں کے سبب رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث حارثی بخاری روایت کرتے ہیں کہ :

٧۔ أخبرنا صالح بن أبی رميح عن خلف بن شاذان عن عمه أبی حمزة السكری عن أبی حنيفة عن الحسن بن عبدالله عن الشعبی عن النعمان بن بشير رضی الله عنه وعنهم عن رسول الله صلی الله عليه وسلم أنه قال إن فی الإنسان مضغة إذا صلحت صلح بها سائر الجسد و إذا سقمت سقم بها سائر الجسد ألا و هی القلب (١)(مسند اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ مریض ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم مریض ہو جاتا ہے۔ غور سے سنو کہ وہ قلب ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث حارثی بخاری ہی

١۔ اس حدیث کو امام احمد نے ج ٤ ص ٢٧٠ پر، امام بخاری نے کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینہ میں، امام مسلم نے مساقات میں اور ابن ماجہ نے کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ :

۸۔ أخبرنا حمدان بن ذی النون عن مکی بن إبراهيم عن أبی حنفية عن أبی غسان الهيثم عن الحسن عن أبی ذر رضی الله عنه و عنهم عن النبی صلی الله عليه وسلم أنه قال الإمارة أمانة و هی يوم القيامة خزی و ندامة إلا من أخذها بحقها و أدیٰ الذی عليه و انّٰی له ذٰلك يا أبا ذر.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امارت امانت ہے اور یہ امارت قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہے، مگر اس کے حق میں جو امارت کو اس کے حق کے ساتھ لے اور وہ فرائض انجام دے جو اس کے ذمہ ہیں۔ اے ابوذر! یہ طاقت اس کو کہاں حاصل ہو گی۔

ابوالقاسم بن محمد بن جعفر الشاہد سے مروی ہے کہ :

۹۔ حدثنا علی بن محمد بن عبيد عن علی بن عبدالملك بن عبد ربه عن أبی يوسف عن أبی حنيفة عن محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارة عن أبی امامة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله عليه وسلم انه قال من قال سبحان الله عددما خلق الله سبحان الله عدد ما فی السماء والأرض ما أحصٰی كتابه سبحان الله عدد كل شيی سبحان الله ملء كل شيء والحمد لله مثل ذلك حين يصبح لم يسبقه أحد بفضل عمل إلامن قال مثل قوله أو أكثر فإن قال ذلك مساء كان كذلك. (۱)(دوسری مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے صبح کو سبحان اللہ عدد ما خلق اللہ، سبحان اللہ عدد ما فی السماء والارض، سبحان اللہ عدد ما

(۱) اس حدیث کو امام احمد نے بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مسند احمد بن حنبل، ۵/ ۲۳۹

احصیٰ کتابہ اور سبحان اللہ مل ء کل شئ اور اسی طرح الحمدللہ پڑھا تو اس سے فضیلت اعمال میں وہی بڑھ سکتا ہے جو ایسے ہی، یا اس سے زیادہ کلمات کہے اور اگر شام کو یہ کلمات کہے تو ایسا ہی اجر ملے گا۔

حافظ محمد بن مظفر سے روایت ہے کہ :

۱۰۔ أخبرنا محمد بن عبدالله بن محمد الدمشقي عن أحمد بن عبيدالله بن ناصح عن صالح بن بيان عن أبي حنيفة عن زياد بن علاقة عن عرفجة رضي الله عنه و عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ستكون بعدى هنات و هنات فمن أتاكم يشتت أمركم و هو مجتمع فاقتلوه كائنا من كان .
(تیسری مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بری بری عادتیں ظاہر ہوں گی تو جو آدمی تمہارے اندر انتشار پیدا کرے اور تمہارے اتفاق کو ملیا میٹ کر کے اختلاف ڈالے تم اسے قتل کر دو، چاہے کوئی بھی ہو۔

ابو محمد عبداللہ بن محمد حارث بخاری سے منقول ہے کہ :

۱۱۔ انا حاتم بن موسیٰ عن اسحاق بن القاسم عن محمد بن عبيد عن ابي حنيفة عن زياد بن علاقة عن اسامة بن شريك رضي الله عنه وعنهم قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم والأعراب يسئلونه يقولون يا رسول الله ما خير ما أعطي العبد قال خلق حسن (۱) (مسند اول)

کچھ اعرابی صحابہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہے تھے کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دی ہیں ان میں سب سے اچھی

۱۔ اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند ج ۴ ص ... میں ذکر فرمایا ہے۔

نعمت کیا ہے ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی نعمت اچھے اخلاق ہیں۔

حافظ محمد بن مظفر نے فرمایا کہ :

۱۲۔ أخبرنا عبدالله بن محمد عن احمد بن عبيد بن ناصح عن صالح بن بيان عن ابى حنيفة عن زياد بن علاقة عن جرير بن عبدالله البجلى رضى الله عنه و عنهم قال بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على إقام الصلوٰة و إيتاء الزكوة والنصح لكل مسلم. (۱)(تیسری مسند)

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نماز قائم کرنے، زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی بیعت کی۔

امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ :

۱۳۔ أخبرنا أبو حنيفة عن عبدالله بن أبى حبيبة قال سمعت ابا الدَرداء رضى الله عنه يقول بينا انا رديف برسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أبا الدرداء من شهد ان لا إله إلا الله و أنى رسول الله وجبت له الجنة قال قلت و إن زنٰى و إن سرق؟ فسكت عنى ساعة ثم سار ساعة فقال من شهد أن لا إله إلا الله و أنى رسول الله وجبت له الجنة قال قلت و إن زنٰى و إن سرق؟ فسكت عنى ساعة ثم سار ساعة فقال من شهد أن لا إله إلا الله و أنى رسول الله وجبت له الجنة قال قلت و إن زنٰى

۱۔ اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں ج ۴ ص ۳۶۱ و ۳۵۸-۳۶۴-۳۶۵ پر، امام بخاری نے کتاب الایمان، باب الدین النصیحہ، مواقیت الصلوۃ باب رقم ۳، کتاب الزکوۃ، کتاب البیوع اور باب الشروط والاحکام میں، مسلم نے کتاب الایمان میں، امام ترمذی نے کتاب البر والصلہ میں اور نسائی نے کتاب البیعۃ میں روایت کیا ہے۔

و إن سرق؟ قال و إن زنٰی و إن سرق و إن رغم أنف أبی الدرداء قال و كأنی انظر إلٰی اصبع أبی الدرداء السبابة يؤمی بها إلٰی أرنبته (۱)(تیرہویں مسند)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابو درداء! جس نے لا الٰہ الا اللہ اور میرے رسول ہونے کی شہادت دی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا چاہے وہ زنا اور چوری کرے؟ تو آپؐ تھوڑی دیر خاموش رہے اور ذرا سی دیر چلے پھر فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا اگر چہ زنا اور چوری کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش ہو گئے پھر ذرا سی دیر چلے اور فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر چہ زنا اور چوری کرے اور ابو درداء کی ناک رگڑ دے۔ راوی عبداللہ بن ابو حبیبہؒ فرماتے ہیں گویا کہ اس وقت میں ابو درداءؓ کی انگشت شہادت کی طرف دیکھ رہا ہوں، جس سے وہ اپنی ناک کے بانسے کی طرف اشارہ فرمارہے تھے۔

۱۴۔ قال محمد بن حسن الشيبانی فی كتابه الآثار انا ابو حنيفة عن حماد عن ربعی بن حراش عن حذيفة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال يخرج الله تعالیٰ قوماً من الموحدين من النار بعد ما اُمْتُحِشُوا فصاروا فحما فيدخلهم الله الجنة فيستغيثون إلی الله تعالی مما يسمّهم أهل

۱۔ اس حدیث کو امام احمد نے ج ۲ ص ۳۰۷ اور ج ۷ ص ۴۴۲ پر روایت کیا ہے۔

الجنة الجهنميين فيذهب الله تعالى عنهم ذلك.(۱)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موحدین کی ایک جماعت کو اللہ تعالیٰ جلا کر کوئلہ ہونے کے بعد جہنم سے نکالے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ اہل جنت ان کا نام جہنمی رکھیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی فریاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے شرم کی یہ بات دور فرمادیں گے۔

ابو محمد حارثی بیان کرتے ہیں کہ:

۱۵۔ أخبرنا عبدالله بن جامع الحلوانی المقرئ عن عبد الحميد بن جامع عن هشام بن عمارة عن محمد بن زبيد بن مذحج عن أبی حنيفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدرية مجوس هٰذه الأمة.
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔

حافظ طلحہ بن محمد سے روایت ہے کہ:

۱۶۔ أنا ابو عبدالله محمد بن مخلد انا بشر بن موسیٰ انا ابو عبدالرحمن المقرئ انا ابو حنيفة عن يزيد بن عبدالرحمن الدالانی عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تكون النطفة أربعين ليلة ثم تكون مضغة أربعين ليلة ثم ينشئه الله خلقاً فيقول الملك أی رب! أذكر أم انثیٰ؟ أسعيد أم شقی؟ ما أجله ؟ مارزقه؟ ما أثره؟ فيكتب ما يريد الله تعالى فالسعيد من وعظ بغيره والشقی من

ا: مسند احمد ابن حنبل ج ۵ ص ۳۹۱-۴۰۲

شقي في بطن أمه . (۱)(دوسری مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نطفہ شکم مادر میں ۴۰ راتوں تک نطفہ رہتا ہے پھر ۴۰ راتیں خون کا لوتھڑا رہتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو ایجاد کر دیتے ہیں (یعنی اس میں روح پھونک دیتے ہیں) پھر فرشتہ کہتا ہے اے رب! لڑکا، یا لڑکی؟ نیک بخت، یا بد بخت؟ عمر کیا ہوگی؟ رزق کیا ہوگا؟ اعمال کیا ہوں گے؟ پھر فرشتہ وہ سب کچھ لکھ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔ اس لیے نیک بخت تو وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت قبول کرے اور بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہوا۔

حافظ ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری سے مروی ہے کہ:

۱۷۔ أخبرنا ابو غالب المبارك ابن ابی یاسر عبدالوهّاب بن محمد بن منصور عن ابی بکر احمد بن الحسین بن کیلان عن ابی القاسم عبدالرحمن بن عبدالله الحرفی عن حبیب بن الحسین ابن داؤد القزاز عن جعفر بن محمد بن الحسین عن یعقوب بن حمید عن حاتم بن اسمٰعیل عن ابی حنیفة عن یعلٰی بن عطاء الطائفی عن عمارة بن جوین عن صخر الغامدی رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال أللهم بارك لأمتی فی بکورها. (۲)(پانچویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے کے کاموں میں برکت عطا فرما۔

حافظ ابو محمد حارثی بخاری سے منقول ہے کہ:

۱۔ مسلم شریف، باب القدر۔ ابن ماجہ شریف، مقدمۃ الکتاب

۲۔ ترمذی شریف، کتاب البیوع، باب التبکیر فی التجارۃ، ابن ماجہ شریف، باب التجارۃ۔ مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۰ و ۱۹۱

۱۸۔ أنا ابو محمد عباد بن زيد بن عبدالرحمن الهروى عن ابيه عن القاسم بن الحكم عن ابى حنيفة عن الهيثم عن الحسن عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات يوم الجمعة وُقِىَ عذابَ القبر.(۱) (مسند اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن مرے گا، وہ عذاب قبر سے پناہ میں رہے گا۔

۱۹۔ قال ابو عبدالله الحسين بن محمد بن خسرو البلخى اخبرنا محمد بن على بن محمد قال نا ابو طاهر محمد بن احمد بن ابى الصقر عن ابى الحسين عن ابن ربيعة عن الحسن بن رشيق عن ابى عبدالله محمد بن حفص بن عبدالملك بن عبدالرحمن الطالقانى عن صالح بن محمد الترمذى عن حماد بن ابى حنيفة عن ابيه عن عبدالملك عن انس رضى الله عنه قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالى "فوربك لَنَسْئَلَنَّهُمْ أجمعين عما كانوا يعملون" قال عن قول لا اله الا الله. (دسویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "فوربّك لنسئلنهم اجمعين عما كانوا يعملون" (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے رب کی قسم ان سب سے ہم ضرور سوال کریں گے کہ کیا عمل کر رہے تھے) کے بارے میں فرمایا کہ وہ سوال کلمۂ توحید لاَ اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ کے بارے میں ہو گا۔

ابوالقاسم طلحہ بن محمد سے روایت ہے کہ:

۱۔ مسند احمد بن حنبل ج ۲، ص ۱۷۶

۲۰۔ أخبرنا ابو العباس بن عقدة عن ابی بکر بن ابی میسرة عن ابی عبد الرحمٰن المقری عن ابی حنیفة عن یحییٰ بن عبدالحمید عن عبدالصمد بن وهب القرشی عن عبدالله بن عباس رضی الله عنه وعنهم قال إن رسول الله سئل عن أولاد المشرکین فقال الله أعلم بما کانوا عاملین. (دوسری مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ کیا عمل کرتے۔

ابوالقاسم طلحہ بن محمد سے مروی ہے کہ :

۲۱۔ أخبرنا صالح بن ابی رمیح عن الفضل بن العباس الرازی عن اسحاق بن بهلول عن الولید بن القاسم عن ابی حنیفة عن منصور عن ابراهیم عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت لقد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا أتی المریض یدعو له فیقول أذهب البأس رب الناس! اشف انت الشافی! اشف انت الکافی! لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا یغادر سقما. (۱)(ایضاً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو اس کے لیے دعاء فرماتے اور دعا میں کہتے اے انسانوں کے پالنہار! پریشانی دور کردے اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ شفا دے دے کہ تو شفاء دینے کو کافی ہے۔ صرف تیری شفا شفا ہے۔ تیری شفا ایسی ہے جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی۔

۱۔ بخاری شریف، کتاب المرضیٰ۔ مسلم شریف، ابواب السلام۔ ابن ماجہ شریف، کتاب الطب۔ ابو داؤد شریف کتاب الطب۔ مسند احمد ج ۶ ص ۴۴ و ص ۵

حافظ طلحہ بن محمد بیان فرماتے ہیں کہ :

۲۲۔ أخبرنا ابراهيم بن محمد بن شهاب عن عبدالله بن عبدالرحمن الواقدی مولی المهریٰ عن ابيه عن محمد بن الحسن عن ابی حنيفة عن عبدالله بن ابی زياد عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ان أسماء بنت عميس أتت رسول الله صلی الله عليه وسلم بابن لها من ابی بکر و ابن لها من جعفر فقالت يا رسول الله إنی أخاف عليهما العين فارقهما قال نعم اذ لو كان شئی يسبق القدر لسبقته العين. (۱) (دوسری مسند)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان بچوں پر نظر بد سے ڈرتی ہوں ان پر دعا پڑھ دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ ہے اگر (بالفرض) کوئی چیز تقدیر سے نکل سکتی تو نظر بد ضرور نکل جاتی۔

ابو محمد حارثی بخاری کا بیان ہے کہ :

۲۳۔ أخبرنا محمّد بن الحسين البزار البلخی عن بشر بن الوليد عن ابی يوسف عن ابی حنيفة عن علقمة بن مرثد عن ابن بريدة عن ابيه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا مرض العبد و هو علی طائفة من الخير قال الله تعالی لملٰئکته اکتبوا لعبدی مثل أجر ما کان يعمل و هو صحيح مع أجر البلاء. (مسند اول)

۱۔ ترمذی شریف، کتاب الطب۔ مسلم شریف، ابواب السلام۔ ابن ماجہ کتاب الطب۔ مؤطا امام مالک، باب العین اور مسند احمد بن حنبل ج ۶، ص ۴۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کوئی کارِ خیر کرتا ہوا بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بندے کے لیے اس کی حالتِ صحت کے اعمال جیسا اجر لکھ دو، ساتھ ہی بیماری کا اجر بھی لکھو۔

قاضی عمر بن حسن اشنانی سے روایت ہے کہ :

۲۴۔ انا المنذر عن ابیه عن ابن الزبیر عن ابی حنفیة عن علقمة بن مرثد عن رجل عن سعد بن عبادة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا وُضِعَ المؤمن فی قبره أتاه الملك فأجلسه فقال من ربك؟ قال الله تعالیٰ قال وَمن نبيّك؟ قال محمد (صلی الله علیه وسلم) قال و ما دینك؟ قال الإسلام فَيُفْسَحُ له فی قبره و یریٰ مقعده من الجنة. فإذا کان کافرا أجلسه الملك فقال من ربك؟ قال هاه کالمضل شیئا فیقول من نبیك؟ فیقول هاه کالمضل شیئا فقال ما دینك؟ فیقول هاه کالمضل شیئا فیضیق علیه قبره و یریٰ مقعده من النار فیضربه ضربة یسمعه کل شیء إلا الثقلین الجن والإنس قال ثم قرء رسول الله صلی الله علیه وسلم هٰذه الآیة "یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْآخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِیْنَ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَایَشَاءُ". (آٹھویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس کو بٹھا کر پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر پوچھتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ فرشتہ پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے اسلام۔ اس کے بعد اس کی قبر

کشادہ کر دی جاتی ہے اور وہ جنت کا اپنا ٹھکانا بھی دیکھ لیتا ہے۔ اگر میت کافر ہوتا ہے تو بھی فرشتہ اس کو بٹھاتا ہے اور پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے ہاہ جیسے وہ آدمی بکتا ہے، جس کی کوئی چیز کھو گئی ہو۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہاہ، اس شخص کی طرح جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ جیسے کوئی چیز گم کر دینے والا کہتا ہے۔ اس کے بعد اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے اور وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ اس کو ایک ایسی ضرب لگاتا ہے جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ سب سنتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قولِ ثابت پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھیں گے اور آخرت میں بھی اور ظالموں (کافروں) کو اللہ تعالیٰ بھٹکتا چھوڑ دیں گے اور اللہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔

حافظ طلحہ بن محمد سے مروی ہے کہ :

۲۵۔ انا صالِح بن احمد عن محمود بن خِداش عن اسحاق بن يوسف الازرق عن ابى حنيفة عن عبدالعزيز بن رفيع عن مصعب بن سعد بن ابى وقاص عن ابيه رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نفس إلاوقد كتب الله مخرجها و مدخلها و ما هى لاقية فقال رجل من الأنصار ففيم العمل يا رسول الله؟ قال اعملوا كل ميسر لما خُلِقَ لَه أما أهل الشقاء فَيُيَسَّرُوا لعمل أهل الشقاء و أما أهل السعادة فَيُيَسَّروا لعمل أهل السعادة فقال الأنصارى إذن حق العمل. (دوسری مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی متنفس ایسا نہیں جس کا مخرج مدخل اور وہ نتیجہ جس کو وہ پانے والا ہے، نہ لکھ دیا گیا ہو ایک انصاری صحابیؓ نے عرض کیا پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا عمل کرو ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کردی جاتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ بد بخت کے لیے بد بختوں کا عمل آسان لگتا ہے اور سعادت مندوں کے لیے نیک بختوں کا عمل۔ اس پر انھوں نے عرض کیا پھر تو عمل حق ہے۔

ابو محمد حارثی بخاری فرماتے ہیں کہ :

۲۶۔ اخبرنا محمد بن القاسم البلخي عن سليمان بن احمد بن عيسىٰ الواسطي انا مروان الجزري عن ابي حنيفة عن عبدالملك بن عمير عن عمرو الحرثي عن سعيد بن زيد رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من المن الكمأة و ماؤ ها شفاء للعين.(۱)(مسند اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کماۃ منؔ میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

۲۷۔ابوبكر احمد بن محمد بن خالد بن خلي الكلاعي عن ابيه عن جده عن محمد بن خالد الوهبي عن ابي حنيفة قال انا زياد بن علاقة عن يزيد بن الحارث عن ابي موسىٰ الاشعري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فناء أمتي بالطعن والطاعون قيل يارسول الله الطعن قد عرفناه فما

۱۔ بخاری، کتاب الطب، باب المن شفاء العین۔ ابن ماجہ ابواب الطب

کماۃ: سانپ کی چھتری۔ من: ایک قسم کی شبنم جو چھر دار اور ... [illegible]

الطاعون؟ قال و خز أعدائكم من الجن و فی کل شهادة.(۱)

(نویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی۔ اس پر عرض کیا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم طعن کو جانتے ہیں یعنی نیزے کا زخم مگر طاعون کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا تمہارے دشمن جنوں کا نیزہ مارنا ہے۔ اور ہر ایک سے شہادت ہوتی ہے۔

قاضی ابوالحسن عمر بن حسن اشنانی سے منقول ہے کہ:

۲۸۔أخبرنا احمد بن محمد البوقی القاضي عن ابی سلمة مرسی بن اسماعیل عن الحسن بن زیاد عن ابی حنیفة عن عاصم بن کلیب عن ابیه قال حدثنی رجل من الانصار قال خرجت مع أبی إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم و أنا غلام فلقیه رجل فقال یا رسول الله فلانة تدعوك فمضٰی معه.

(آٹھویں مسند)

ایک انصاری صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اس وقت میں بچہ تھا۔ اباجی سے ایک آدمی ملے۔ اباجی نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں عورت آپ کو بلا رہی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔

۲۹۔ عن الامام محمد بن الحسن الشیبانی فی نسخته قال انا ابو حنیفة عن عبدالله بن موهب القرشی أن أم سلمة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه وسلم اتتنا بمشاقة من شعر

۱۔ مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۵

رسول الله صلى الله عليه وسلم مخضوبا بالحناء. (بارہویں مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کا ایک گچھا ہمارے پاس لائیں جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔

ابوالحسن محمد بن مظفر سے روایت ہے کہ:

۳۰۔ انا عبدالله بن محمد بن عبدالعزيز عن داؤد بن رشيد عن عباد بن العوام عن ابيه عن ابى حنيفة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن الاجدع و هو اخو مسروق بن الاجدع عن ابيه عن انس بن مالك رضى الله عنه قال ما أخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ركبتيه بين يدى جليس له قط و لا ناول أحدا يده قط فتركها حتى يكون هو الذى يدعها و ما جلس إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد قط فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يقوم و ما وجدت شيئا قط أطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم. (تیسری مسند)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے گھٹنوں کو نہیں کھولا اور نہ کبھی کسی کو ہاتھ دے کر ہاتھ چھڑ ایا، جب تک کہ وہ شخص خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو نہ چھوڑ دے نہ کبھی ایسا ہوا کہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہو اور آپؐ اس کو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے ہوں یہاں تک کہ خود وہ شخص پہلے اٹھ کھڑا ہو نیز میں نے کبھی کسی چیز کی خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بہتر نہیں پائی۔

ابو محمد حارثی بخاری سے منقول ہے کہ

۳۱۔ انا صالح بن ابی رمیح کتابة عن ابی جعفر محمد بن الحسین بن هارون الموصلی عن عبدالغفار بن عبدالله الموصلی عن علی ابن مسهر عن ابی حنیفة عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال کنا اذا اتینا رسول الله صلی الله علیه وسلم قعدنا حیث انتهی بنا المجلس۔ (مسند اول)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو مجلس کے آخیر میں جہاں بھی جگہ ہوتی، بیٹھ جاتے یعنی گردنوں کو پھاندتے ہوئے آگے نہیں جاتے تھے۔

حافظ طلحہ بن محمد نے فرمایا کہ:

۳۲۔ انا احمد بن محمد بن سعید عن یعقوب ابن یوسف الطیبی عن ابی جنادة عن ابی حنیفة عن عطاء بن ابی رباح عن حمران مولی عثمان ان عثمان رضی الله عنه توضأ ثلاثا ثلاثا و قال هکذا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یتوضأ۔ (دوسری مسند)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین تین مرتبہ اعضاء دھو کر وضو کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۳۳۔ قال ابو محمد الحارثی البخاری قال انا محمد بن قدامة بن سیار الزاهد عن اللیث بن مساور عن اسحاق بن یوسف الازرق عن ابی حنیفة عن المنصور بن المعتمر عن مجاهد عن رجل من ثقیف یقال له الحکم او ابن الحکم عن ابیه رضی

الله عنه قال توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ حفنة من الماء فنضح في مواضع طهوره (مسند اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اس کے بعد ایک چلو پانی اپنی طہارت کی جگہوں پر چھڑکا۔

حافظ طلحہ بن محمد کا بیان ہے کہ :

۳۴۔انا صالح بن احمد عن الحسين ابن الصباح عن اسد بن عمرو عن ابى حنيفة عن حماد عن الشعبى عن المغيرة بن شعبة رضى الله عنه قال وضأت رسول الله صلى الله عليه وسلم و عليه جبة شامية ضيقة الكمين فأخرج يديه من جيبها فتوضأ و مسح على خفيه (مسند دوم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا اس وقت آپ تنگ آستیوں والا شامی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو گریبان سے نکالا اور وضو فرمایا پھر اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔

ابو عبد اللہ بن خسرو سے مروی ہے کہ :

۳۵۔ اخبرنا ابوالغنائم محمد بن على بن الحسين بن ابى عثمان عن ابى الحسن محمد بن احمد بن محمد بن رزقويه عن ابى سهل احمد بن محمد بن زياد عن بشير بن موسىٰ عن ابى عبدالرحمن المقرى عن ابى حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن ابى عبدالله الجدلى عن خزيمة بن ثابت رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال فى المسح على الخفين للمقيم يوماً وليلة وللمسافر ثلاثة ايام ولياليهن

(دسویں مسند)

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن، تین راتیں ہیں۔

حافظ طلحہ بن محمد سے روایت ہے کہ:

۳٦۔أخبرنا احمد بن محمد بن المنذر عن احمد بن عبدالله الكندى عن على بن معبد عن محمد بن الحسين عن ابى حنيفة عن ابى اسحاق السبيعى عن عبدالله بن يزيد الخطمى عن ابى ايوب الانصارى رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى المغرب والعشاء يجمع بأذان و إقامة واحدة (مسند دوم)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

ابو محمد حارثی بخاری نے فرمایا:

۳۷۔أخبرنا عباد بن يزيد عن ابيه عن خالد بن هياج عن ابى حنيفة عن عدى بن ثابت عن البراء بن عازب رضى الله عنه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة العشاء فقرأ بالتين والزيتون. (مسند اول)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی آپ نے اس میں سورۂ والتین والزیتون تلاوت فرمائی۔

۳۸_انا احمد بن سعید الهمدانی حدثنی القاسم بن عبدالله بن عامر بن زرارة ثنا محمد بن بشر البزار ثنا محمد بن المغیرة الثقفی عن ابی حنیفة و مسعر عن زیاد بن علاقة عن ثعلبة بن مالك رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرأ فی إحدی رکعتی الفجر والنحل باسقات لها طلع نضید . (مسند اول)

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی ایک رکعت میں "والنخل باسقات لہا طلع نضید" پڑھتے ہوئے سنا۔

ابوالحسن عمر بن حسن اشنانی کا بیان ہے کہ:

۳۹_ انا بشر بن موسی الاسدی عن ابی عبدالرحمن المقری عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن عبید بن نضلة عن ابی ذر رضی الله عنه أنه صلی صلوة فخففها وأکثر الرکوع والسجود فلما انصرف قال له رجل أنت صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم و تصلی هذه الصلوة؟ فقال أبو ذر ألم أتم الرکوع والسجود؟ قال بلی قال فإنی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من سجد سجدة رفعه الله بها درجة فی الجنة فاحب أن ترفع لی درجات أو تکتب لی درجات. (آٹھویں مسند)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی اور نماز میں تخفیف کی۔ البتہ رکوع اور سجدے بہت کئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی نے عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہیں اور ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ اس پر حضرت ابوذر

نے فرمایا کیا میں نے رکوع اور سجدہ پورا نہیں کیا؟ اس آدمی نے عرض کیا پورا کیا اس پر انھوں نے ارشاد فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی آدمی سجدہ کرتا ہے تو اللہ اس سجدہ کی وجہ سے جنت میں اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اس لیے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے بہت سے درجے بلند کیے جائیں، یا یوں فرمایا کہ میرے لیے بہت سے درجے لکھے جائیں۔

امام محمد نے فرمایا کہ:

۴۰۔أخبرنا ابو حنيفة عن عبدالكريم بن ابى المخارق عن ام عطية رضى الله عنها قالت كان يرخص للنساء في الخروج إلى العيدين الفطر والأضحى. (چودہویں مسند)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورتوں کو عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عیدگاہ کی طرف جانے کی اجازت دی جاتی تھی۔

چوبیسواں باب

امام صاحبؒ کی وفات

خطیب بغدادی اور ابو محمد حارثی وغیرہ نے متعدد حضرات سے
نقل کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :
خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہؒ کو کوفہ سے بغداد بلوایا اور حکم
دیا کہ آپ قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول فرمالیں، عباسی قلمرو کے قضات
آپ کے ماتحت ہوں گے مگر امام صاحبؒ نے قبول نہیں کیا اور معذرت
کردی اس پر خلیفہ منصور نے قسم کھالی کہ اگر عہدۂ قضا قبول نہیں کریں
گے تو قید کردیے جائیں گے اور بے پناہ مصائب کا شکار ہونا پڑے گا۔
لیکن امام صاحب نے پھر بھی انکار کردیا تو اس نے آپ کو قید کردیا اور قید
خانہ میں برابر خبر بھیجتا رہا کہ اگر آپ عہدۂ قضا قبول کرلیتے ہیں تو جیل
خانہ سے رہا کردیے جائیں گے۔ امام صاحبؒ نے سختی سے انکار کردیا۔
اس پر خلیفہ منصور نے سختی شروع کردی اور حکم دیا کہ روزآنہ جیل سے
باہر لائے جائیں، دس کوڑے لگائے جائیں اور بازاروں میں گھمایا جائے
چنانچہ پٹائی ہونے لگی، اعلان ہونے لگا، خون سے لت پت بازار کا گشت
کرایا جانے لگا اور کھانے پینے میں تنگی کردی گئی۔ دس دن تک یہ
انسانیت سوز ظالمانہ حرکت ہوتی رہی۔ آخر مسلسل شدتِ ضرب سے
رو پڑے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے آقا سے اپنی بے بسی اور آزار کی شکایت کی
وہاں سے پروانۂ موت صادر ہوگیا اور آپ پانچ دن بعد اپنے خالق و مالک

سے جا ملے رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

ابو محمد حارثی نے محمد بن مہاجر سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا گیا کہ اس کو پی لیں، آپ نے انکار فرمادیا متعدد بار اسے پیش کیا گیا، مگر ہر بار انکار فرماتے رہے اور یہ کہتے رہے مجھے معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے؟ میں اپنے قتل میں مدد نہیں کروں گا۔ آخر زمین پر گرادئے گئے اور زہر زبردستی حلق میں ڈال دیا گیا جس سے آپ کی وفات ہو گئی۔

نعیم بن یحییٰ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا وصال سفر کی حالت میں زہر پلانے کی وجہ سے ہوا۔

قاضی ابو عبد اللہ صیمری نے فضل بن دکین سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو زہر پلایا گیا تھا، جس سے ان کی وفات ہو گئی۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ جب خلیفہ منصور کے سامنے امام صاحبؒ حاضر کیے گئے تو اس نے ستو منگولیا اور پینے کا حکم دیا۔ امام صاحبؒ نے انکا فرمادیا۔ خلیفہ نے کہا پینا پڑے گا اور زبردستی پلادیا۔ جب چھوڑا تو آپ بڑی جلدی میں کھڑے ہو کر چل پڑے منصور نے کہا کہاں جارہے ہو؟ امام صاحبؒ نے فرمایا جہاں تم بھیج رہے ہو۔ اس کے بعد آپ کو جیل خانہ بھیج دیا گیا اور وہیں انتقال ہوا۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حافظ ابو الحسن محمد بن حسین شافعیؒ آبرِی اور موفق بن احمد نے ابو حسان زیادی سے روایت کی کہ جب امام صاحبؒ کو موت کا احساس ہوا تو سجدہ میں گر گئے اور اسی حالت میں وصال ہو گیا۔

قاضی ابو عبد اللہ صیمری نے یعقوب بن شیبہ سے بھی یہی روایت کی ہے کہ امام صاحبؒ کا وصال سجدہ کی حالت میں ہوا۔

امام مسلم، احمد اور ابو یعلی موصلی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اقرب ما یکون العبد من ربه و هو ساجد" (بندہ اپنے رب سے سب حالتوں سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔)

عہدۂ قضا کی پیشکش ایک سازش

حقیقت میں خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام اعظمؒ کو قتل کرنے ہی کے لیے کوفہ سے بلوایا تھا کیوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ خلیفہ منصور کو ان سے بڑا خوف تھا۔ ادھر حاسدوں نے اس کو خبر دی کہ امام ابو حنیفہؒ، ابراہیم بن عبداللہ کے حامی ہیں اور انہوں نے زرِ کثیر سے ابراہیم کی مدد بھی کی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت بھی مقبولِ عوام و خواص تھی ہر طبقہ میں عظمت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، تاجر اور مالدار بھی تھے اس لیے خلیفہ منصور کو امام صاحبؒ سے خوف ہوا کہ کہیں واقعۃً ابراہیم کی طرف نہ جھک جائیں لہٰذا ان کو کوفہ سے بغداد بلا کر قتل کرنا چاہتا تھا، اگر بلا سبب قتل کی ہمت نہ ہوئی چوں کہ اس کو یقین تھا کہ وہ قاضی نہیں بنیں گے، اس لیے قضا کی پیشکش کو قتل کا بہانا بنایا۔ امام صاحبؒ پندرہ دن اس کی اذیتوں میں گرفتار رہے اس کے بعد اپنے رب سے جا ملے۔

امام صاحبؒ کی عمر

تمام سوانح نگار اس بات پر متفق ہیں کہ امام صاحبؒ ۸۰ھ میں پیدا

ہو گئے اور ۱۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ بعض نے وصال ۱۵۱ھ میں لکھا ہے، مگر یہ غلط ہے ابن عفیر مصری، واقدی، ابو حسان زیادی اور یعقوب بن شیبہ وغیرہ نے رجب کا مہینہ بتلایا ہے۔ ابو المؤید خوارزمی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ آپ کی عمر مبارک ۷۰ سال اور اولاد صرف حماد رحمہ اللہ کا ذکر ہے۔ عقود کے ص ۱۴۱ کے حاشیہ کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ امام صاحبؒ کے ایک لڑکی بھی تھی، جس کا نام حنیفہ تھا اور سن پیدائش ص ۴۲ پر ۸۰ھ مرقوم ہے، جس کے مطابق عمر مبارک اس روایت کے خلاف ۷۰ سال بنتی ہے اور یہی صحیح ہے۔

امام صاحبؒ کی تجہیز و تکفین

جب وفات ہو گئی تو قید خانہ سے باہر غسل کی جگہ پر لائے گئے۔ حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے غسل دیا۔ پانی ابو رجاء عبد اللہ بن واقد ہروی نے ڈالا۔ جب غسل دے کر فارغ ہوئے تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے تیس سال تک مسلسل روزہ رکھا اور چالیس سال سے رات کو نہیں سوئے۔ آپ ہم میں سب سے بڑے فقیہ، سب سے بڑے عابد، سب سے بڑے تارک الدنیا اور خصائل خیر کے سب سے بڑے جامع تھے۔ اب ہم آپ کو خیر کے اوپر قبر میں اتار رہے ہیں۔ آپ نے اپنے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا کہ آپ کی اتباع بہت مشکل ہے اور قراء کو آپ کی اتباع نہ کر سکنے کی رسوائی ہو گی۔

ابو الرجاء نے بیان کیا کہ غسل دیتے وقت میں نے امام صاحب کا جسم مبارک نہایت ہی کمزور دیکھا کہ عبادت کی کثرت نے امام صاحب کو پگھلا دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابھی ہم غسل سے فارغ بھی نہ ہوئے

تھے کہ اہل بغداد کے بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بغداد میں ان کی موت کا اعلان کر دیا گیا ہو۔

نعیم بن یحییٰ سے ابو محمد حارثی نے روایت کی ہے کہ نماز جنازہ کے شرکاء کا اندازہ پچاس ہزار سے بھی زیادہ کا تھا۔

خطیب بغدادی کی روایت ہے کہ آپ کی نماز جنازہ چھ مرتبہ پڑھی گئی۔ سب سے پہلے حسن بن عمارہ قاضیٔ بغداد نے پڑھائی اور آخر میں حماد (صاحب زادے) نے۔

امام صاحبؒ کی وفات پر کبارِ علماء کا تاثر

خطیب بغدادی ہی کا بیان ہے کہ امام صاحب کے اوپر رونے والوں اور ماتم کنندگان کی بڑی کثرت تھی۔ وصیت کے موافق مقبرہ خیزران کے مشرقی جانب دفن کیا گیا۔ یہ زمین پاک صاف تھی، غصب کی ہوئی نہیں تھی۔ جب خلیفہ منصور کو خبر ہوئی تو وہ بھی کہہ اٹھا من یعذرنی منك حیاً و میتاً

جب مکہ مکرمہ کے فقیہ ابن جریج کو موت کی خبر پہونچی تو فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِیَّ عِلْمٍ ذَھَبَ بہت بڑا علم چلا گیا۔

نصر بن علی کا بیان ہے کہ میں امام شعبہ کے پاس تھا، اچانک امام ابو حنیفہؒ کے موت کی خبر ملی انہوں نے اناللہ پڑھا اور فرمایا کوفہ سے علم کا نور بجھ گیا۔ سنو! اب اہل کوفہ امام ابو حنیفہؒ جیسا شخص کبھی نہیں دیکھیں گے۔

ابو نعیم فضل بن دکین نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہوا تو میں نے علی بن صالح ابن حی کو کہتے ہوئے سنا کہ عراق کا مفتی اور فقیہ چلا گیا۔ لوگوں کا یہ حال تھا کہ تقریباً بیس دن تک ان کی قبر

پر نماز جنازہ پڑھتے رہے۔

ابو سعد خوارزمی کی نیاز مندی

ایک عرصہ کے بعد شرف الملک ابو سعد خوارزمی نے امام صاحبؒ کی قبر پر بہت بڑا قبہ اور اس کی ایک طرف مدرسہ بنوادیا۔ جب سب بن کر تیار ہو گیا تو امراء و وزراء کے ساتھ دیکھنے آیا اس کے ساتھ ابو جعفر مسعود بن حسن عباسی بھی تھے۔ انہوں نے اس موقع پر فی البدیہہ یہ شعر کہا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْعِلْمَ کَانَ مُبَدَّدًا ۔۔۔ فَجَمَعَهٗ هٰذَا الْمُغِیْبُ فِی اللَّحْدِ
کَذٰلِكَ کَانَتْ هٰذِهِ الْاَرْضُ مَیْتَةً ۔۔۔ فَاَنْشَرَهَا جُوْدُ الْعَمِیْدِ اَبِیْ سَعْدِ

آپ سب کو معلوم ہے کہ علم منتشر تھا قبر میں اس غائب ہونے والے نے اس کو اکٹھا کر دیا۔ ایسے ہی یہ زمین مردہ تھی ہمارے سردار ابو سعد کی سخاوت نے اسے زندہ کر دیا۔

ایک شاعر نے یہ اشعار کہے :

قَبْرُ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَوْضَةٌ ۔۔۔ مِنْ جَنَّةِ الْخُلْدِ الْمُنِیْرَةِ نَاضِرَة
مِنْهَا یَنَابِیْعُ الْعُلُوْمِ غَزِیْرَةٌ ۔۔۔ مِنْ تَحْتِهٖ وَالْمَکْرُمَاتِ النَّادِرَةِ
فَعَلَیْهِ مِنْ رَبِّ الْاَنَامِ سَلَامَةٌ ۔۔۔ مَالَاحَ نَجْمٌ فِی السَّمَاءِ الزَّاهِرَةِ

امام ابو حنیفہؒ کی قبر شریف جنت الخلد کا ایک منور تر و تازہ باغ ہے۔ اس کے نیچے سے علوم کثیرہ اور انوکھی شرافتوں کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ ان کے اوپر مخلوق کے رب کی طرف سے اس وقت تک سلامتی نازل ہو جب تک کوئی روشن ستارہ آسمان پر چمکے۔

امام صاحبؒ کی وفات کے بعد ندائے غیبی

صدقۃ المقبری ایک مجیب الدعوات مرد صالح تھے وہ کہتے ہیں کہ

جب امام ابو حنیفہؒ کو مقبرہ خیزران میں دفن کر دیا گیا تو اس کے بعد میں نے تین راتوں تک سنا کوئی یہ اشعار پڑھتا ہے:

ذَهَبَ الْفِقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ   فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا خَلَفًا

مَاتَ نُعْمَانُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِيْ   يُحْيِي اللَّيْلَ اِذَا مَا سَجَفَا

فقیہ چلا گیا اب تمہارے پاس کوئی فقیہ نہیں ہے اب تم خدا سے خوف کرو اور خلفِ صالح بنو۔ نعمان کا انتقال ہو گیا اب راتوں کو عبادت سے اس وقت کون زندہ کرے گا جب رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھا جائے گی۔

ابو بکر محمد بن خلف المعروف بہ شکر نے اپنی کتاب عجائب میں ابو عاصم رقی سے نقل کیا ہے۔ ختلجی کا بیان ہے کہ جس رات امام ابو حنیفہ کی وفات ہوئی اس روز جن بھی روئے، جن کے رونے کی آواز تو آتی تھی مگر صورت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ مذکورہ بالا اشعار ان سے بھی منقول ہیں۔

وفات کے بعد امام ابو حنیفہؒ کی قبر زیارت گاہ علماء رہی ہے۔ علماء قبر کی زیارت کرتے اور اپنی حاجات رفع ہونے کے لیے اللہ کے سامنے امام ابو حنیفہ کا توسل کرتے تھے۔ ان علماء میں امام شافعی سرِ فہرست ہیں۔

امام شافعیؒ کی امام صاحب سے عقیدت

علی بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں امام ابو حنیفہؒ سے تبرک حاصل کرتا ہوں، ان کی قبر کی زیارت کو حاضر ہوتا ہوں۔ جب مجھے کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اس کے بعد ان کی قبر کے پاس آ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں تو بہت جلد میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

شیخ شہاب الدین اشبیطی مہاجر مدنی نے اپنی ایک کتاب غالباً امام نووی کی کتاب منہاج کے خطبہ کی شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ

نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہؒ کی قبر کے پاس ادا کی تو اس میں دعائے قنوت نہیں پڑھی جب ان سے عرض کیا گیا تو فرمایا اس قبر والے کے ادب کی وجہ سے دعاء قنوت نہیں پڑھی۔

بعد میں یہ واقعہ شیخ محی الدین قرشی کی طبقات میں بھی دیکھا۔ انہوں نے کسی تاریخ سے نقل فرمایا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام شافعیؒ نے جہر بالتسمیہ بھی نہیں کیا۔

عبداللہ بن مبارکؒ کا امام صاحب کو خراج عقیدت

بشر بن عثمان مروزی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک بغداد آئے تو لوگوں سے کہا مجھے امام ابو حنیفہؒ کی قبر بتلاؤ۔ لوگوں نے بتادی، تو وہ قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا ابو حنیفہؒ! ابراہیم نخعی مرے تو انہوں نے اپنا خلیفہ چھوڑا۔ حماد بن ابی سلیمان مرے تو انہوں نے بھی خلیفہ چھوڑا اور ابو حنیفہ! تم مرے تو روئے زمین پر اپنا کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا اور یہ کہہ کر بہت روئے۔

قاضیٔ بغداد کی گریہ وزاری

شہاب بن سوار اپنے والد سوار کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حسن بن عمارہ قاضیٔ بغداد کو مقبرہ خیزران میں امام ابو حنیفہؒ کی قبر کے پاس دیکھا کہ وہ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ ہمارے لیے گزرے ہوئے ائمہ کے خلیفہ تھے، مگر آپ نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا۔ اگر لوگ اس علم میں خلیفہ ہو بھی جائیں جو آپ نے ان کو سکھادیا تو بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ ورع میں آپ کے خلیفہ ہو جائیں۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیق دے دے۔ سوار کہتے ہیں میں نے کہا یہ کس کی قبر ہے؟ تو فرمایا ابو حنیفہؒ

پچیسواں باب

رؤیائے صالحہ جو امام صاحبؒ نے، یا دوسروں نے ان کی بابت دیکھے

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کے پیارے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا وہ اچھے خواب جنہیں مسلمان آدمی دیکھتا ہے، یا اس کی بابت دوسرے دیکھتے ہیں۔

خواب میں دیدار خداوندی

امام ابو عبداللہ عمر بن حسین بن عبداللہ حسنی شافعی نے اپنی کتاب "مجمع الاحباب" میں لکھا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں دیکھا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اللہ جل مجدہ کو ننانوے مرتبہ دیکھا اور اپنے دل میں سوچا اگر سوویں مرتبہ دیکھوں گا تو باری تعالیٰ سے پوچھوں گا کہ قیامت کے دن مخلوق اس کے عذاب سے کیوں کر نجات پائے گی؟ خدا کا فضل کہ دیکھ لیا اور عرض کیا اَیْ رَبِّ عَزَّ جَلَالُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَ تَقَدَّسَتْ اَسْمَاؤُكَ مخلوق قیامت کے روز تیرے عذاب سے کس طرح نجات پائے گی؟ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا جو صبح و شام یہ کلمات حمد پڑھ لیا کرے گا وہ [illegible] پا جائے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الاَبَدِ الاَبَدِ . سُبْحَانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الاَحَدْ . سُبْحَانَ اللّٰهِ الْفَرْدِ الصَّمَدْ . سُبْحَانَ اللّٰهِ رَافِعِ السَّمَاءِ بغیر عمد. سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الاَرْضَ عَلٰی مَاءٍ جَمَدْ. سُبْحَانَ مَنْ قَسَّمَ الرِّزْقَ وَلَمْ يَنْسَ اَحَدًا. سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الاَرْضَ (۱) فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا. سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَتَّخِذْ زَوْجَةً وَلاَ وَلَدًا. سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدْ.

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ مصنفؒ نے یہاں بھی اس خواب کو ذکر فرمایا ہے، مگر اختصار کی غرض سے اس کو یہاں نقل نہیں کیا جاتا ہے۔

موفق بن احمد خوارزمی سے منقول ہے کہ امام صاحبؒ کے ایک شاگرد نے ماہ رمضان میں خواب دیکھا کہ امام ابو حنیفہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آئے اور اسے کھودا بہت سے لوگ یہ منظر دیکھ رہے ہیں، مگر کوئی امام صاحب کو روک نہیں رہا ہے۔ اس کے بعد امام صاحب نے بہت ساری مٹی لے کر فضا میں دائیں، بائیں، آگے، پیچھے بکھیر دیا اور تھوڑی سی مٹی پھونکوں سے اڑا دی مجھے اس خواب سے بڑا ڈر معلوم ہوا چنانچہ بصرہ، ابن سیرین کے پاس گیا اور خواب بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا جس آدمی کو تم نے خواب میں قبر مبارک کھودتے دیکھا وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ بتاؤ وہ فقیہ ہے، یا عالم؟ میں نے عرض کیا فقیہ تو کہنے لگے خدا کی قسم یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ علم ظاہر کرے گا جسے دوسرے لوگ ظاہر نہیں کر سکے اور اس کا نام مشرق و مغرب اور تمام آفاق عالم میں جدھر اس نے مٹی اڑائی ہے، مشہور ہو گا۔

ہیاج بسطام نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کی حیات میں

۱۔ یہاں کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے عبارت خلق [illegible]

خواب دیکھا کہ امام صاحبؒ کے ساتھ ایک جھنڈا ہے اور آپ کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا شاگردوں کا انتظار ہے تاکہ ان کے ساتھ جاؤں۔ یہ سن کر میں بھی کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں بہت بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی پھر وہ اس شان سے چلے کہ علم ان کے ساتھ تھا اور ہم ان کے پیچھے۔ میں نے یہ خواب ان کی خدمت میں عرض کیا تو رونے لگے اور کہنے لگے اے اللہ! ہمارا انجام خیر فرما۔

ازہر بن کیسان کا بیان ہے کہ مجھے ابو حنیفہؒ کے علم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ایک روز میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے پیچھے دو آدمی اور تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں میں نے عرض کیا میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے فرمایا پوچھو، لیکن زور سے مت بولنا اور میں نے امام ابو حنیفہؒ کے علم سے متعلق سوال کیا تو ارشاد فرمایا انہوں نے یہ علم حضرت خضرؑ کے علم سے نقل کیا ہے۔

حمانی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے تین ستارے ٹوٹ کر گر گئے اور اس کے بعد امام ابو حنیفہ پھر مسعر بن کدام اور پھر سفیان ثوری رحمہم اللہ کا انتقال ہوا۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے ایک ستارہ آسمان سے گرتے ہوئے دیکھا تو کسی نے کہا یہ ابو حنیفہؒ ہیں پھر دوسرا گرا تو کہا یہ مسعر ہیں، پھر تیسرا گرا تو کہا یہ سفیان ہیں۔ میں نے اپنا یہ خواب محمد بن مقاتل سے ذکر کیا تو وہ رو پڑے اور فرمایا کہ یہ علماء زمین کے ستارے ہیں۔

امام ابو یوسفؒ کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا جس رات نوفل بن حیان کا انتقال ہوا اس شب میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے ساری مخلوق کھڑی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کھڑے ہیں۔ دائیں بائیں بہت سے مشائخ تھے، جن کے چہرے کھل رہے تھے ان میں سے ایک شیخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب دیکھا جن کی بھویں ملی ہوئی تھیں۔ وہ اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھے ہوئے تھے۔ میں بھی وہیں بیٹھ گیا تاکہ اپنے پڑوسی نوفل کو دیکھ سکوں۔ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک حوض کے سامنے نظر پڑ گئی۔ اس کے سامنے دو برتن بھرے ہوئے رکھے تھے۔ جب نوفل نے مجھے دیکھا تو سر سے اشارہ کیا اور مسکرائے۔ میں نے سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا ایک برتن مجھے دے دو تاکہ میں اس میں سے پی لوں انہوں نے کہا اچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ تو لوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا تو نوفل نے مجھے ایک پیالہ دیا۔ میں نے پیا اور اپنے سبھی اصحاب کو پلایا۔ لیکن خدا کی قسم اس پیالے میں سے ذرا بھی پانی کم نہیں ہوا۔ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے نوفل سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کون ہے؟ بتایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ و علی رسولنا الصلوٰۃ والسلام، میں نے کہا اور جو ان کے قریب ہیں وہ؟ بتایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی طرح ہم نے سترہ بزرگوں کے بارے میں سوال کیا۔ اس کے بعد نیند کھل گئی تو دیکھا کہ میری انگلی سترہ کے عدد پر ہے۔

مبشرات صالحہ جو امام صاحبؒ کی وفات کے بعد دیکھے گئے

قاضی ابوالقاسم بن عوام ابوبشر دولابی، ابومحمد حارثی، قاضی ابوعبداللہ صیمری، ابویعقوب یوسف بن احمد مکی، ابوبکر خطیب بغدادی اور ابوالفرج

ابن جوزی نے محمد بن ابوالرجاء سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد بن حسن شیبانی کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا ابو عبداللہ! آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو بتایا کہ مجھ سے یوں کہا گیا کہ میں نے تم کو بیت العلم اسی وجہ سے بنایا تھا کہ تمہیں عذاب دینے کا ارادہ نہیں تھا۔ میں نے پوچھا امام ابو یوسف کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ مجھ سے اوپر ہیں۔ میں نے کہا اچھا امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا کہ وہ علیین میں ہیں۔

حافظ ابو نعیم فضل بن دکین کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حسن بن صالح کے پاس گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہ ایک شخص سے حدیث سن رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ ابو محمد! تم صبح اپنے بھائی محمد کو دفن کرتے ہو اور شام کو ہنستے ہو؟ اس پر کہنے لگے میرے بھائی کو کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ کہنے لگے میں صبح سویرے ان کے پاس گیا اور پوچھا بھائی! کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین میں نے یہ سوچ کر کہ وہ جواب نہ دے کر آیت قرآنی کی تلاوت کر رہے ہیں، تھوڑی دیر بعد پھر کہا بھائی آپ کا کیا حال ہے؟ اس پر انہوں نے پھر وہی آیت پڑھ دی تو میں نے کہا بھائی! آپ آیت پڑھ رہے ہیں، یا کچھ دیکھ رہے ہیں؟ کہنے لگے کیا تم وہ نہیں دیکھ رہے ہو، جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے کہا نہیں آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ فرمایا کہ یہ اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور جنت کی خوشخبری دے رہے ہیں اور آپؐ کے ہمراہ فرشتے ہیں، جن کے ساتھ ریشمی جوڑے خوشبو کے طبق اور وہ حور عین ہیں، جو بن سنور کر اس انتظار میں ہیں کہ کب میں ان کے پاس پہونچوں۔ یہ کہتے ہی روح پرواز

کر گئی۔ اب تم بتاؤ میں کیوں کر رنج کروں۔

ابو نعیم کا بیان ہے کہ چند دنوں بعد پھر میں حسن بن صالح سے ملا وہ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے ابو نعیم! کل کی رات میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا کہ وہ ہمارے پاس آئے ہیں ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا بھائی! کیا آپ کی وفات نہیں ہوئی؟ کہنے لگے ہاں مر گیا۔ میں نے پوچھا تو آپ کے بدن پر یہ کپڑا کیسا؟ کہنے لگے ریشمی کپڑا ہے اور تمہارے لیے بھی ایسا ہی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگے بخش دیا آپ میرے اور ابو حنیفہؒ کی بابت فرشتوں کے سامنے اظہارِ فخر فرمایا۔ اس پر میں نے پوچھا کہ کیا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی بات کر رہے ہیں؟ جواب دیا ہاں۔ میں نے کہا ان کی جگہ کہاں ہے؟ کہنے لگے ہم سب اعلیٰ علیین میں ہیں اس کے بعد جب بھی ابو نعیم امام ابو حنیفہؒ کا ذکر فرماتے تو کہتے بخ بخ ماشاء اللہ وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔

جعفر بن حسن کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا ابو حنیفہؒ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہنے لگے بخش دیا۔ اس پر میں نے کہا علم کی وجہ سے؟ فرمایا فتویٰ، صاحب فتویٰ کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ میں نے کہا تو پھر کس بات پر بخشش ہوئی؟ کہنے لگے میرے اوپر لوگوں کی افتراء پردازی اور بہتان تراشی کی وجہ سے۔

حماد تمار کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا ابو حنیفہؒ! کدھر پہونچے؟ کہنے لگے بڑی وسعت اور اللہ کی رحمت کی طرف۔ میں نے کہا علم کی وجہ سے؟ کہنے لگے یہ بڑی دور کی بات ہے علم کے لیے بڑی شرطیں اور آفتیں ہیں، جن سے کم ہی لوگ نجات پاتے ہیں میں نے کہا پھر کس بات سے نجات ہوئی؟ فرمایا لوگوں کی

بہتان طرازی کے سبب۔

عبدالحکیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ میں مقاتل بن سلیمان کے حلقۂ درس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا میں نے کل رات خواب دیکھا ہے کہ ایک آدمی آسمان سے اترا، سفید پوش تھا اور بغداد کے سب سے بلند مینارے، منارۂ مشیب کے اوپر کھڑا ہو کر اعلان کیا" ماذا فقد الناس "؟ (لوگ کس چیز سے محروم ہو گئے؟) مقاتل بن سلیمان نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو لوگ دنیا کے سب سے بڑے عالم سے محروم ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو امام ابو حنیفہؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ سارے لوگ امام ابو حنیفہؒ کی وفات پر بہت روئے۔ مقاتل بن سلیمان نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا آج وہ شخص مر گیا جو امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے غم دور کرتا تھا اور ان کے لیے آسانی پیدا کرتا تھا۔

انھوں نے ہی سدی بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ میں نے خواب میں امام ابو حنیفہؒ کو ایک جگہ بیٹھا ہوا دیکھا تو پوچھا آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ فرمایا میں اللہ رب العزت کے پاس سے آ رہا ہوں۔ سفیان کے ساتھ میرا انصاف کیا ہے۔

علامہ خوارزمی نے ابو بکر بن یونس سے نقل کیا کہ امام مالک بن انس کا ایک آزاد کردہ غلام امام ابو حنیفہؒ سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ امام ابو حنیفہؒ کو گالیاں دے رہا ہے۔ میں نے خواب ہی میں اسے بددعا دی اور کہا اے اللہ! اس کو امام ابو حنیفہؒ کی بابت کوئی اچھی بات دکھا دے۔ اچانک وہ زمین میں دھنس گیا۔ میں ڈر گیا اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ وہ آدمی مجھ سے چمٹ گیا اور کہنے لگا ٹھہرو مگر میں نے اسے زور سے جھاڑ دیا اور وہ مر کر زمین پر جا گرا۔ کیا

دیکھتا ہوں اس کے پہلو پر کچھ لکھا ہوا ہے جب پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ جو علماء کی عیب جوئی کیا کرتا ہے، اس کی یہی سزا ہے۔ میں اسی منظر میں غوطہ زن تھا کہ قیامت قائم ہو گئی۔ دیکھا کہ امام ابو حنیفہؒ قوم کے آگے آگے چل رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے اور اپنے اصحاب کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔

حفص بن غیاث راوی ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا ابو حنیفہؒ! اللہ تعالیٰ نے کیسا معاملہ کیا؟ جواب دیا بخش دیا۔ میں نے پوچھا آپ کس کی رائے کے قائل ہیں؟ کہنے لگے حضرت عبداللہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کو دین اسلام کا عاشق پایا۔

امام ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک محل میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ارد گرد ان کے تلامذہ ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کاغذ اور قلم دوات لاؤ چنانچہ میں اٹھا اور لے آیا۔ وہ کچھ لکھنے لگے۔ میں نے عرض کیا آپ کیا لکھ رہے ہیں؟ فرمایا یہ لکھ رہا ہوں کہ میرے اصحاب جنتی ہیں۔ میں نے کہا میرا نام نہیں لکھیں گے؟ فرمایا لکھوں گا۔

ابو معاذ فضل بن خالد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ابو حنیفہؒ کے علم کی بابت کیا فرماتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا ان کا ایسا علم ہے، جس کی لوگوں کو ضرورت ہے۔

ابن عبدالرحمٰن نضری کہتے ہیں کہ میں حرم کعبہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان سو گیا۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو عرض کیا آپ نعمان بن ثابت کوفی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں میں ان کا علم حاصل کروں؟ تو ارشاد فرمایا وہ بہت اچھے آدمی ہیں،

ان کا علم ضرور حاصل کرو اور اس پر عمل کرو۔ میں نیند سے بیدار ہوا ہی تھا کہ موذن نے صبح کی اذان دے دی۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہوں میں نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہؒ کو جتنا برا سمجھتا تھا اتنا برا انہیں کوئی نہیں سمجھتا تھا۔

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپؐ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اتنے میں امام ابو حنیفہؒ آگئے۔ حضرت علیؓ اٹھے اور ان کو اکرام و اعزاز کے ساتھ بٹھایا۔ اور حضور اکرمؐ سے مصافحہ معانقہ وغیرہ کا موقع دیا۔

احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے امام ابو حنیفہؒ کو خواب میں دیکھا کہ فضاء میں ایک مسجد ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اس میں موجود ہیں اور سب لوگ ان کے نیچے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے مسجد سے اپنا سر نکالا اور کہا اے لوگو! اللہ سے ڈرو جب میں نے یہ خواب ابو سلیمان سے بیان کیا تو وہ اس خواب سے بہت خوش ہوئے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ امام ابو حنیفہؒ ایک باغ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے سامنے بہت بڑا رجسٹر ہے جس میں ایک قوم کے انعامات لکھ رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا تو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے عمل کو قبول کر لیا ہے اور مجھے میرے اصحاب کے بارے میں شفیع بنایا ہے۔ اب میں ان کے انعامات لکھ رہا ہوں۔

حافظ ضیاء الدین مقدسیؒ حنبلی نے امام ابو العباس احمد بن خلف بن راجح مقدسی حنبلیؒ کے مناقب کو علاحدہ جزء میں تصنیف فرمایا ہے جس میں امام مذکور کی بڑی تعریف کی ہے اور امام صاحب کے خواب بھی ذکر کیے ہیں۔ انہوں نے اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا اور چالیس سے زائد مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس میں سے ایک خواب

جس کو ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا ضیاء الدین مقدسی نے خود دیکھا اس میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الرضی عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالجبار کے گھر میں کھڑا ہوا دیکھا، خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور داہنا قدم مبارک چوم لیا اس کے بعد آپؐ بیٹھ گئے میں بھی سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا اللہ کے پیارے رسول! مذاہب اربعہ کے بارے میں کچھ فرمائیں تو فرمایا کہ مذاہب تین ہیں میرا خیال ہوا کہ ابو حنیفہؒ کے مذہب کو نکال دیں گے، کیوں کہ وہ قیاس کرتے ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اس طرح فرمائی۔ ابو حنیفہؒ، شافعیؒ اور احمدؒ پھر فرمایا مالک چوتھے ہیں یہ جملہ دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا ان میں کون بہتر ہے؟ میرا غالب گمان یہ ہے کہ اس کے جواب میں مذہب احمد ارشاد فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کیا میں تمہیں خیر المذاہب اور سب میں مضبوط مذہب نہ بتلاؤں؟ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح شروع فرمائی اور بڑی دیر تک ان کی تعریف فرماتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا ہمارے ساتھ اپنے گھر چلو ہم چل پڑے۔ راستہ میں عرض کیا اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لڑکے محمد کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیں ارشاد فرمایا وہ ولی ہے، یا یہ فرمایا کہ وہ ولی ہو گا اور اس کے بعد میری نیند کھل گئی۔

مذکورہ بالا خواب دیکھنے والے بزرگ کی یہ بات کہ میرا خیال ہوا کہ حضور اکرمؐ ابو حنیفہؒ کے مذہب کو نکال دیں گے، اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالا نہیں اور انہوں نے خواب میں جو دیکھا، نقل کر دیا۔ اسی طرح صاحب رؤیا کا فرمانا کہ میرا غالب گمان ہے کہ امام احمدؒ کا مذہب ارشاد فرمایا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جواب نہیں مرحمت فرمایا۔

چھبیسواں باب

امام صاحبؒ کی شان میں کہے گئے چند اشعار

امام صاحبؒ کی شان میں متعدد عرب شعراء نے قصائد کہے ہیں، جن میں سے چیدہ و چنیدہ چند قصائد کے کچھ اشعار درج کیے جارہے ہیں۔

عبداللہ بن مبارکؒ کی مدح سرائی

قاضی ابو القاسم بن کاس کہتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن ابراہیم بن معراض نے بیان کیا، ان سے ابن سوید مروزی نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

فَهِمْتُ مَقَالَكُمْ وَاَجَبْتُ عَنْهُ ۔۔۔ جَوَابَ فَتًى يَزِيْنُ اَبَا حَنِيْفَه

فَاِنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ كَانَ بَحْرًا ۔۔۔ تَقِيًّا خَاشِعًا وَلَدَيْهِ خِيْفَهُ

وَلَمْ يَكُ بِالْعِرَاقِ لَهُ نَظِيْرٌ ۔۔۔ وَلَا بِالْمَشْرِقَيْنِ وَلَا بِكُوْفَهُ

تُرِيْهِ الْمُشْكِلَاتِ يَطِيْرُ فِيْهَا ۔۔۔ كَطَيْرَانِ الصُّقُوْرِ عَلَى الْمَنِيْفَهُ

اِذَا ذُكِرَ الْاَئِمَّةُ فَاذْكُرُوْهُ ۔۔۔ بِحُسْنِ الرَّاْیِ مُؤْنَتُهُ خَفِيْفَهُ

رَاَيْتُ الْقَائِمِيْنَ لَهُ بِخُلْفٍ ۔۔۔ اِذَا حَاجُوْا رَوَوْا حُجَجًا ضَعِيْفَهُ

فَاِنَّكُمْ اِذَا هُمْ عَرَاكُمْ ۔۔۔ فَمَالَكُمْ وَرَاْیُ اَبِیْ حَنِيْفَه

میں نے تمہاری بات سمجھ لی اور اس کا جواب اس نوجوان کی طرح دیا جو ابو حنیفہؒ کی ستائش کرتا ہے۔

کیوں کہ امام ابو حنیفہؒ سمندر تھے۔ متقی، صاحب خشیت اور ان کے

دل میں خوفِ خدا تھا۔

عراق میں ان کی نظیر نہ رہی - اور نہ کوفہ میں بلکہ دنیا میں کہیں نہیں۔

تم ان کو مشکلات بتلاؤ (وہ اسے دور کرنے کے لیے اس طرح) دوڑ پڑیں - جیسے باز اس شکار کے اوپر جو بہت بلندی پر ہو۔

جب ائمہ کا ذکر آتا ہے تو - ان کا ذکر حسن رائے کے حوالے سے ہوتا ہے اور یہ کہ انہیں قیاس میں معمولی مشقت ہوتی ہے۔

میں نے ان سے اختلاف کرنے والوں کو دیکھا - جب ان سے بحث کرتے ہیں تو کمزور دلیل لاتے ہیں۔

جب ایسے لوگ تمہارے پیشوا ہیں تو تم - امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے کس طرح نفع اندوز ہو سکتے ہو؟

یعقوب بن سفیان کا بیان ہے کہ میرے ایک ساتھی نے عبداللہ بن مبارک کے کچھ اشعار مجھے لکھوائے جن میں انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کی مدح کی تھی۔ خطیب بغدادی نے ان کو اس طرح نقل کیا ہے۔

رَأَیْتُ اَبَا حَنِیْفَةَ کُلَّ یَوْمٍ ... یَزِیْدُ نَبَالَةً وَیَزِیْدُ خَیْرًا

وَیَنْطِقُ بِالصَّوَابِ وَیَصْطَفِیْهُ ... اِذَا مَا قَالَ اَهْلُ الزُّوْرِ زُوْرًا

یُقَایِسُ مَنْ یُقَایِسُهُ بِلُبٍّ ... فَمَنْ ذَا یَجْعَلُوْنَ لَهُ نَظِیْرًا

کَفَانَا فَقْدُ حَمَّادٍ وَکَانَتْ ... مُصِیْبَتُنَا بِهِ اَمْرًا کَبِیْرًا

فَرَدَّ شَمَاتَةَ الْاَعْدَاءِ عَنَّا ... وَاَنْشَأَ بَعْدَهُ عِلْمًا کَثِیْرًا

رَأَیْتُ اَبَا حَنِیْفَةَ حِیْنَ یُؤْتٰی ... وَیُطْلَبُ عِلْمُهُ بَحْرًا غَزِیْرًا

اِذَا مَا الْمُشْکِلَاتُ تَدَافَعَتْهَا ... رِجَالُ الْعِلْمِ کَانَ بِهَا بَصِیْرًا

میں امام ابو حنیفہؒ کو روزانہ دیکھتا ہوں - کہ وہ فضل و کمال اور خیر میں ترقی کرتے ہیں۔

ٹھیک بات بولتے ہیں اور درستی ہی کے متلاشی رہتے ہیں- جب
کہ جھوٹے لوگ جھوٹ بولتے ہیں-
جو قیاس میں ان کا مقابلہ کرتا ہے وہ عقل مندی کے ساتھ اس کا
مقابلہ کرتے ہیں- وہ کون ہے جس کو لوگ ان کا نظیر بنائیں گے-
حماد بن ابو سلیمان کی موت امر عظیم تھی - مگر امام ابو حنیفہؒ ہمارے
لیے ان کے بدل ہو گئے-
امام ابو حنیفہؒ نے شماتت اعداء کو ختم کر دیا- اور حماد بن ابو سلیمان
کے بعد علم کثیر کا رواج دیا-
میں نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا جب ان کے سامنے مسائل پیش کیے
جاتے- تو امام ابو حنیفہؒ ہی اس کے جان کار اور واقف کار پائے جاتے تھے-

ابو مؤید خوارزمی کے اشعار

ابو مؤید خوارزمی نے امام ابو حنیفہؒ کی مدح میں بہت سے اشعار کے
ہیں جنھیں مصنفؒ نے جگہ جگہ ذکر فرمایا ہے- یہاں بھی ان کے چند
اشعار ذکر کیے جا رہے ہیں:

مَا لِلنُّعْمَانَ فِي الْأَيَّامِ نَظِيْرٌ   دَوْحُ فُتْيَاهُ ذُوثِمَارٍ نَضِيْرٌ
وَرِعٌ صَدِيْقٌ وَخُلُقٌ جَمِيْلٌ   وَنَدًى فَاضِلٌ وَعِلْمٌ غَزِيْرٌ
وَتَقِيٌّ عَاصِمٌ وَصَوْتٌ جَهِيْرٌ   وَذَرِيٌّ مُخْصِبٌ وَصَيْتٌ شَهِيْرٌ

زمانے میں امام ابو حنیفہؒ کی نظیر نہیں ہے- ان کے فتاوے کے شجر
تر و تازہ پھلدار ہیں-
پرہیزگار، سچے، جمیل الاخلاق - سخی، صاحب فضل اور عظیم علم
والے ہیں-
متقی، حفاظت کرنے والے بلند آواز (علم) پھیلانے والے- خیر کو

عام کرنے والے اور مشہور ذکر حسن والے ہیں۔

اِنْ یَکُنْ فِی الْوَرَیٰ اَمِیْرٌ بِحَقٍ فَھُوَ لَو تَعْلَمُوْنَ ذَاکَ الْاَمِیْرُ
عَالِمُ الْعَالَمِیْنَ شَرْقًا وَ غَرْبًا جُنْدُ نُعْمَانَ وَھُوَ جُنْدٌ خَطِیْرٌ
کُلُّ ذِیْ اِمْرَۃٍ اَسِیْرُ ھَوَاہُ وَھَوَاہُ لَہٗ اَسِیْرٌ اَسِیْرٌ

اگر مخلوق میں کوئی امیر بر حق ہے - تو یہی امام ابو حنیفہؒ ہیں کاش تم لوگ اس کو سمجھ لیتے۔

مشرق و مغرب بلکہ سارے عالم کے یکتا عالم میں - نعمان بن ثابت کی فوج بہت بڑی فوج ہے۔

ہر امیر اپنی خواہشات کا قیدی ہے - اور امام ابو حنیفہؒ کی خواہشات ان کی اسارت اور قید میں ہیں۔

عزَّ الشَّرِیْعَۃَ اِذْ مَضٰی کَشَّافُھَا وَظَھِیْرُھَا النُّعْمَانُ نَحْوَ جِنَانِہٖ
عَمَرَ التُّقٰی وَالشَّرْعَ اَکْثَرَ عَصْرِہٖ بِالْاَصْغَرَیْنِ لِسَانِہٖ وَ جَنَانِہٖ
فَجَنَانُہٗ مَعْنَی الشَّرِیْعَۃِ مَا ھَد وَلِسَانُہٗ رَطْبٌ بِحُسْنِ بَیَانِہٖ

اے مخاطب شریعت کی دلجوئی کر کیوں کہ - شریعت کو صاف صاف بیان کرنے والا اور اس کا مددگار نعمان اپنی جنت میں چلا گیا۔

اپنے دو چھوٹے اعضاء یعنی زبان اور قلب سے - اپنی زندگی میں تقوی اور شریعت کو آباد رکھا۔

ان کا دل شریعت کے معنیٰ کو بتلا رہا تھا - اور ان کی زبان حسن تعبیر میں مشغول تھی۔

وَکَاَنَّمَا الْفُقَھَاءُ شِعْرٌ فَائِقٌ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ فِیْہِ کَالْقُرْآنِ
اَلْخَلْقُ جِسْمٌ وَالْاَئِمَّۃُ مُقْلَۃٌ وَاِمَامُھَا النُّعْمَانُ کَالْاَنْسَانِ
فُقَھَاءُ اَھْلِ زَمَانِہٖ فِیْ جَنْبِہٖ کَحَصیٰ اِذَا قِیْسَتْ اِلٰی ثُھْلَانَ

یوں سمجھو کہ فقہاء اعلیٰ معیار کے اشعار ... اور ابو حنیفہؒ مثل

قرآن عظیم کے ہیں۔

مخلوق مثل جسم کے ہے اور ائمہ مثل آنکھ کے - اور ان کے امام نعمان مثل پتلی کے ہیں۔

ان کے ہم زمانہ فقہاء ان کے مقابل ایسے ہیں - جیسے کنکری ثہلان پہاڑ کے سامنے۔

شعیب حریفیشی کے چند اشعار

امام شعیب حریفیشی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الروض الفائق فی المواعظ والدقائق" میں لکھتے ہیں۔

لِلاِمَامِ نُعْمَانَ فَضْلٌ عَظِیْمٌ   حَیْثُ لِلدِّیْنِ قَدْ اَقَامَ مَنَارًا

نعمان بن ثابت کے لیے فضل عظیم ہے - کیوں کہ انھوں نے دین کے لیے منارے بنادیے۔

لَقَدْ اَیَّدَ اللّٰهُ الاَنَامَ بِعِلْمِهٖ   وَقَدْ رَدَّ حِزْبَ الْجَهْلِ بِالرُّعْبِ مَرْجُوْفٌ

وَقَدْ مَلأَ الآفَاقَ عِلْمًا بِفَضْلِهٖ   وَكَمْ جَاءَ فِي الْكَشْفِ لِلضُّرِّ مَلْهُوْفٌ

كَاَنَّ شَمْسًا يُضِيءُ بِالْعِلْمِ جَهْرًا   وَهُوَ فِي النَّاسِ بِالْعُلُوْمِ الاَمِيْر

لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْعُلُوْمِ سَوَابِقُ   وَمَنَاقِبُ وَ مَعَارِفُ وَحَقَائِقُ

وَتُزَهُّدٌ وَ تَعَبُّدٌ وَ تَفَرُّدٌ   وَ خَصَائِصُ وَ فَوَائِدٌ وَطَرَائِقُ

لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْعُلُوْمِ مَنَارٌ   مُلِئَتْ بِهَا الآفَاقُ وَالاَقْطَارُ

شَيْخُ الْبَرِيَّةِ فِي الْعُلُوْمِ وَمَنْ لَهٗ   تُرْوٰى الْمَنَاقِبُ عَنْهُ وَالاَخْبَارُ

مُتَعَبِّدٌ لِلّٰهِ طُوْلَ حَيَاتِهٖ   وَ عَلَيْهِ مِنْهُ سَكِيْنَةٌ وَ وَقَارٌ

اللہ نے ان کے علم سے مخلوق کی مدد کی - اور جہالت کے گروہ کو ان کے رعب سے ایسا پسپا کیا کہ وہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔

اپنے فضل سے دنیا کو علم سے بھر دیا - بے شمار مصیبت زدہ تکلیف

والے ان کی پناہ میں آئے۔

امام ابو حنیفہؒ سورج تھے علم سے دنیا کو خوب جگمگا رہے تھے-وہ لوگوں میں علم کے سبب امیر تھے۔

ابو حنیفہؒ کے لیے علوم میں پیش رفت ہے-مراتب، معارف اور حقائق ہیں۔

زہد ہے، عبادت ہے، تاسیس جدید ہے- خصوصیات، فوائد اور (دین فہمی کے) جدید راستے ہیں۔

علوم میں امام ابو حنیفہؒ کے روشن کیے ہوئے منارے ہیں-جن کی نورانیت سے سارا عالم جگمگا گیا ہے۔

ساری مخلوق کے استاذ ہیں ایسی ذات ہیں- جن کے مناقب اور جن کی خبریں بیان کی جائیں۔

ساری زندگی اللہ کی عبادت کرتے رہے-اور اللہ کی طرف سے ان پر وقار اور سکینہ کی بارش ہوتی رہی۔

خاتمۂ کتاب

مخالفین کی بہتان تراشیاں، ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

جو کچھ گذشتہ صفحات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حسن سیرت کے تعلق سے لکھا گیا ہے، ان سے قارئین کرام بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ ائمہ دین نے ان کی سیرت حسنہ کی بابت جو کچھ نوک قلم وزبان پر لا کر شہادتِ عدل دی وہ بھی آپ کو معلوم ہو چکی ہے مگر عیب تراشیاں اور دشنام طرازیاں کرنے والے حساد و جہال کے حسد اور جہل کا جواب باقی رہ گیا ہے اس لیے ذیل میں چار فصلوں میں یہ جواب تحریر کیا جا رہا ہے۔

فصل اول

بعض اخبار آحاد کو چھوڑنے کی وجہ

ابو عمر یوسف بن عبد البرؒ نے "کتاب العلم" میں معترضین کی کچھ باتیں لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ بعض علمائے حدیث، امام ابو حنیفہؒ کی عیب جوئی میں حد سے تجاوز اور بہت زیادتی کر گزرے ان کے نزدیک اس کا سب سے اہم سبب امام صاحبؒ کا آثار و احادیث میں رائے کو دخل دینا اور اس کا اعتبار کرنا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر اہل علم کی طرح امام ہمام بھی یہی کہتے ہیں کہ "اِذا صحّ الأثر بطل القیاس والنظر"

امام ابو حنیفہؒ نے جن اخبار آحاد کو رد کیا ہے تو کسی ایسی تاویل سے، جس کا وہ احتمال رکھتی تھیں جب کہ دیگر ائمہ دین، ان میں سے اکثر خبر

آحاد کو پہلے ہی چھوڑ چکے تھے اور بعد میں آنے والے ائمہ نے اس سلسلے میں امام ابو حنیفہؒ کی اتباع کی۔ تاہم اس طرح کی اخبار آحاد ابراہیم نخعی سمیت دوسرے ائمہ کوفہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع میں چھوڑے گئے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب ایسے واقعات اور حالات میں گھر گئے تھے جن میں اپنی رائے سے جواب دینا پڑتا تھا۔ اسی وجہ سے بعض مرتبہ جواب دینے میں سلف کے مسلک کے خلاف کچھ باتیں آگئیں۔ مگر وہ لوگ اسے اچھا سمجھتے تھے اور مخالفین معیوب، کیوں کہ ان کے نزدیک رائے کا استعمال بدعت اور ناقابلِ معافی جرم تھا۔

ہر امام نے قیاس کیا ہے

ابن عبد البر کہتے ہیں کہ جہاں تک میرا علم ہے ہر عالم کے نزدیک آیتوں میں تاویل موجود ہے نیز احادیث کی بابت اس کا ایک مذہب ہے جس کے مطابق دوسری حدیث کی مناسب تاویل کرتا، چھوڑتا، یا نسخ کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ ایسی باتیں دیگر مجتہدین کے یہاں کم اور امام ابو حنیفہؒ کے یہاں نسبتاً زیادہ ہیں۔

نضر بن محمد بن یحییٰ بلخی کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے عرض کیا کہ امام ابو حنیفہؒ میں آپ حضرات کیا عیب دیکھتے ہیں؟ کہنے لگے "الرأی" میں نے عرض کیا کیا امام مالکؒ رائے استعمال نہیں کرتے؟ کہنے لگے کرتے ہیں، لیکن دونوں میں فرق ہے۔ ابو حنیفہؒ کی رائے کتاب میں لکھی جانے کے سبب دائمی ہو گئی، تو میں نے عرض کیا کہ امام مالکؒ کی رائے بھی کتاب میں محفوظ کر کے دائمی بنادی گئی ہے۔

فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کی رائے ان سے زیادہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہر ایک کا عیب اس کے حصہ کے مطابق بیان کریں؟ اس پر وہ چپ ہو گئے۔

ابن عبدالبر ہی کی روایت ہے کہ عبداللہ بن غانم نے ابراہیم بن اغلب کی مجلس میں بیان کیا کہ لیث بن سعد نے فرمایا کہ جن مسائل میں امام مالکؒ نے اپنی رائے سے حدیث کی مخالفت کی ہے، انھیں جب میں نے شمار کیا تو وہ ستر مسائل تھے۔ میں نے ان کو لکھا اور نصیحت کی۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ائمہ حدیث میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جانے اور پھر اس کو قیاس سے رد کر دے۔ البتہ کسی تاویل سے ممکن ہے۔ مثلاً یہ دعویٰ کرے کہ یہ حدیث اسی جیسی فلاں حدیث، یا اجماع سے منسوخ ہے، اس کی سند میں یہ نقص ہے، یا اور کوئی قاعدہ ذکر کرے، جس پر عمل کرنا اس کے نزدیک ضروری ہو۔ ورنہ بصورت دیگر اس کی عدالت ختم ہو جائے گی۔ ایسا کرنے پر امام تو کیا فاسق ہو جائے گا۔ حالانکہ ان ائمہ دین کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ فرما رکھا ہے۔ یہ لوگ قیاس اس وقت کرتے ہیں جب قرآن، حدیث، قول یا عملِ صحابی، اجماع کچھ بھی نہ ہو اور ضرورت اس کی مقتضی ہو۔

تہمتِ ارجاء اور امام صاحبؒ

امام ابو حنیفہؒ پر ارجاء کی تہمت لگائی گئی ہے، جو کوئی انوکھی بات نہیں، کیوں کہ دوسرے بہت سے علماء کے بارے میں بھی یہ تہمت لگائی جاتی رہی ہے۔ تعجب ہے کہ ان علماء کی مذمت اور عیب جوئی اتنی نہ

کی گئی، جتنی شدومد سے امام صاحبؒ کی کی گئی، جس کی وجہ امام صاحبؒ کی علو شان ہے۔

شرح مواقف میں مذکور ہے کہ غسان مرجئی امام ابو حنیفہؒ کی نسبت ارجاء کی طرف صرف اس لیے لیا کرتا تھا کہ امام صاحب مشہور امام ہیں اور ان کی تائید سے میرا مذہب خوب پھلے پھولے گا۔ اسی لیے وہ امام صاحبؒ پر افتراء پردازی کر کے انھیں مرجئی کہتا تھا تاہم تبصرہ نگار لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا شمار اہل سنت کے مرجیہ میں کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ شروع شروع میں معتزلہ اپنے مخالفین کو مرجیہ کہتے تھے، یا اس وجہ سے ان کو مرجیہ اہل السنّت کہا جارہا تھا کہ امام صاحب کہتے تھے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ مرجئی ہیں کیوں کہ عمل کو ایمان کا جز نہیں مانتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے امام صاحبؒ کا مبالغہ فی العمل ایک حقیقت ہے۔

ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ محسود تھے، ان کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کی جاتی تھیں جو ان میں نہیں ہوتی تھیں اور ایسے ایسے امور گھڑے جاتے تھے جو ان کی عظمت شان کے قطعاً مناسب نہیں۔

امام وکیع بن جراح نے فرمایا کہ میں امام ابو حنیفہؒ کے پاس گیا تو ان کو سر جھکائے متفکر بیٹھا ہوا دیکھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا قاضی شریک کے پاس سے۔ یہ سن کر انھوں نے سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھا۔

اِنْ یَحْسُدُوْنِی فَاِنِّی غَیْرُ لَائِمِھِمْ ۔۔۔ قَبْلِی مِنَ النَّاسِ اَھْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا

فَدَامَ لِی وَلَھُمْ مَابِی وَمَابِھِمْ ۔۔۔ وَمَاتَ اکثرنا غیظاً بما یجد

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کروں گا

کیوں کہ مجھ سے پہلے بھی اہل فضل پر حسد کیا گیا ہے۔

تو جو چیز میرے ساتھ تھی میرے لیے ابدی ہو گئی اور جو ان کے ساتھ تھی ان کے لیے دوامی ہو گئی اور اکثر لوگ غم حسد میں گھل گھل کر راہیٔ ملکِ عدم ہو گئے۔

وکیع بن جراحؒ نے فرمایا کہ شاید شریک کی طرف سے کوئی بات ہوئی ہو۔

ابن عبدالبر ہی کا بیان ہے کہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابو حنیفہؒ کی حمایت کی اور فضیلت بیان کی ہے اگر فرصت میسر ہوئی تو ہم ان کے نیز امام مالک، امام شافعیؒ، امام ثوری اور امام اوزاعی کے فضائل جمع کریں گے۔ یہ ہماری پرانی آرزو ہے ہم "اخبار ائمۃ الامصار" میں اس کو جمع کریں گے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اس کی توفیق دی اور انہوں نے وہ کتاب لکھی جو ابتداءً مجھے نہ ملی مگر بعد میں مل گئی۔

امام صاحبؒ پر بہتان تراشی ائمہ کبار کی نظر میں

ابن معینؒ نے فرمایا کہ علمائے حدیث امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے بارے میں بڑی زیادتی کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کیا امام ابو حنیفہ جھوٹ بولتے تھے؟ تو فرمایا وہ تو بڑے ہی شریف آدمی تھے۔

سلمہ بن شبیب کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام اوزاعی کی رائے ہو، یا امام مالکؒ کی، امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہو، یا سفیان ثوری کی حجت نہیں، حجت اور دلیل تو آثار میں ہے۔

محمد بن عمر ازدی نے "کتاب الضعفاء" کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ

یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ میں نے وکیع بن جراح سے مقدم کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کی سب حدیثیں انہیں یاد تھیں۔ ان سے بہت سی حدیثیں سن رکھی تھیں ازدی نے یہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یحییٰ کی طرف سے زیادتی ہے وکیع بن جراح، یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی اور ابن مبارک جیسے نہیں ہیں یحییٰ بن معین نے ان سب کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں بیٹھے ہیں یہ ازدی کی رائے ہے وہ یحییٰ بن معین کی رائے ہے۔

یحییٰ بن معینؒ سے عرض کیا گیا ابو زکریا! ابو حنیفہؒ حدیث میں سچے تھے؟ فرمایا ہاں سچے تھے اور صالحین علماء کی ایک جماعت نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

علی بن مدینی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہیثم، وکیع بن الجراح، عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے حدیثیں روایت کیں۔ ان کی حدیثیں لاباس بہ ہیں۔

شبابہ بن سوار نے کہا کہ شعبہؒ ابو حنیفہؒ کے بارے میں بڑی اچھی رائے رکھتے تھے۔

ابن عبدالبر نے فرمایا کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے (علوم اور حدیث کی) روایت کی ہے اور ان کی تعریفیں کی ہیں، وہ ان لوگوں سے بہت زیادہ ہیں جنہوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے، جن علمائے حدیث نے کلام کیا ہے وہ رائے اور قیاس کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک بات قابل ذکر ہے کہ پہلے لوگوں کی شرافت اور سمجھ داری کی دلیل یہی ہوتی تھی کہ ان کے بارے میں لوگ مختلف ہوں۔ کچھ تعریف کرنے والے ہوں اور کچھ برائی۔ کہتے تھے کہ حضرت علی ابن ابی

طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھو ان کے بارے میں دو طبقے ہلاک ہوئے:
ایک تو حد سے بڑھانے والا محب اور دوسرا ان کے مرتبہ سے گرانے والا مبغض اور کینہ ور۔ یہ بات حدیث شریف میں بھی آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کے بارے میں یقیناً دو طرح کے لوگ ہلاک ہوں گے: ایک تو محب مصر، (یعنی حد سے بڑھانے اور پھر اس پر جم جانے والا) دوسرے منص کثیر (یعنی بغض میں حد سے نکل جانے والا)

ابن عبد البر نے کہا کہ امام ابو داؤد سجستانی نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے امام تھے۔ مالک پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، امام تھے۔ شافعیؒ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے امام تھے۔

ابن عبد البر ہی نے فرمایا کہ ایک امام کا دوسرے کی بابت کلام قابل توجہ نہیں گردانا چاہیے۔

قیاس کرنے والے بعض کبار تابعین

"باب اجتهاد الرائے علی الاصول عند عدم الادلة" میں فرمایا کہ یہ جائز ہے اور اس کے دلائل بھی ذکر فرمائے پھر لکھا کہ یہ باب بڑا وسیع ہے ہم نے جو کچھ لکھ دیا وہ ضرورت پوری کرنے کو کافی ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس طرح کی رائے اور قیاس کا ثبوت کثرت سے ہے۔ تابعین میں جن لوگوں نے اصول کے موافق رائے اور قیاس کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

اہل مدینہ میں (۱) سعید بن میتب (۲) ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن (۳) خارجہ بن زید (۴) ابو بکر بن عبد الرحمٰن (۵) عروہ بن زبیر (۶) ابان بن عثمان (۷) ابن شہاب (۸) ابو الزناد (۹) ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن (۱۰)

مالک بن انس اور ان کے اصحاب (۱۱) عبدالعزیز بن ابو سلمہ (۱۲) ابن ابی الذئب (۱۳) ابن دینار (۱۴) مغیرہ مخزومی (۱۵) ابن ابی حازم (۱۶) عثمان بن کنانہ (۱۷) محمد بن صدقہ الفدکی (۱۸) مطرف (۱۹) ابن الماجشون (۲۰) اسامہ بن زید۔

اہل مکہ اور یمن میں (۱) عطاء (۲) مجاہد (۳) طاؤس (۴) عکرمہ (۵) عمرو بن دینار (۶) ابن جریج (۷) یحیٰ بن ابی کثیر (۸) معمر بن راشد (۹) سعید بن سالم (۱۰) ابن عیینہ (۱۱) مسلم بن خالد (۱۲) امام شافعی۔

اہل کوفہ میں (۱) علقمہ (۲) اسود (۳) عبیدہ (۴) شریح (۵) مسروق (۶) شعبی (۷) ابراہیم نخعی (۸) سعید بن جبیر (۹) حارث عکلی (۱۰) حکم بن عتیبہ (۱۱) حماد بن ابی سلیمان (۱۲) ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ (۱۳) ثوری (۱۴) حسن بن صالح (۱۵) ابن مبارک اور کوفہ کے سبھی فقہاء۔

اہل بصرہ میں (۱) حسن بصری (۲) ابن سیرین۔ ان دونوں نے قیاس کی بڑی بُرائی بھی کی ہے۔ اسی طرح امام شعبی نے بھی قیاس کی مذمت کی ہے۔ ہمارے نزدیک ان ائمہ نے اس قیاس کی بُرائی کی ہے جو اصول کے موافق نہ ہو۔ اس طرح ان کا قول و عمل موافق ہو جائے گا۔ دونوں میں کوئی مخالفت نہیں رہے گی۔

اور (۳) جابر بن زید (۴) عثمان البتی (۵) عبید اللہ بن حسن (۶) سوار قاضی۔

اہل شام میں (۱) مکحول (۲) سلیمان بن موسیٰ (۳) اوزاعی (۴) سعید بن عبدالعزیز (۵) یزید بن جابر۔

اہل مصر میں (۱) یزید بن ابی حبیب (۲) عمرو ... (۳) ...

بن سعد (۴) عبداللہ بن وہیب اور بھی اصحاب امام مالک (۵) ابن قاسم (۶) اشہب (۷) ابن عبدالحکم، اسی طرح اصحاب شافعیؒ (المزنی، البویطی، حرملہ)

اہل بغداد میں (۱) ابو ثور (۲) اسحاق بن راہویہ (۳) ابو عبید القاسم بن سلام (۴) ابو جعفر محمد بن جریر طبری ان کے علاوہ اور بھی فقہاء کا نام ابن عبدالبر نے لکھا ہے۔ (کل بہتر فقہاء کو مصنفؒ نے ابن عبدالبر کی تحریر سے نقل کیا)

اس فہرست پر جب غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ قیاس برا ہے جو اصول کے خلاف ہو۔ اصول کے موافق قیاس صرف امام ابو حنیفہؒ نے ہی نہیں بلکہ تمام شہروں کے اماموں نے دلیل شرعی (قرآن وحدیث، قول وعمل صحابہ، اجماع) نہ ہونے کے وقت مسائل میں قیاس کیا ہے۔

اس بیان سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ جنھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے انھوں نے "من آذی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب" کے مطابق اللہ رب العزت سے جنگ مول لی ہے۔

فصلِ دوم

جرح وتعدیل اور قبول ورد کے کچھ اصول

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے اپنی کتاب "طبقات الکبریٰ" میں امام احمد بن صالح کے حالات میں لکھا ہے کہ ہم اس مقام کی مناسبت سے جرح وتعدیل کے بارے میں ایک قاعدہ ذکر کرتے ہیں جو بہت ضروری اور نفع بخش ہے۔ کتب اصول میں یہ قاعدہ نہیں ملے گا۔

جرح و تعدیل کا ایک بنیادی قاعدہ

جب تم یہ سنو کہ قاعدہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اور پھر احمد بن صالح کی جرح تمہارے سامنے آجائے، جس پر عمل کرنا ضروری تصور کرتے ہو تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ایسا ہر گز مت کرنا کیونکہ ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ جس کی امامت اور عدالت ثابت ہو چکی، مدح کرنے والے بہت زیادہ ہو گئے، اس پر عیب لگانے والے کم اور نادر الوجود ہیں تو جرح کا سبب بھی ظاہر ہے۔ مثلاً مذہبی تعصب، منافست دنیوی وغیرہ لہٰذا اس کی جرح کی طرف ہم کوئی توجہ نہیں کریں گے ؛ بلکہ عدالت ہی پر عمل کریں گے۔

قابل غور ہے کہ اگر جرح کو تعدیل پر ہر حالت میں مقدم کر دیں تو کوئی امام سلامت نہیں رہے گا۔ کیوں کہ کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس پر کسی نے عیب نہ لگایا ہو اور جس کے بارے میں کوئی ہلاک ہونے والا ہلاک نہ ہوا ہو۔ اسی لیے ابن ابی الذئب کی جرح امام مالکؒ کے بارے میں، ابن معین کی امام شافعیؒ کے بارے میں اور نسائی کی احمد بن صالح کے بارے میں قابل قبول نہیں ہے۔ اسی طرح سفیان ثوری وغیرہ کی جرح امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں غیر مقبول ہے۔

تاج الدین سبکیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب ائمہ اپنے علم، تقویٰ اور زہد و ریاضت میں مشہور ہیں لہٰذا ان کے اوپر جرح کرنے والا گویا خبر غریب لا رہا ہے کیوں کہ اگر یہ خبر صحیح ہوتی تو اس کی نقل کثرت سے ہوتی، جس سے مجروح کا کاذب ہونا ظاہر ہو جاتا۔ جرح کے وقت جارح اور مجروح کے عقائد کا معلوم کرنا بھی

ضروری ہے کیوں کہ عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے بھی جارح اپنے
مخالف کو مجروح کرتا ہے۔ امام رافعیؒ نے اس کی طرف واضح طور پر اشارہ
کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جارح کا کینہ اور تعصب مذہبی سے بری ہونا ضروری
ہے تاکہ وہ کسی عادل پر جرح اور کسی فاسق کی تعدیل نہ کر بیٹھے کہ ایسا
بکثرت ائمہ سے ہوا ہے کہ اپنے اعتقاد کی وجہ سے جرح کر بیٹھے، حالانکہ
مجروح حق پر اور جارح غلطی پر ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام احمد بن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں اس کو بیان
کیا ہے اور مثال میں ابو اسحاق جوزجانی کا اہل کوفہ کی جرح کو بیان کیا ہے
کیوں کہ یہ نصیبی فرقہ سے تھا اور کوفی لوگ تشیع کی طرف منسوب تھے
یہاں تک کہ اس نے اعمش، ابو نعیم، فضل بن دکین، عبد اللہ بن موسیٰ
جیسے محدثین کو بھی نہیں چھوڑا سب کے اندر کمزوری بیان کر دیا۔ ابو اسحاق
کی طرح عبد الرحمٰن بن یوسف بن خراش شیعی محدث ہے اس نے اہل
شام کی جرح کی ہے جس کا محرک مذہبی تعصب ہے۔ قاضی تاج الدین
سبکی نے اس سلسلہ میں بہت ہی نفیس قواعد تحریر فرمائے ہیں۔ لیکن ان
کے نقل کا یہ مقام نہیں انشاء اللہ اپنی کتاب "تسہیل الی معرفت الثقۃ
والضعفاء والمجاہیل" میں ذکر کریں گے۔

فصلِ سوم

ابن ابی شیبہ کا خیال درست نہیں ہے

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی کا خیال ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے کچھ
حدیثوں کی مخالفت کی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ اس مسئلہ سے کسی نے

تعرض نہیں کیا ہے، لیکن امام محی الدین قرشی صاحب طبقات نے ... یہ میں دیکھا کہ انہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام، "الدرر المنيفة في الرد علي ابن ابي شيبة عن الامام ابي حنيفة" ہے مگر وہ کتاب مجھے نہیں مل سکی۔

ابن عبد البرؒ نے اپنی کتاب "الکنی" میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب تھا کہ ایسی اخبار آحاد جو ان اصول کے خلاف ہوں جن پر اجماع ہو چکا ہے، ان کو قبول نہیں کرتے تھے۔ جس پر علمائے حدیث نے نکیر کی اور حد سے تجاوز کر گئے۔

کتاب العلم میں فرمایا کہ علمائے امت میں کوئی ایسا نہیں جو کسی حدیث کو ثابت تسلیم کرنے کے باوجود اس کو رد کر دے۔ دعوائے نسخ، یا اجماع، یا سند میں طعن یا کسی اصل کی وجہ سے جس پر عمل کرنا اس کے نزدیک ضروری ہو، کسی حدیث کو چھوڑ سکتا ہے۔ کیوں کہ اگر بلا تاویل کوئی حدیث ترک کرتا ہے تو اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی اور وہ فاسق ہو جائے گا۔

امام صاحبؒ کے بعض احادیث کو چھوڑنے کے اسباب

دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اخبار آحاد کو عذر کی بنا پر چھوڑا اور قیاس کو اس پر مقدم کیا ہے۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ امام صاحبؒ کو حدیث کا علم نہ ہو سکا مگر یہ بات بعید از عقل ہے کیوں کہ امام صاحبؒ خود بڑے محدث تھے اور ان کی مجلس بھی محدثین سے بھری رہا کرتی تھی۔

دے سکتا ہے۔ جن لوگوں نے ان کو غیر فقیہ کہا ہے انھوں نے غلط کہا ہے۔ احناف نے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث پر عمل کیا ہے جب صائم نے بھول کر کھاپی لیا ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا حالانکہ یہ خلاف قیاس ہے۔

۵۔ راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے، تو ایسی صورت میں بھی امام صاحب اس حدیث پر عمل نہیں کرتے، کیوں کہ ثقہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں رہی، یا تو نسخ، یا معارضہ، یا تخصیص، یا اور کوئی سبب ہے جس کی وجہ سے راوی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے شیخین نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اگر کتا برتن میں منھ ڈال دے، تو سات مرتبہ دھونے سے پاک ہوگا۔ ایک مرتبہ مٹی سے دھونا ہوگا۔ حالاں کہ ان کا فتویٰ صرف تین مرتبہ دھونے کا ہے اور مٹی لگانا بھی مشروط نہیں۔ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول صحیح طور پر ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے شیخین نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ" اور سند صحیح سے ان کا قول مروی ہے کہ عورت تبدیل مذہب کی وجہ سے قتل نہیں کی جائے گی۔ تو یہاں حنفیہ فتویٰ اور قول پر عمل کریں گے روایت پر نہیں۔

۶۔ خبر واحد کا تعلق ایسی بات سے ہو جس کی عام ضرورت ہو اور ہر ایک اس کا محتاج ہو تو وہ غیر مقبول ہوگی، کیوں کہ جس کی عام ضرورت ہوگی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام ہی فرمائیں گے، کسی ایک فرد کو اس کی تعلیم نہیں دیں گے۔ اس لیے کہ جب سبھی کو اس کی ضرورت ہے تو سبھی کو اس کا علم بھی ہونا چاہیے جیسے نماز میں بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم کو زور سے پڑھنا، جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے " اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَجْھَرُ بِالْبَسْمَلَۃِ" یہ بیان صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حالانکہ یہ روزانہ کا معاملہ ہے اس کے بیان کرنے والے کثرت سے ہونے چاہیے تھے۔

اسی طرح مس ذکر کا مسئلہ ہے۔ اس کو حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا ایک عورت نے بیان کیا کہ ذکر کو بلا پردہ چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس مسئلہ کی سبھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ضرورت تھی، مگر کسی سے مروی نہیں جو اس روایت کے ضعف کی دلیل ہے لہٰذا اس خبر واحد پر عمل نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محال سی ہے کہ ضرورت تو سبھی کو ہو اور تعلیم صرف ایک کو دی جائے۔

۷۔ اگر خبر واحد حدود اور کفارات میں وارد ہو تو اس پر بھی عمل نہیں ہوگا کیوں کہ خبر واحد میں اس بات کا شبہ موجود ہے کہ راوی نے کذب بیانی کی ہو، یا بھول گیا ہو، یا خطا کر بیٹھا ہو اور حدود و کفارات شبہ سے ختم ہو جاتے ہیں۔

۸۔ خبر واحد قیاس جلی کی مخالف ہو۔

۹۔ خبر واحد کسی دوسری خبر واحد سے متعارض ہو، جو مجتہد کے نزدیک ثابت اور شرط کے موافق ہو۔

۱۰۔ اس خبر واحد پر سلف میں سے کسی نے طعن کیا ہو۔ جیسے حدیث قسامہ کہ اس میں عمرو بن شعیب بن عبداللہ بن عمرو بن العاص نے طعن کیا ہے اس لیے یہ خبر واحد متروک ہوگی اور قیاس پر عمل ہوگا۔

۱۱۔ خبر واحد کے مقبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ حضرات صحابہ

رضی اللہ عنہم نے آپس میں اختلاف کے وقت اس خبر واحد سے استدلال نہ چھوڑا ہو۔ اگر اس خبر واحد کو بطور دلیل کسی نے نہیں پیش کیا تو متروک العمل ہو گی، کیوں کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہی ہم تک دین پہنچانے کا بنیادی ذریعہ ہیں، لہٰذا وہ حجت اور دلیل (حدیث) کو چھوڑ کر قیاس کی طرف ہرگز نہیں جا سکتے۔ اس لیے کسی مسئلے میں اختلاف کے وقت اس روایت کی طرف توجہ نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک وہ روایت ثابت نہیں، کسی بعد میں آنے والے راوی سے سہو ہوا، یا وہ حدیث منسوخ یا مؤول ہے۔ اس کی مثال حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الطلاق بالرجال" اس مسئلہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہوا۔ حضرت عثمان، حضرت زید اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وعنہا نے فرمایا کہ طلاق کا اعتبار مرد سے ہو گا۔ غلام ہو گا تو دو طلاق سے طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔ آزاد ہو گا تو تین طلاق سے طلاق مغلظہ ہو گی۔ امام شافعیؒ کا یہی مسئلہ ہے۔ جب کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عورت کی حالت کا اعتبار ہو گا۔ اگر عورت باندی ہے تو دو طلاق، طلاقِ مغلظہ ہو گی اور اگر عورت آزاد ہے تو تین طلاق، طلاقِ مغلظہ ہو گی۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے جس پر غلامی ہو گی، اسی کی حالت کا اعتبار ہو گا۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر دونوں آزاد ہوں تو شوہر تین طلاق دینے کا مالک ہو گا۔ ورنہ نہیں۔ اختلاف کے وقت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے رائے اور قیاس سے کام لیا۔ اس حدیث کو دلیل میں پیش نہیں کیا، حالانکہ حضرت زید رضی

جزئیت اور بعضیت پر موقوف ہے اور یہ انسانوں میں ہوتی ہے، انسان اور بکری میں نہیں۔

دوسری بات کی مثال یہ ہے کہ نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو نہ ٹوٹے، جیسے کہ نماز کے باہر قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ کیوں کہ قہقہہ حدث نہیں ہے۔ لیکن حدیث اعرابی سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نماز کے اندر قہقہہ حدث ہے۔ اس لیے اس حدیث کی وجہ سے رائے کا چھوڑنا ضروری ہو گیا۔

اسی طرح روزہ میں اپنی کوشش سے قے کرنا رائے اور قیاس کی رو سے ناقض صوم نہیں، اس لیے کہ یہاں خارج ہونا پایا جا رہا ہے، داخل ہونا نہیں اور روزہ داخل ہونے والی چیزوں سے ٹوٹتا ہے، خارج ہونے والی چیزوں سے نہیں۔ لیکن حدیث میں آگیا ہے کہ خود قے کرنا روزہ کو توڑ دیتا ہے تو رائے کو چھوڑ دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حدیث کو رائے کی اور رائے کو حدیث کی شدید ضرورت ہے، استقامتِ معنی کے لیے ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں (ترک حدیث کا) جو گمان کیا ہے اس کے اجمالی رد میں یہ آخری بیان ہے۔ میں نے اس کو سادات حنفیہ کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔ تفصیلی جواب بھی شروع کر دیا تھا اور دس حدیثوں کی طرف سے جواب لکھ بھی دیا تھا، لیکن میرا خیال ہوا کہ تفصیلی جواب دو بڑی جلدوں میں آسکتا ہے، جس کے لیے طویل مدت اور بہت سی کتب کی ضرورت ہو گی جو میرے پاس نہیں ہیں۔ ادھر میں اپنی کتاب "سبیل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" کے لکھنے میں مشغول [illegible] کو چھوڑنا ممکن

نہیں، کیوں کہ میں نے لوگوں سے عاریت پر کتابیں لے رکھی ہیں وہ ایک زمانے سے میرے پاس ہیں انہیں واپس کرنے کی جلدی ہے اس لیے اس کتاب سے فارغ ہونے تک ابن ابی شیبہ کی حدیثوں پر کچھ لکھنے کا کام بند کر دیا۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ شیخ محی الدین قرشیؒ نے اس موضوع پر لکھا ہے، جو ابھی مسودہ ہے، کچھ کی تبیض بھی ہو گئی ہے، مگر انھیں اب تک وہ تحریر نہیں مل سکی شاید اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی مل جائے تو اس سے مدد لوں گا۔

فصلِ چہارم

امام صاحبؒ پر خطیب کی بہتان طرازیاں
ایک جائزہ

خطیب بغدادی نے ابتداءً تو امام ابو حنیفہؒ کے مدح سراؤں کا کلام نقل کیا ہے، اس کے بعد ناقدین اور مخالفین کی باتیں نقل کی ہیں۔ خطیب کے رد میں علامہ بکر بن ایوب کردی نے مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام "السھم المصیب فی الرد علی الخطیب" ہے اسی طرح ابن جوزی کے پوتے علامہ یوسف بن قزعلی نے اپنی کتاب "الانتصار لامام ائمۃ الامصار" کے اندر خطیب بغدادی پر رد کیا ہے۔ پہلی کتاب کو دمشق اور مصر دونوں جگہوں میں دیکھا اور دوسری کو دمشق میں۔ مگر اب مجھے ان میں سے کوئی نہیں مل سکی۔ یہاں اجمالاً خطیب کی نقل کردہ روایتوں کا رد درج کیا جاتا ہے۔

جن باتوں کو خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہؒ کی تردید میں ذکر کی

ہیں، ان میں سے اکثر کی سندوں میں ایسے راوی ہیں، جو یا تو مجہول ہیں، یا ان کے بارے میں علمائے حدیث نے کلام کیا ہے۔ لہٰذا ان روایتوں کی بنیاد پر کسی بھی صاحب ایمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کی آبروریزی کرے تو امام المسلمین کو مطعون کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ حافظ تقی الدین بن دقیق العید فرماتے ہیں کہ لوگوں کی عزتیں جہنم کے غاروں میں سے ایک غار ہیں۔ حکام اور محدثین اس کے کنارے کھڑے ہیں الخ۔ لیکن یہ دونوں برابر نہیں، کیوں کہ حکام قابل قبول ثبوت کے بغیر فیصلہ نہیں دیتے جب کہ محدثین صرف نقل پر اعتماد کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خطیب کی اکثر روایتیں صحیح نہیں ہیں۔

اگر ان کو صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں: یا تو وہ راوی امام ابو حنیفہؒ کا معاصر نہ ہوگا، اس نے نہ امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا اور نہ ہی ان کے احوال کا مشاہدہ کیا؛ بلکہ ان اوراق کو اپنے گلے کا ہار بنایا جنھیں امام ابو حنیفہ کے مخالفین نے سیاہ کیا تھا، حالانکہ وہ قابل التفات نہیں تو ایسے راوی کی طرف توجہ دینا مناسب نہیں ہے۔ اور اگر راوی امام صاحب کا ہمعصر ہے اور میدانِ فضل و کمال میں ان کی ہمسری کا دعویدار ہے تو بھی اس کی بات ناقابلِ قبول ہے کیوں کہ اس کی جرح کا سبب منافست ہے۔

ابن عبد البر نے اپنی کتاب "الاستغناء فی الکنی" میں تحریر فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے معاصرین میں سے ان لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ پر حسد کیا جنھوں نے ان پر ظلم کیا اور ان کی غیبت کو درست قرار دیا۔

ان حساد میں سے اکثر نے یہ کوشش کی کہ امام صاحبؒ کو ان کے مرتبہ سے گرادیں اور ہم عصر لوگوں کے قلوب سے ان کی محبت نکال

دیں، لیکن وہ اس پر قادر نہیں ہو سکے اور ان کی جادو بیانی نے کوئی اثر نہیں کیا آخر وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ ایک آسمانی فیصلہ ہے، اس کے خلاف حیلہ بازی نہیں چلے گی۔ جسے خدا رکھے، اسے کون چکھے۔

علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے جس کی اتباع ابن حجر نے بھی کی ہے کہ معاصرین کی ایک دوسرے کی عیب جوئی قابل التفات نہیں، خاص کر اس وقت جب یہ ظاہر ہو جائے کہ منافست۔ دنیوی عداوت، یا مذہبی تعصب کی وجہ سے ہے۔ کیوں کہ اس کی وجہ حسد ہوا کرتا ہے جس سے کسی بھی زمانہ کے لوگ نہیں بچ سکتے۔ البتہ انبیاء اور صدیقین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ علامہ ذہبی نے مزید فرمایا کہ اگر چاہوں تو اس سے دفاتر بھر دوں۔

علامہ سبکی نے "طبقاتِ کبریٰ" میں امام حارث بن اسد محاسبی کے حالات میں تحریر فرمایا ہے کہ:

اے رشد و ہدایت کے طالب! تیرے لیے یہ مناسب ہے کہ گذرے ہوئے ائمہ کے بارے میں ادب کا راستہ اپنائے۔ ان کی آپسی باتوں پر توجہ نہ دے اور آپس میں ایک دوسروں کی گرفتوں پر نظر نہ ڈالے۔ اگر واضح دلائل کے ساتھ ہو تو بھی تاویل اور حسن ظن اختیار کرو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو ان کے اختلافات میں ہرگز مت پڑو۔ اس لیے کہ تم اس کام کے لیے نہیں پیدا ہوئے۔ جو چیز تیرے مطلب کی ہے، اس میں مشغول ہو جاؤ اور بے ضرورت چیزوں کو چھوڑ دو۔ میرے نزدیک طالب علم اس وقت تک شریف ہوتا ہے، جب تک وہ سلفِ صالحین کے اختلاف میں نہ پڑے اور بعض کی موافقت میں دوسرے بعض کے خلاف فیصلہ نہ دے۔ خبردار! خبردار! ہرگز ہرگز اس چیز کی

طرف کان مت لگانا جو اتفاق سے امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوری، یا امام مالک اور امام ابن ابی ذئب، یا امام احمد بن صالح اور امام نسائی، یا امام احمد بن حنبلؒ اور امام حارث محاسبی کے درمیان واقع ہو گئی یا اور کسی دو اماموں کے درمیان پیدا ہوئی۔ کیوں کہ اگر تم اس میں مشغول ہوئے تو مجھے تمہاری ہلاکت اور بربادی کا خطرہ ہے۔ دیکھو یہ لوگ ائمہ ہیں، بہت زیادہ علم والے ہیں، ان کے اقوال کے مواقع اور محل ہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ دوسروں سے سمجھے نہ گئے ہوں۔ ہمارے لیے صرف ایک راستہ ہے کہ ہم ان سب سے راضی رہیں اور ان کے معاملات میں سکوت اختیار کریں، بالکل اسی طرح جیسے ہم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشاجرات میں خاموش رہتے اور سب سے راضی رہتے ہیں۔

حافظ عمر بن عبد البر نے "کتاب العلم" میں آپس میں علماء کے اختلافی باتوں کے تعلق سے ایک مستقل باب ذکر کیا ہے، اس میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے سند متصل کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی آہستگی کے ساتھ تمہاری طرف پہلی امتوں کی بیماری حسد اور کینہ چل پڑا ہے اور یہ کینہ مونڈنے والا ہے۔ بال کو نہیں، بلکہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے ایمان والے نہیں ہو گے۔ کیا وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس کو ثابت کر دے، آپس میں سلام کو رواج دو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ علماء کی باتیں سنو لیکن آپس میں ایک دوسرے کی عیب جوئی کی تصدیق

مت کرو۔ یہ لوگ تیوس (نر بکرے) سے بھی زیادہ غیرت مند ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ایک اور روایت بھی مذکور ہے حسن بن ابو جعفر سے روایت ہے کہ میں نے مالک بن دینارؒ سے سناوہ فرمارہے تھے کہ علماء اور قراء کی باتیں سب چیزوں میں مقبول ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے پر عیب لگانے کے سلسلہ میں غیر مقبول ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ حسد میں ان تیوس سے بھی زیادہ بڑھے ہوئے ہیں جن کے بیچ میں ایک بکری چھوڑ دی جائے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے رب! تیرے بندوں میں سب سے بڑا علم والا کون ہے؟ ارشاذ ہوا جو عالم علم کا بھوکا ہو اور فرمایا کہ عنقریب ہی تم جاہلوں کو دیکھو گے کہ وہ علم پر فخر کریں گے اور علم پر اظہار غیرت کریں گے، جیسے عورتیں مردوں پر غیرت کرتی ہیں (ان جاہلوں) کے حصہ میں بس یہی ہے۔

منصفانہ فیصلہ

شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے ابن عبدالرفیع مالکی کی کتاب "معین الاحکام" سے نقل کیا ہے کہ مبسوط میں حضرت عبداللہ بن وہبؒ سے مروی ہے کہ علماء کے خلاف علماء کی گواہی غیر مقبول ہے، اس لیے کہ یہ لوگ آپس میں حسد اور بغض میں سارے انسانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔

ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ اس باب میں بہت سے لوگوں سے

غلطی ہوئی اور جاہل لوگ اس میں گمراہ ہو گئے ان کو یہ خبر نہ ہو سکی کہ ان پر اس بارے میں کتنا گناہِ عظیم ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جس کو جمہور مسلمین نے دین میں امام بنالیا، اس کے حق میں عیب لگانے والے کی عیب جوئی اور طعن کرنے والے کا طعن مقبول نہیں اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جائے گی۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں سلف صالحین سے ایک دوسرے کے خلاف بہت سی باتیں ہو گئی ہیں، ایسی بعض باتیں بھی ہیں جن کا سبب حسد ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مالک بن دینار وغیرہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔

بہت سی باتیں قابلِ تاویل ہیں۔ اس طرح مقول فیہ کو قائل کی باتیں لازم ہی نہیں ہوتی ہیں۔ ایسے واقعات بھی ہیں کہ سلف نے ایک دوسرے پر تاویل اور اجتہاد سے شمشیر زنی کی، لیکن ان چیزوں میں ان کی تقلید بلا برہان ودلیل لازم نہیں۔ ہم اس باب میں ائمہ ثقات اور ساداتِ کرام میں سے بعض کی بعض کے بارے میں کچھ ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جن کی طرف عدم التفات اور عدم توجہ واجب ہے۔ ان واقعات سے ہماری بات کی سچائی خوب واضح ہو جائے گی۔ اس کے بعد ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب میں کچھ حضرات صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے آپسی کلام نقل کیے ہیں جن کے نقل کا یہ موقع نہیں۔ مثلاً ابن معین نے امام شافعی پر طعن کیا ہے حالاں کہ جن لوگوں نے امام مالک، امام شافعی اور ان جیسے ائمہ پر کلام کیا ہے، ان کی مثال اعشیٰ شاعر کے اس شعر جیسی ہے۔

كَنَاطِحٍ صَخْرَةً يَوْماً لِيُوهِنَهَا فَلَمْ يَضُرَّهَا وَ اَوْهَىٰ قَرْنَهُ الْوَعَلُ

يَانَاطِحَ الْجَبَلِ الْعَالِيْ لِيَكْلِمَهُ اِشْفِقْ عَلَى الرَّاسِ لَا تُشْفِقْ عَلَى الْجَبَلِ

وَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْجُوْ مِنَ النَّاسِ سَالِماً وَلِلنَّاسِ قَالَ فِي الظُّنُوْنِ وَقِيْلَ

حَسَدُوْكَ اَنْ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِمَا فُضِّلَتْ بِهِ النُّجَبَاءُ

حَسَدُوْا الْفَتٰى اِذْ لَمْ يَنَالُوا سَعْيَهُ فَالْقَوْمُ اَعْدَاءٌ لَهُ وَ خُصُوْمُ

جیسے بڑی چٹان کو توڑنے کی خاطر سینگھ مارنے والا نر ہرن حالانکہ اس کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکا بلکہ اس نے صرف اپنی ہی سینگھ کو توڑ لیا۔

اے اونچے پہاڑ کو ٹکر مارنے والے تاکہ اسے زخمی کرے اپنے سر پر رحم کر پہاڑ پر مت رحم کر۔

لوگوں سے سلامت کون بچ سکتا ہے، حالانکہ ان کے لیے اٹکل میں قال اور قیل کہی ہوئی بات کافی ہے۔

اے امام ابو حنیفہ! لوگ آپ کے اوپر اس درجہ حسد کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو ان خصائل سے فضیلت دی ہے، جن سے شرفاء کو فضیلت دی جاتی ہے۔

جب نوجوان کی سی سعی نہیں کر سکے تو اس پر حسد کرنے لگے اور قوم اس کی دشمن اور جھگڑنے والی ہو گئی۔

ابن عبد البر نے فرمایا کہ جو آدمی علماء اور ائمہ ثقات کی آپسی باتوں کی طرف توجہ کرتا اور ایسی ادھیڑ بن کو پسند کرتا ہے، اس کو چاہیے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور علمائے مسلمین کے آپسی کلام کی طرح ان کے بارے میں بھی لب کشائی نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو دور کی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا اور خسران مبین کا شکار

ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا نہیں کرتا ہے اور ہرگز نہ کرے، پھر جب اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور الہام خیر ہو تو ان شرطوں پر آکر ٹھہر جائے جنھیں ہم نے اس سے پہلی فصل میں ذکر کیا ہے۔ جو کچھ میں نے پیش کیا صرف یہی حق ہے انشاء اللہ اس کے علاوہ دوسری چیز صحیح نہیں ہوگی۔

علمائے حقانی نے ان کے فضائل جمع کیے ان کی سیرتوں اور خبروں کی طرف دل وجان سے متوجہ ہوئے اب ہم کو ان کے عیوب اور برائیوں کی طرف نظر جمانا اور ان کی کھود کرید میں رات دن گزارنا کس طرح زیبا ہوگا۔ ایک آدمی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کے فضائل پڑھے اور فضائل صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے بعد ان کی طرف توجہ کرے ان کی پاکیزہ سیرتوں اور اخلاق کریمانہ سے واقفیت حاصل کرے تو یقیناً یہ عمل اس کے لیے عمل صالح ہوگا۔

آگے فرماتے ہیں جس نے ان کے حالات میں سے صرف وہ حصہ یاد کر لیا جس میں بعض نے بعض پر کلام کیا ہے، حسد یا غضب کے حالات میں، یا یوں ہی بے فائدہ زبان سے نکل گئے ان کے فضائل سے بے توجہ ہو گیا اور ان کے مناقب سے روگردانی کر لی تو وہ غیبت میں داخل ہو گیا اور طریق مستقیم سے مڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان لوگوں میں شامل رکھے جو باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور پھر اچھی بات کی اتباع کرتے ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ابن عبد البر کے کلام کا خلاصہ بے حد نفیس ہے، اس کو مضبوط پکڑ لو، اسے چھوڑ کر اور کسی طرف مت جھکو۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں یہ وہ آخری بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے آسان کر دی وہ کتابیں مجھے حاصل ہو جائیں جو

مناقب امام اعظمؒ میں مجھے معلوم ہیں، تو یہ کتاب دو بڑی جلدوں میں آتی۔ تاہم صاحب توفیق کے لیے اس میں قناعت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعاء ہوں کہ اس کتاب سے نفع بخشے۔

تاریخ تالیف کتاب، ربیع الاول ۹۳۹ھ

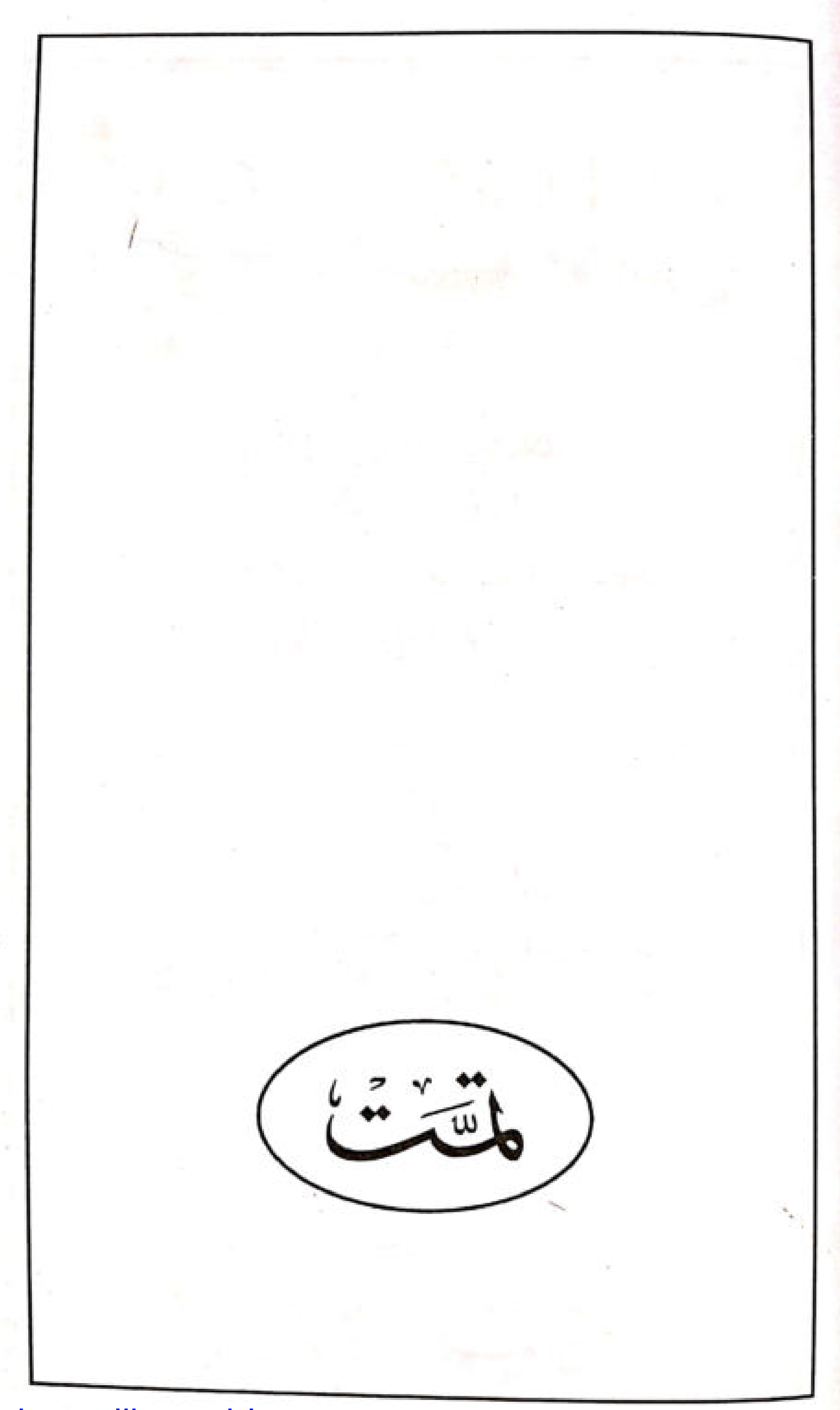
تاریخ تحشیہ ۲۰/ ذی الحجہ ۱۰۹۵ھ

تاریخ ترجمہ اردو ۱۳/ صفر ۱۴۱۲ھ یوم جمعہ بعد نماز جمعہ

مترجم: رام پیارے (محبوبِ خدا) پسر رام بلی (خدائے قوی) عرف بلی مراؤجو بفضلہٖ سبحانہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر اب محمد عبداللہ بن عبدالوہاب ہندی، بستوی مہاجر مدنی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مُحَمَّدِ الْاَمِيْنِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ
الْمَقْبُوْلِيْنَ وَ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَهُمْ
مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط




تمت

مجموعہ ہفت رسائل

① قبلہ نما ② جواب ترکی بہ ترکی

③ توثیق الکلام فی الانصات خلف الامام

④ گفتگوئے مذہبی ⑤ الاسوۃ الخاملۃ فی الاجوبۃ الکاملۃ

⑥ الدلیل المحکم ⑦ تحفہ لحمیہ

تالیف

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند



تالیف

جناب مولانا اسیر ادروی
استاذ جامعہ اسلامیہ بنارس

ناشر
شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند

مطبوعات
مکتبہ دارالعلوم و شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ جلدیں

فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۳

فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۴

حسامی

الفقیہ الحدیث

مناہل العرفان

مبادی الفلسفہ

تسہیل الاصول

قصائد منتخبہ من دیوان المتنبی

باب الادب من دیوان الحماسہ

مفتاح العربیہ حصہ اول

مفتاح العربیہ حصہ دوم

تاریخ دارالعلوم اردو مکمل

تاریخ دارالعلوم انگریزی مکمل

سوانح قاسمی مکمل

علماء دیوبند کا دینی رخ و مسلکی مزاج

علماء دیوبند عربی

انتصار الاسلام مع تشریح و تسہیل

ختم نبوت کامل

ردمرزائیت کے زریں اصول

نیک بیبیاں نماز کہاں پڑھیں

ادلہ کاملہ مع تسہیل و تشریح

ایضاح الادلہ مع تسہیل

بریلویت طلسم فریب یا حقیقت

دارالعلوم دیوبند عربی

حیات اور کارنامے حضرت نانوتویؒ

حیات اور کارنامے حضرت گنگوہیؒ

خیر القرون کی درسگاہیں

تدوین سیر و مغازی

اجودھیا کے اسلامی آثار

مختصر سوانح ائمہ اربعہ

اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ

عہد رسالتﷺ (غار حرا سے گنبد خضرا تک)

قرآن محکم

مطبوعات
مکتبہ دارالعلوم و شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

الحدیث الحسن
حسن غریب
اشاعت اسلام
حجۃ الاسلام اردو
حجۃ الاسلام عربی
اسلام اور عقلیات
علوم القرآن
ثبوت حاضر ہیں
الحالۃ التعلیمیہ
آب حیات
تفسیر النصوص
الرای النجیح فی رکعات التراویح
غلط فہمیوں کا ازالہ
اسلامی عقائد اور سائنس
فقہائے صحابہ
تحقیق الکفر والایمان
ختم نبوت خورد

دعاوی مرزا
مسیح موعود کی پہچان
تناقضات مرزا
فلسفہ ختم نبوت
ختم نبوت بزرگان ملت
قادیانی مردہ
قادیانی ذبیحہ
آخری اتمام حجت
مرزا طاہر کے جواب میں
کثرت رائے کا فیصلہ
قادیانی اقرار
قادیانی فیصلے اردو
فتاوی اور فیصلے ہندی
اسلام دشمن کفریہ عقائد
قادیانیوں کو دعوت اسلام
مرزائی اور تعمیر مسجد
گالیاں کون دیتا ہے

مطبوعات
مکتبہ دارالعلوم و شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ

درمنثورہ اول دوم

شیوخ الامام ابی داؤد السجستانی

افکار عالم مکمل

علماء دیوبند خدماتہم فی الحدیث

تصفیۃ العقائد

ہدایۃ المعتدی فی قراءت المقتدی

مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی وسوسے

آئینہ حقیقت نما مع تحقیق وتخریج

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق

دارالعلوم کا فتویٰ اور اس کی حقیقت

حسن صحیح مکمل ۳ جلد

نکاح وطلاق عقل وشرع کی روشنی میں

دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی نقوش

اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ

خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ

تقریر دل پذیر

اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف

محاضرہ رد قادیانیت

قرآنی پیشن گوئیاں

محاضرہ رد رضاخانیت

مخطوطات اول دوم

محاضرہ رد شیعیت

اسرائیل

محاضرہ رد غیر مقلدیت

نظریہ دو قرآن پر ایک نظر

محاضرہ رد مودودیت

جکمت قاسمیہ

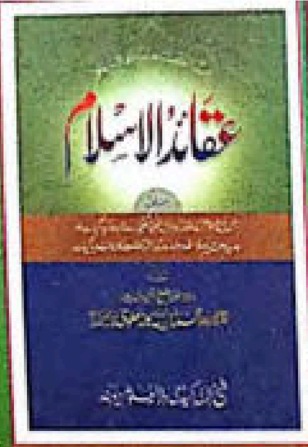
محاضرہ رد عیسائیت

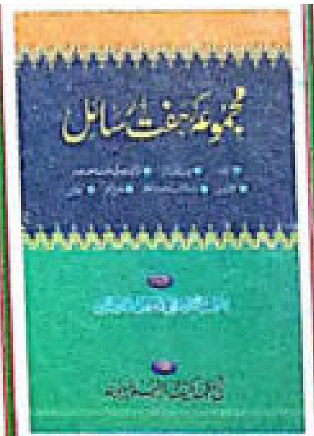
اجتماع گنگوہ

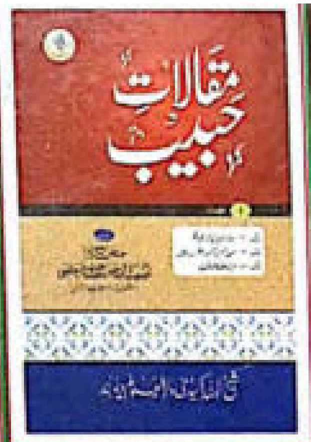
محاضرہ رد ہندوازم

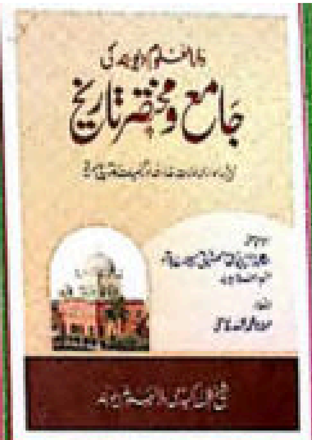
دو ضروری مسئلے

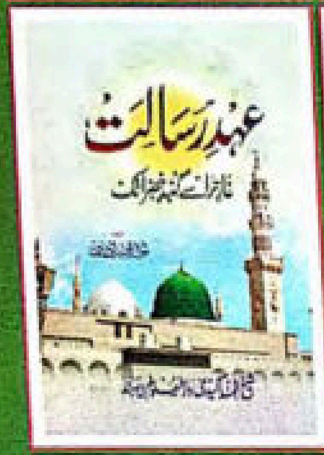
مجموعہ ہفت رسائل

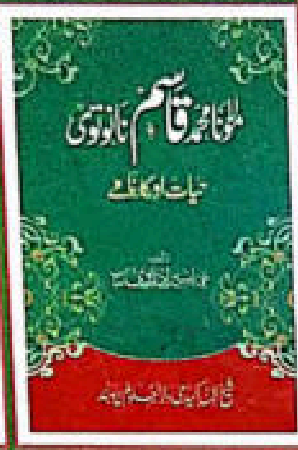


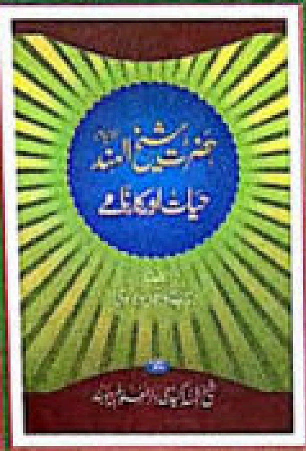


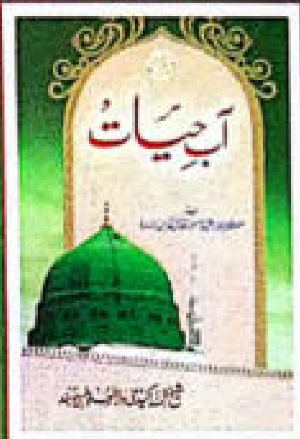


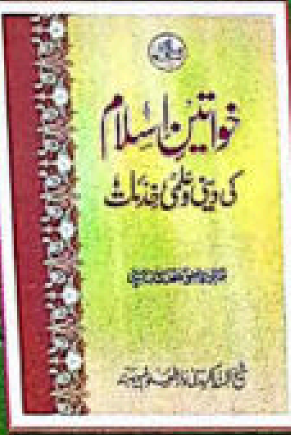


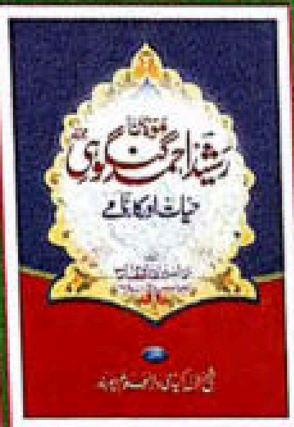


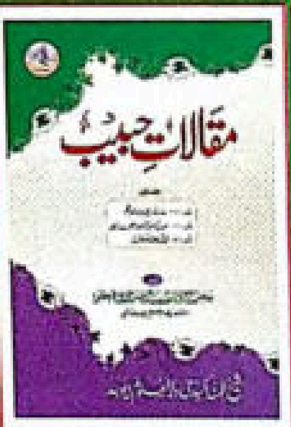


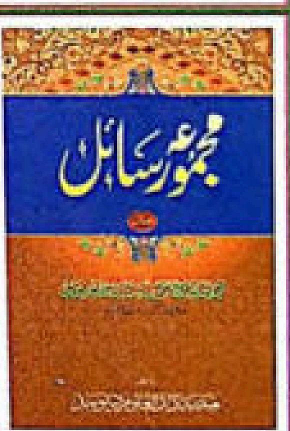


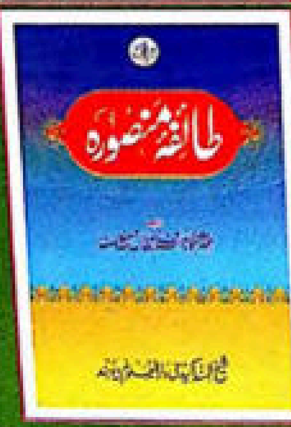


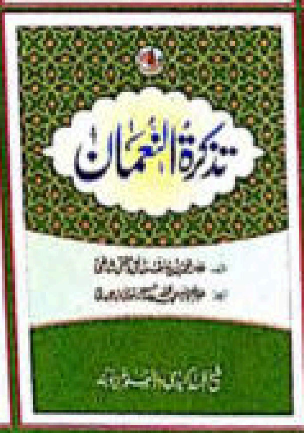


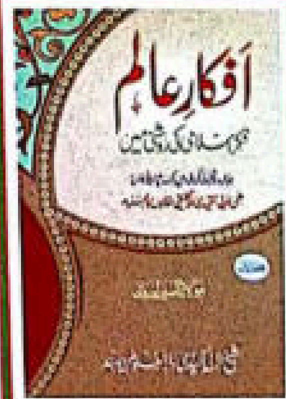


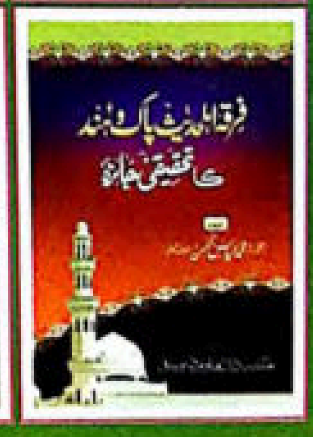












pentone

MAKTABA DARUL-ULOOM

DEOBAND-247554 (U.P.)INDIA